اُردو ترجمہ کتاب

# رَوضۃ القیومیہ

مُصنّفہ

جناب صاحبزادہ بزرگوار حضرت مولٰنا خواجہ کمال الدین شیخ محمد احسان معصومی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

یہ کتاب مستطاب حضرات قیوم اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات میں ایسی جامع اور مکمل ہے کہ اسکی مثل اور کوئی کتاب نہیں کتاب ہذا کے چار حصے ہیں ہر حصہ میں ایک ایک قیوم کے حالات بہ تفصیل ذیل درج ہیں۔ رُکن اوّل در احوال حضرت خزینۃ الرحمۃ محبوب سبحانی شہباز لامکانی امام ربانی مجدد الف ثانی قیوم اول رحمۃ اللہ علیہ معہ احوال جملہ فرزندان و خلفاء آنجناب بہ تفصیل ہر سال قیومیت و مکاشفات و کرامات و حادثات زمانہ و وقعات سلطنت وغیرہ۔ رُکن دوم در احوال حضرت عروۃ الوثقیٰ معصوم زمانی قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ معہ احوال جملہ فرزندان و خلفاء آنجناب بہ تفصیل ہر سال قیومیت و مکاشفات و کرامات و حادثات زمانہ و وقعات سلطنت وغیرہ۔ رُکن سوم در احوال حضرت امام حزب اللہ حجۃ اللہ قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند ثانی علیہ الرحمۃ معہ احوال جملہ فرزندان و خلفاء آنجناب بہ تفصیل ہر سال قیومیت و مکاشفات و کرامات عالیہ مع واقعات و حادثات سلطنت وغیرہ۔ رکن چہارم در احوال حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء قیوم رابع خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ مع احوال جملہ فرزندان و خلفاء آنجناب بہ تفصیل قیومیت و مکاشفات مع وقعات و حادثات سلطنت وغیرہ۔

اس کتاب گوہر نایاب کو بڑی تلاش و تجسس کے بعد بہم پہنچا کر اردو ترجمے کرا کے چھپوایا گیا ہے اُمید ہے کہ عاشقان دربار مجددیہ اور دلدادگان سرکار معصومیہ خاکبوسان حضرت حزب اللہ فدایان بارگاہ خلیفۃ اللہ اسے حرز جاں بنائینگے۔ خوشخط اعلیٰ کاغذ۔ قیمت جلد اول ہر دو حصہ [illegible]، جلد دوم ہر دو حصہ [illegible] مجلد [illegible]

## المشـــــــــــــــــــتہر

اللہ والے کی قومی دکان مالک ملک چنن الدین خلف ملک فضل الدین مرحوم ککے زئی نقشبندی مجددی

و مالک رسالہ "اسرار تصوف" بازار کشمیری۔ لاھـــور

اس کتاب کے تمامی حقوق بموجب ایکٹ نمبر ۲۵ سنہ ۱۹۱۴ء کی رو سے ملک چنن الدین کے نام محفوظ ہیں

سلسلہ تصوف نمبر (۱۳۶)

اردو ترجمہ کتاب

# حضرات القدس

## دفتر دوم

من تصنیف ملا بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی
حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

جس کا

مولانا عرفان احمد خاں صاحب انصاری قادری چشتی نے مولانا احمد حسین خاں صاحب
نقشبندی مجددی قادری امروہی کے ایما سے ترجمہ فرمایا

جسکو

ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین کشمیری تاجران کتب قومی

منزل نقشبندیہ

کوچہ ککے زیاں ———— بازار کشمیری

لاہور نے

بصرف زر کثیر با محاورہ اردو ترجمہ کرا کر نہایت صحت و صفائی کے ساتھ

طالبان دربار مجددیہ نقشبندیہ کیلئے

مشہور عالم پریس لاہور باہتمام ملک چنن الدین کے چھپوایا

اُردو ترجمہ کتاب

# حضرات القدس

## دفتر دوم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حمد و نعت

مقدس بارگاہوں کی پاک تعریفیں اور محبت کی معتدل ہواؤں کی بزرگ پاکییں اُس بلند بارگاہ کے لئے مخصوص ہیں۔ جس نے عالمِ نیرنگ کو پردہ عدم سے میدانِ ظہور میں جلوہ گر فرمایا اور اپنی ازلی اور قدیم صفتوں کا اس مخلوق حادث کو مظہر بنایا۔ یہی نہیں بلکہ عدم کا طلسم توڑ کر اس کو موجود اور اپنی صفات و شیون کا آئینہ کیا اور اس سے انبیا و اولیا کو پیدا کیا۔ جو خلقت کی ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ ہوئے۔ انہی کی وساطت سے اپنے فیضان و برکات کا عالم پر نزول فرمایا۔ پھر اُن کو اپنی خلعتِ خلافت اور خطابِ نیابت سے سرفراز اور ان کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ کے نام سے ممتاز فرمایا اُن سے بیعت کرنے کو اپنی بیعت کے اسم سے اعزاز بخشا۔ وہ عجیب و غریب امور جو طاقتِ بشری سے ناممکن ہیں اُن کے یدِ بیضا سے ظاہر اور ہویدا فرمائے۔ کچھ عجیب کاروبار ہیں کہ خاک نے کیسی بلندی پیدا کی اور عدم نے قِدم کی طرف کتنا عروج حاصل کیا۔ یہ سب محبت و الفت کے کارخانے ہیں۔ اور کل عشق ہی کی بود و نمود ہے۔ کہ مشیتِ اَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ ایجادِ افرادِ کائنات کا باعث ہوئی۔ اور حقیقتِ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ ہی تکوینِ عالم کا سبب ٹھہری

یہی سبب ہے کہ سب حمد کنندوں کی حمدیں جو بارگاہ احدیت کے لئے مختص اور درگاہ عالی عزت سے بلا تعلق کسی اور کے مخصوص نہیں۔ اُس سے سرکار احمدی کو باسم محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متصف کر کے کل تعریفات اور توصیف کو آپکے نام نامی میں منضم فرما کے اپنے محبوب پر نثار فرمایا۔ چنانچہ ارشاد لِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ اس امر کی خبر دیتا ہے۔ افلاک کیا کل کائنات کو آپ کی راہ میں تصدق فرما دیا۔ اپنے دوستوں کو آپکے وجود مسعود سے خبردار فرمایا۔ تاکہ غائبانہ آپسے محبت پیدا کریں۔ اور اپنا عتقاد و ایمان آپکے ساتھ درست کریں۔ اور آپ کے نام نامی کے ذکر سے فیوض و برکات لیں۔ کہ محبوب کے دوست کی محبت خود محبوب کی محبت ہے۔ اسی لئے خاص خاص انبیا نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کی تمنا کی۔ اور ایک جماعت مرسلین نے آپ کی اُمت میں داخل ہونے کی استدعا کی۔ بارگاہ ایزدی نے اپنے محبوب کو دونو طریقے ظاہر و باطن کے عطا فرمائے ظاہر کو عام کیا اور باطن کو خاص ✦

علما کو طریقہ ظاہری عطا کیا۔ اور اولیا کو علوم باطنی مرحمت فرمائے نسبت باطن احکام ظاہر کی طرح مفصل و مسلسل جناب خیر البشر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارباب ولایت تک پہنچی۔ اور تا قیامت اسی طرح فیضان کا سلسلہ باقی رہیگا۔ آیہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ۔ اسی مضمون کو ادا کر رہی ہے ✦

صَلَوٰاتُ اللّٰهِ وَتَسْلِيْمَاتُهٗ عَلٰى مَحْبُوْبِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاٰلِهِمْ وَاَصْحَابِهٖ وَاَصْحَابِهِمْ وَجَمِيْعِ اَتْبَاعِهٖ وَاَتْبَاعِهِمْ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَوْلِيَاءِ وَالْاَتْقِيَاءِ وَمُتَوَسِّلِيْهِمْ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ اللہ تعالےٰ کی رحمتیں اور عنایتیں اس کے محبوب پر اور تمام انبیا اور آپ کی تمام متبعین اور ان کے تمام متبعین اور تمام اولیا و اتقیا اور اُن کے متوسلین پر بشمار ذرات عالم ہر روز ہزاروں بار قیامت تک نازل ہوتی رہیں ✦

# تصوف کی سیر ایک نعمت بے نظیر کتابوں کا لاجواب سلسلہ

## اردو ترجمہ کتاب خلاصۃ العارفین

یعنی مجموعہ ملفوظات حضرت خواجہ قطب الاقطاب حضرت بہاؤ الدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت بابا فرید الدینؒ و حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت اور حضرت محبوب الٰہی نظام الدین قدس اللہ سرہٗ کی زبان مبارک سے ہیں۔ خوشخط کاغذ اعلیٰ قسم چھپ کر تیار ہے ۔ قیمت ... ۱۰ر

## اردو ترجمہ ہشت شرائط حضرات خواجگان نقشبندیہ

یعنی بزرگان عالیہ نقشبندیہ کے ہشت شرائط قابل دید نسخہ ہے اور خوش قلم اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر طبع ہو گیا ہے۔ قیمت ...

## اردو ترجمہ رسالہ نقشبندیہ

اس رسالہ میں نقشبندیہ طریقہ کے ذکر اور لطائف قلبی و مراقبہ وغیرہ کا بیان ہے اور اس کے ساتھ طریق مراقبہ بھی بتایا گیا ہے۔ اور دل کا نقشہ دکھلا کر ہر ایک لطیفہ کا مقام دکھلایا گیا ہے طالب مولا کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے ۔ قیمت ... ۴ر

## اردو ترجمہ کتاب نفحات الانس

یہ بے نظیر کتاب حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی نقشبندی قدس سرہٗ کی اعلیٰ تصنیفات میں سے ہے حضرت موصوف کی تصنیف کسی تعریف کی محتاج نہیں۔ اس میں اکثر اولیاء اور خاتونان باصفا کا جو اولیاء اللہ میں سے گزری ذکر ہے ۔ قیمت ... ۳ ـے

## اردو ترجمہ کتاب مونس جان

یہ کتاب حضرت شاہ ابو المعالی قادریؒ کی تصنیف ہے ! جس میں پانچ مقالے ہیں (۱) میں حقائق (۲) میں احادیث و کلمات مشائخ (۳) میں محبت (۴) میں مطائبات اور نمبر (۵) میں ذکر شعر نہایت ہی دلچسپ کتاب ہے اور موضوع تصوف کو دلکش پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے ۔ قیمت ... ۴ر

# دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ کے بندۂ خاکسار بے مقدار دور از کار بدرالدین بن شیخ ابراہیم سرہندی ارباب بصیرت کی خدمات میں ظاہر کرتا ہے کہ جب دفتر اول کتاب حضرات القدس جو کہ بذکر حالات مشائخ سلسلہ علیہ نقشبندیہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے تا بذکر مقامات حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ مسلسل ترتیب پا لیا اور اس میں حضرت خواجہ کے صاحبزادوں اور بعض مریدوں کے حالات بھی مختصر بیان کئے گئے ہیں، ختم ہو گیا۔ اب دفتر دوم کو شروع کرتا ہوں جو میرے پیر دستگیر قدس اللہ تعالےٰ اسرارہ العزیز کی کرامات و درجات و کمالات و احوال و اقوال و اعمال پر مشتمل ہے۔ اس کتاب مستطاب کی تصنیف کا باعث اصلی آنجناب کے مناقب کا بیان کرنا ہے اس کے ساتھ آپ کے صاحبزادوں اور بعض خلفا اور مشہور ترین مریدوں کے حالات کا تذکرہ شامل کر دیا گیا۔ چونکہ یہ کتاب بارہ حضرات پر مشتمل ہے اور دفتر اول حضرت اول پر ختم ہو گیا۔ باقی گیارہ حضرات اس دفتر میں بیان کئے جائینگے اور حضرت ثانی سے اس کا آغاز کیا جائیگا۔

یہ دفتر بحکم خُذُوا الْعِلْمَ مِنْ اَفْوَاہِ الرِّجَالِ روایات ثقات و صلحا عالی درجات سے اخذ کر کے جن کی اسناد میں کسی طرح کا شک و شبہ کو رستہ نہیں ہے جمع کیا گیا ہے اور اس بارہ میں بے حد احتیاط کی گئی ہے۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ وَمِنْہُ الْاِسْتِعَانَۃُ وَعَلَیْہِ التُّکْلَانُ۔ اللہ تعالےٰ توفیق کا مالک اور اسی سے مدد اور اسی پر بھروسہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# حضرت دوم

بیان میں حالات و مقامات شیخنا و امامنا و قبلتنا قطب الاقطاب غوث شیخ و شباب مجدد الف ثانی خازن رحمت رحمانی بحر اسرار الٰہیہ زینت سلسلۂ نقشبندیہ دلیل عرفاء و محققین ختم علماء راسخین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہے :۔

آپ کا انتساب طریقۂ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ سے ہے آپ خلفائے حضرت خواجہ میں سب سے زیادہ عالم اور کامل تھے۔ بہت سی مخلوق جو دریائے غفلت میں ڈوبی ہوئی تھی۔ آپ کی طفیل سے ساحل دوام حضور پر پہنچی۔ اور دشت گمراہی کے سرگردان آپ کے توسط سے شاہ راہ ہدایت پر آئے فضلا و علما اطراف بلاد سے آپکی خدمت میں مور و ملخ کی طرح دوڑ کر جمع ہوئے۔ اور مشائخ وقت نے اپنی مشیخت ترک کر کے آپ کی پاک صحبت اختیار کی۔ اولیا عصر آپ کی اطاعت کو قرب صمدی جانتے تھے۔ اور بادشاہ قیصر سب پروانہ وار آپکے والہ و شیفتہ تھے آپ اپنے وقت کے قبلۂ روزگار اور کعبۂ دیار تھے۔ وصول فیض و ہدایت اور حصول فضل و رحمت شرق سے غرب اور جنوب سے شمال تک تمام عالم کے لئے آپ کے وقت ظہور سے ہو رہا ہے۔ اور تا قیامت آپکے توسط سے ہوتا رہیگا۔ آپکا افاضہ آپ کی توجہ کا منتظر اور آپکا افادہ آپکے ارادہ کا امیدوار نہیں ہے۔ بلکہ نور آفتاب و ظہور ماہتاب کی طرح تمام افراد کائنات پر بالتفصیل تابان و درخشان ہے۔ آپ کی مثال دریائے محیط کی ہے کہ اپنے حال پر قائم ہے۔ اس کی روانی توجہ متوجہ و خلاص مخلص پر موقوف ہے اگر دیا چاہے کہ کسی فرد خاص یا جماعت پر اپنا افاضہ فیضان کرے۔ تو اس کی بخشش میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔ ایک لمحہ میں مالا مال کر دے گا۔ آپکا معاملہ بس عقل و فہم سے باہر ہے عقل ناقص کی وہاں رسائی نہیں ہے۔ وفات حضرت محبوب ذی الجلال علیہ و علےٰ آلہ التسلیمات سے ہزار سال کے بعد بوجہ کمال اتباع حضرت سردار دو عالم کے وارثتا حاصل ہوا ہے ہ مَثَلُ اُمَّتِیۡ کَمَثَلِ الۡمَطَرِ لَا یُدۡرٰی اَوَّلُھُمۡ خَیۡرٌ اَمۡ اٰخِرُھُمۡ یہ یہی صفت

کی شان بارش کی سی ہے۔ نہیں معلوم کہ اُس کا اول بہتر ہوگا یا آخر، آپکے وجودِ مسعود کی طرف مشعر ہے کیونکہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہزار سال کے بعد آپ پیدا ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر صدی میں ایک مجدد آئیگا جو میرے دین متین کو از سرِ نو زندہ کریگا۔ مجدد صدی اور مجدد ہزار میں سو اور ہزار بلکہ زیادہ کا فرق ہے۔ ہزار سال چاہئے تاکہ ایک گوہر وجود میں آسکے ؎

ہزار سال بباید کہ تا بباغ یقیں ۔۔۔ زشاخ ہمت تو چوں گلے ببار آید
بہر قران بہر قرن چوں توئی نبود ۔۔۔ بروزگار چو تو کس بروزگار آید

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرتو بعد ہر صدی کے ایک قطب وقت میں ظہور کرتا ہے اور ارشاد وہدایت فرماتا ہے۔ مگر کسوتِ قطب الاقطاب میں کہ ہزار سال تک اس کی طینت کی تخمیر کی جاتی ہے اور مادرِ دہر تینتیس ۳۳ اور دس سال تک شکم میں رکھتی ہے۔ اور دائرہ قضا تین لاکھ ساٹھ ہزار دن تک کنار ہدایت میں تربیت فرماتا ہے۔ اور مشاطۂ ازل بارہ ہزار ماہ تک زیور ظاہر وباطن سے اُس کو محلّی ومزّین کرتی ہے اور زینت صوری ومعنوی سے آراستہ۔ اس لئے اس کا ظہور اتم واکمل ہوتا ہے اور تجدید اس صورت میں کہ وہ بالکل حقیقت ومعنی کا ظہور ہے۔ سب مخلوق کو عام اور شامل ہوسکتی ہے ✦

؎ زہے دولت مادرِ روزگار ۔۔۔ کہ نورچنیں پرورد در کنار

ترجمہ۔ کیا دولت مادر روزگار کو حاصل ہوگئی کہ ایسا نور پرورش کرتی ہے ✦

یہی وجہ ہے کہ کارخانہ رحمت وخزانۂ فضل واحسان آنحضرت کے حوالہ کیا گیا۔ اور بارگاہ رب العالمین سے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے خطاب مستطاب وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ آیا۔ اور اس کے بعد آپکے اسم محمدؐ نے اسم احمدؐ پر پرتو ڈالا (صلے اللہ علیہ وسلم) قطعہ ؎

توخازنِ گنج رحمت مولائی ۔۔۔ ہنگام نثار مشاطۂ حسن ملت بیضائی
بعد از ہزار زانجام تست حرف نامت پیدا ۔۔۔ از روئے حساب اول وآخر در رحمتہائی

ترجمہ آپ خزینہ اور گنجینۂ رحمت الٰہی کے ہیں۔ بوقت نثار ہونے دین روشن کے حسن کے، حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہزار سال کے بعد آپ کا ظہور ہے دیکھو یہ اللہ تعالےٰ کی اول وآخر کی رحمتیں ✦

آپ کا ازلی نام علمِ الٰہی میں عبدالرحمٰن ہے۔ آپ اعجوبۂ روزگار اور خلاصۂ عطیاتِ پروردگار تھے۔ خدا کی بے شمار صنعتوں نے آپ جیسا بوالعجوبہ پیدا کیا۔ مظہریتِ محمدیہ کی اس سے بہتر اور کیا دلیل ہوگی۔ کہ اسرارِ مقطعاتِ قرآنی کہ اپنے محبوب کے ساتھ رازِ سبحانی ہیں۔ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے آپ کے باطن پر ظاہر کئے گئے۔ اس خدیو کارخانۂ ہستی کی منقبت اس گرفتارِ خود پرستی سے کیا ہوسکتی ہے۔ اور محمدت اُس کدخدائے سرائے وجود کی اس گرفتارِ ہستی سے کب ممکن ہے۔ آپ کے اطوار و اسرار و مقامات و کرامات بارش کے قطروں اور آسمانوں کے ستاروں سے زیادہ ہیں۔ قرطاس عالم اس کے لئے کارآمد نہیں ہوسکتے۔ اور دریاؤں کی سیاہی اور درختوں کے قلم اُس کے لئے کفایت نہیں کرسکتے۔ حوصلۂ انسان اُس کے تصور کی تاب نہیں لاسکتا ؎

ازکتابِ حسنِ او جزویست اوراقِ فلک — در کتابش نقطۂ بیش نیست الا آفتاب
وصف یک نقطۂ حالش نتوانست نوشت — تا سرِ انگشت نویسندہ نفرسودے قلم

ترجمہ۔ ہفت آسمان آپ کے محاسن کی کتاب کا ایک جزو ہیں۔ اور آفتاب کی اُس کے ایک نقطہ سے زیادہ حیثیت نہیں ہے۔ آپ کے حالات کا ایک نقطہ نہیں کہا جاسکتا یہاں تک کہ بالکل قلم فرسودہ نہ ہو جائے۔

اس پر بھی میں کوشش کرتا ہوں۔ اور بجائے دریا کے قطرہ پر اور بعوض خرمن کے خوشہ پر اور بجائے گلستان کے پھول پر اور بجائے خمخانہ کے ایک جام پر اکتفا کرکے مختصر لکھتا ہوں۔ سنو سنو!

## آپ کا نسب شریف

آنجناب کا نسب امیر المومنین امام العادلین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس طرح پہنچتا ہے۔ کہ آپ صاحبزادے شیخ عبدالاحد کے ہیں۔ اور وہ فرزند شیخ زین العابدین بن شیخ عبدالحی بن شیخ محمد بن شیخ حبیب الدین بن امام رفیع الدین بن شیخ نصیر الدین بن شیخ سلیمان بن شیخ یوسف بن شیخ اسحاق بن شیخ عبداللہ بن شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ شہاب الدین معروف بہ فرخ شاہ کابلی بن شیخ نصیر الدین بن

شیخ محمود بن شیخ سلیمان بن شیخ مسعود بن شیخ عبداللہ واعظ اصغر بن شیخ عبداللہ واعظ اکبر بن شیخ ابوالفتح بن شیخ اسحاق بن شیخ ابراہیم بن شیخ ناصر بن شیخ عبداللہ بن سیدنا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے +

## انتساب آنجناب رضی اللہ عنہ در سلسلہ چشتیہ رح

آنجناب رضی اللہ عنہ کا انتساب سلسلہ چشتیہ میں اپنے ماجد مخدوم والد شیخ عبدالاحد سے ہے۔ اور ان کو شیخ رکن الدین سے ان کو اپنے والد ماجد قطب عالم شیخ عبدالقدوس غزنوی گنگوہی حنفی سے جو نسباً و مذہباً حنفی ہیں اُن کو اُن کے شیخ محمد سے ان کو اُن کے والد شیخ احمد عارف سے اُن کو ان کے والد اور شیخ شیخ احمد عبدالحق سے۔ اُن کو شیخ جلال الدین پانی پتی سے ان کو شیخ شمس الدین ترک پانی پتی سے اُن کو حضرت شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر رح سے ان کو حضرت شیخ فرید الدین مسعود اجودھنی مشہور بہ گنج شکر رح سے ان کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلوی رح سے ان کو حضرت خواجہ معین الدین سنجری اجمیری رضی اللہ عنہ سے ان کو حضرت شیخ عثمان ہرونی رح سے ان کو حضرت شیخ حاجی شریف زندنی رح سے ان کو حضرت شیخ مودود چشتی رح سے اُن کو حضرت ابو یوسف چشتی رح سے ان کو حضرت شیخ ابو محمد چشتی رح سے ان کو حضرت شیخ ابو احمد چشتی رح سے اُن کو حضرت شیخ ابو اسحاق شامی رح سے اُن کو شیخ ممشاد علو دینوری رح سے اُن کو حضرت شیخ ابو ہبیرہ بصری رح سے ان کو حضرت شیخ حذیفہ مرعشی رح سے ان کو حضرت شیخ ابراہیم ادھم رح سے اُن کو حضرت فضیل بن عیاض سے اُن کو حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رح سے ان کو حضرت شیخ حسن بصری رح سے اُن کو امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ان کو حضرت رسالت پناہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے +

## انتساب آنجناب رضی اللہ عنہ در سلسلہ قادریہ

سلسلۂ قادریہ میں آپ رضی اللہ عنہ کا انتساب آپکے والد ماجد سے تھا اور ان کو حضرت شیخ رکن الدین رح مذکور سے ان کو حضرت سید ابراہیم معین حسنی الایرجی القادری رح سے ان کو حضرت شیخ بہاء الدین انصاری حسنی القادری رح سے ان کو حضرت شیخ احمد محی الدین جاں درگی

سے ان کو اپنے والد حضرت سید موسیٰ قادری رح سے اُن کو اُن کے والد حضرت سید عبدالقادر رح سے اُن کو ان کے والد حضرت سید حسن رح سے ان کو اُن کے والد حضرت سید فخرالدین ابونصر رح سے اُن کو اُن کے والد حضرت سید ابوصالح رح سے اُن کو اُن کے والد حضرت سید عبدالرزاق رح سے ان کو اُن کے والد حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ✤

آنجناب کو سلسلۂ قادریہ میں اس کے علاوہ حضرت شاہ کمال کیتھلی رح کے مقبول نظر ہونے کی وجہ سے حضرت شاہ سکندر نبیرۂ شاہ موصوف رح سے انتساب حاصل ہے حضرت شاہ کمال رح نے باوجود اپنے صاحبزادے شاہ عماد کی موجودگی کے خلافت حضرت شاہ سکندر کو عطا فرمائی تھی۔ حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیخ فضیل سے انتساب تھا اُن کو حضرت سید گدا رحمٰن ثانی رح سے ان کو حضرت سید شمس الدین عارف رح سے اُن کو حضرت سید ابوالفضل رح سے اُن کو حضرت گدا رحمٰن رح اول سے اُن کو حضرت سید ابوالحسن رح سے اُن کو حضرت سید شمس الدین صحرائی رح سے اُن کو حضرت سید عقیل رح سے اُن کو سید بہاؤالدین رح سے اُن کو حضرت سید عبدالوہاب رح سے ان کو حضرت سید شرف الدین رح سے اُن کو حضرت سید عبدالرزاق رح سے اُن کو اپنے والد ماجد حضرت غوث الثقلین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اُن کو اُن کے والد ماجد حضرت سید ابوصالح رح سے اُن کو ان کے والد ماجد حضرت سید عبداللہ جیلی رح سے اور اُن کو اُن کے والد حضرت سید یحییٰ زاہد رح سے۔ اُن کو اُن کے والد حضرت سید محمد رح سے اُن کو ان کے والد حضرت سید داؤد رح سے اُن کو اُن کے والد حضرت سید موسیٰ ثانی رح سے اُن کو اُن کے والد حضرت سید عبداللہ رح سے اُن کو اُن کے والد حضرت سید موسیٰ الجون سے اُن کو اُن کے والد حضرت عبداللہ سید المحض رح سے ان کو اُن کے والد حضرت حسن مثنیٰ رح سے ان کو اُن کے والد حضرت امام حسن علیہ السلام سے اُن کو اُن کے والد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ✤

## انتساب آنجناب رح در مصافحہ

آنجناب رضی اللہ عنہ نے مصافحہ حضرت حاجی عبدالرحمٰن بدخشی کابلی مشہور حاجی رمزی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا اُنھوں نے حضرت حاجی سلطان ادہمی رح سے کیا تھا جنکی

عمر ایک سو دس برس کی ہوئی تھی۔ انہوں نے حضرت شیخ محمود سفرازی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت شیخ سعید معمن حبشی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرف مصافحہ حاصل کیا ہے۔ اس کی تفصیل کتاب سنوات الاتقیاء میں بیان کی گئی ہے۔

## انتساب آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ و طریق نقشبندیہ

سلسلۂ علیہ نقشبندیہ میں آنجناب قدس اللہ تعالیٰ سرہ کے انتساب کی تفصیل اس کتاب کے دفتر اوّل سے آغاز میں مفصل بیان کر دی گئی ہے۔ مگر یہاں بھی مجملاً بیان کے لئے اس نظم پر اکتفا کیا جاتا ہے:۔

## شجرہ منظوم

رسید فیض بصدیق زاحمدِ مختار — ازو رسید بسلمان مخزنِ اسرار
ازو بقاسم جعفر ابو یزید ازو — ازو بخرقانی و زو بوعلی ہر اسرار
ازوست یوسف و زو عجدوانی و عارف — زفغنوی ست بر امیتنی بزرگوار
ازوست حضرتِ بابا پس است امیر کلال — بہائے ملت و دین نقشبند فخر کبار
عقیب این ہمہ یعقوب چرخی است دگر — ازو بخواجہ عبیداللہ و اقف اسرار
ازوست زاہد و درویش خواجہ امکنگی — ازو بخواجہ باقی ست معدنِ انوار
ازو امام زماں قطب وقت شیخ احمد — کہ ہست بانیِ ایں راہ منبعِ اسرار

## ولادت و طفولیت و تعلم آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قدس سرہ کی ولادت باسعادت ماہ شوال ۹۷۱ ہجری میں بلدہ معظمہ سہرند حرسہا اللہ سبحانہ عن الآفات میں واقع ہوئی جب آپ سن تعلیم کو پہنچے تو ایک مکتب میں آپ کو داخل کیا گیا۔ مدت قلیل میں آپ نے حفظ قرآن مجید ختم فرما دیا۔ اور اپنے والد شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تحصیل علوم میں مشغول ہوئے۔ اکثر علوم آپ نے اپنے والد کے پاس حاصل فرمائے۔

اس کے بعد آپ سیالکوٹ تشریف لے گئے اور مولانا کمال کشمیری سے جو

آپ کے زمانہ کے محقق و مدقق اور اپنے وقت کے علامہ و عابد و زاہد تھے معقول کی بعض کتابیں جن میں مولانا کی قابلیت مشہور تھی۔ کمال تحقیق و تدقیق کے ساتھ ختم فرمائیں حدیث شریف کی بعض کتابیں مولانا یعقوب کشمیری علیہ الرحمۃ سے جو شیخ حسین خوارزمی کبروی رح کے خلیفہ تھے، پڑھیں۔ اور حرمین محترمین میں اکابر سے سند حدیث حاصل فرمائی۔ اور سلسلہ علیہ کرویہ میں مولانائے موصوف سے بیعت کی۔ سترہ سال کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہو گئے۔ اور اس مدت میں اکثر علوم کی تفسیر مائی تحصیل علوم سے فارغ ہونے کے بعد اپنے والد ماجد کے حضور میں درس علوم میں مشغول ہوئے۔ اثنائے مطالعہ اسباق میں بعض دقائق علوم ظاہر ہوتے تھے۔ تو آپ ان کو حواشی کتب پر تحریر فرماتے تھے۔ کتب تفسیر و حدیث و صحاح ستہ وغیرہ کے درس دینے کی اجازت اور حدیث مسلسل بالاولیت الراحمون یرحمھم الرحمٰن ارحمو من فی الارض یرحمکم من فی السماء کی اجازت صرف ایک واسطہ سے قدوۃ المحققین و زبدۃ المحدثین شیخ عبد الرحمٰن سے جو ایک بڑے محدث اور علامۂ زمانہ تھے، آپ کو حاصل تھی۔

## ذکر تصانیف آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اثنائے تحصیل علوم ظاہر میں آپ نے عربی و فارسی میں متعدد رسالے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ تحریر فرمائے۔ چنانچہ رسالۂ تہلیلیہ اور رسالہ اثبات نبوت اور رسالہ ردِ شیعہ انہی رسائل میں سے ہیں۔ آپ کی زبردست قابلیت علمی اس واقعہ سے بخوبی ظاہر ہو سکتی ہے۔ کہ علامۂ ابو الفضل نے قرآن مجید کی تفسیر بے نقط کا ایک ورق تحریر کیا تھا۔ اور علما ہندوستان مثل مولانا جمال لاہوری تلوی وغیرہ کے اس کی مجلس میں حاضر رہتے تھے۔ اتفاقاً ایک مقام پر تحریر تفسیر سے مجبور ہو گئے۔ ابو الفضل نے حضرت کو تکلیف دی کہ علما اس مقام پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اور مجبوری کے معترف ہیں اگر آپ اس مقام کی تفسیر بے نقط جو معنی تحت اللفظ کو شامل ہو۔ تحریر فرمائیں۔ تو نہایت احسان ہو گا۔ ہم اس بارہ میں حیران ہیں۔ حضرت قدس سرہٗ نے قلم برداشتہ اس مقام کی تفسیر جس میں ساری مجلس حیران تھی حروف بے نقط میں کمال

تفصیل بیان و تحریر مقاصد و ذکر قصص و شانِ نزول کے ساتھ کہ عقل عقلاء اُس کے تصور سے کوتاہی کرتی ہے۔ تحریر فرمائی۔ اور اس کے بعد ہر روز تفسیر بے نقط تحریر فرمایا کرتے تھے۔ شیخ ابوالفضل اور تمام علماء و فضلاء متحیر ہو گئے۔ اور حضرت کے کمال تبحر کا اعتراف کیا۔ تفسیر مذکور کا زیادہ تر حصہ حضرت کی اعانت سے انجام پایا۔ یہ واقعہ حضرت کے زمانۂ ارشاد سے قبل کا ہے۔

الحاصل حضرت قدس سرہٗ نے تحصیل و تدریس کے بعد اپنے والد ماجد کی صحبت اختیار فرمائی اور کمالاتِ باطنیہ کا اکتساب اور انوار سلسلہ قادریہ و چشتیہ کا تمام اپنے والد بزرگوار کے پاس سے فرمایا۔ آپ کے والد ماجد نے آخر وقت میں اپنے تمام خرقوں میں سے خرقۂ خلافت حضرت ہی کو عطا فرمایا اور اپنا جانشین مقرر کیا۔ حضرت نے اپنی بعض تصانیف میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ اس فقیر کو نسبتِ فردیت کا انتفاع اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوا تھا۔ فقیر کے والد نے اس نسبت کو ایک بزرگ سے جو جذبۂ قوی سے متصف اور خوارق میں مشہور تھے، حاصل کی تھی۔ ان بزرگ سے مراد حضرت شاہ کمال کیتھلی قادری ہیں۔

دوسرے مقام میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ فقیر کو توفیق عباداتِ نافلہ خصوصاً ادائے صلوٰۃ نافلہ میں اپنے والد سے مدد پہنچی ہے ان کو یہ سعادت اُن کے سلسلۂ چشتیہ کے شیخ یعنی شیخ عبدالقدوس حنفی غزنوی گنگوہی سے حاصل ہوئی تھی۔

## عزم سفرِ حج حضرت ایشاں و ملاقات با حضرت خواجہ

آپ ہمیشہ زیارت بیت اللہ اور روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیقرار رہتے تھے۔ مگر اپنے والد ماجد کی خدمت اور تحصیلِ کمالات کی وجہ سے اس شوق کو پورا نہ فرما سکتے تھے۔ جب آپ کے والد بزرگوار کا ۱۰۰۷ھ ہجری میں وصال ہو گیا۔ تو پھر اس شوق نے غلبہ کیا۔ اور تجرید و تفرید کے ساتھ اس سفر مبارک کے لئے روانہ ہوئے۔ اور کسی کو اس ارادہ کی اطلاع نہ دی۔ جب آپ دہلی پہنچے تو شیخ حسن کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے جو حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ کے مخلص قدیمی تھے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بر سبیل تذکرہ حضرت خواجہ کے مناقب و فضائل و کرامات بیان کئے۔

چونکہ آپ کو بھی اس نسبت عزیز الوجود کا قدیم سے اشتیاق تھا۔ اور اپنے والد ماجد کو بھی اس طریقۂ علیہ کا شائق دیکھا تھا۔ اس لئے غلبہ شوق سے بے اختیار ہو کر حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی ملازمت کے لئے روانہ ہوئے۔ تاکہ حضرت سے ذکر اور مراقبہ حاصل کر کے اس کو راہ حرمین یثرب و حجاز کا توشہ بنائیں۔ حضرت خواجہ نے ملاقات ہوتے ہی فرمایا۔ کہ آپ زیارت بیت اللہ کے لئے جا رہے ہیں۔ اگر چند روز یہاں مقیم رہیں تو ممکن ہے کہ جس چیز کو آپ وہاں طلب کرینگے یہیں پالیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ صرف تین دن یہاں مقیم رہو۔ اگر اس کے بعد بھی ارادہ سفر مصمم رہے تو روانہ ہو جانا۔ آپ نے اس بات کو قبول فرمایا۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی عادت قدیمی یہ تھی کہ جو طالب آپ کی خدمت میں آتے تھے وہ ایک مدت مدید اور عرصہ دراز تک آپ کی خدمت میں آمد و رفت رکھتے تھے۔ اور طریقہ کی خواہش کرتے۔ آپ اُن کو طریقہ نہ بتلاتے۔ بلکہ نصیحت کرتے تھے۔ کہ کسب حلال کرو اور عیال و اطفال کے حقوق پورے کرو۔ اُس کے بعد بھی اگر اُن میں طلب کی سچائی ملاحظ فرماتے تو استخاروں کے بعد تعلیم طریقہ فرماتے۔ مگر حضرت نے آنجناب کے لئے اپنی اس وضع قدیمی کو ترک فرمایا اور تصرف باطنی و اخلاق ظاہری سے آپ کو اسیر دام کیا۔ اور طریقہ کی تعلیم دی۔ ہر روز بلکہ ہر وقت آپکا کام ترقی پذیر رہتا تھا۔ اور برسوں کا معاملہ ساعتوں میں پورا ہوتا تھا ؎

بداں درگاہ والا دست بردست گلے بردند زیں دہلیز پست

ترجمہ اس پست دہلیز سے ایک پھول درگاہ بلند میں ہاتھوں ہاتھ لے گئے +

تھوڑی مدت میں آپ مقصود سے واصل ہو گئے اور اپنے ہمعصروں میں فائق ہو گئے۔ اور مراتب کمال و تکمیل و قطبیت و فردیت الی ماشاء اللہ تعالے پر فائز ہوئے +

آپؒ نے اپنے مجمل حالات ابتدائی ایک مکتوب میں جو طریقہ کے بیان میں ہے اس طرح ذکر فرمائے ہیں :-

## مکتوب

فقیر کے دل میں جب اس رستہ کی طلب پیدا ہوئی تو عنایت خداوندی جل و علا راہنما بنی اور ولایت پناہ حقیقت آگاہ اس طریقہ کے رہبر جس کے ابتدا میں ہی انتہائی

مقامات حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس رستہ کے سالک جو مراتبِ ولایت تک پہنچتا ہے دینِ پسندیدہ کی تائید کرنے والے ہمارے شیخ اور امام حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ کی خدمت میں پہنچا جو خانوادۂ نقشبندیہ کے خلیفہ اکبر تھے۔ حضرتؒ نے فقیر کو ذکر اسم ذات جل سلطانہ کی تعلیم دی۔ جس سے بڑا لطف اور لذت مجھے حاصل ہوئی۔ اور کمالِ شوق کی وجہ سے گریہ وزاری پیدا ہوئی ؛

ایک روز کیفیت بے خودی جو اکابر طریق کے پاس ایک معتبر چیز ہے اور اس کو غیبت کہا جاتا ہے ظاہر ہوئی۔ اس بے خودی میں ایک دریائے محیط نظر پڑا جس میں عالم کی صورتوں اور شکلوں کو سایہ کی طرح میں پاتا تھا۔ یہ بے خودی رفتہ رفتہ غالب ہو گئی اور دیر دیر تک کبھی ایک پہر اور کبھی دو پہر تک رہنے لگی اور کبھی ساری رات غالب رہتی تھی۔ میں نے یہ کیفیت حضرت خواجہ کی خدمت مبارک میں عرض کی۔ حضرت نے فرمایا کہ کسی قدر فنا حاصل ہوئی ہے ؛

آپؒ نے اور ذکر کرنے سے مجھ کو منع فرما دیا۔ صرف اس کی آگاہی کے لئے حکم دیا۔ دو دن کے بعد مجھ کو فنائے اصطلاحی حاصل ہوئی۔ میں نے یہ کیفیت بھی آپ سے عرض کی تو فرمایا کہ اپنے کام میں مشغول رہو۔ اس کے بعد فنائے فنا حاصل ہوئی۔ میں نے جب اس کو عرض کیا تو فرمایا کہ کیا تم عالم کو ایک دیکھتے ہو اور واحد اور متصل پاتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ یہی بات فنائے فنا میں معتبر ہے۔ کہ باوجود دید کے اتصالِ بے شعوری حاصل ہو۔ چنانچہ یہ فنا اسی رات مجھ کو حاصل ہوئی تھی۔ اس کیفیت کے علاوہ میں نے یہ بھی آپ سے عرض کیا کہ میں اپنے علم کو حق سبحانہ تعالےٰ کے ساتھ حضوری پاتا ہوں۔ اس کے بعد ایک نور جو تمام اشیا کو محیط تھا۔ ظاہر ہوا۔ میں نے اس کو حق جل و علا سمجھا۔ وہ نور سیاہ رنگ کا تھا۔ میں نے یہ واقعہ بھی عرض کیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ حق جل سلطانہ پردۂ نور میں ظاہر ہوا ہے۔ اور یہ انبساط جو اس نور میں معلوم ہو رہا ہے علمی ہے یہ بسبب ذات جل شانہ کے اشیا متعددہ کے ساتھ متعلق ہونے کے جو بالا و پست میں واقع ہوئی ہیں منبسط معلوم ہوتا ہے۔ پس اس انبساط کی نفی کرو۔ اس کے بعد سے وہ نور سیاہ جو منبسط ہوا تھا منقبض ہونا شروع ہوا۔ اور مختصر ہوتے ہوتے ایک نقطہ رہ گیا۔ حضرت خواجہ قدس سرہ نے فرمایا اس نقطہ کی بھی نفی کرو اور حیرت میں آؤ۔ میں نے

ایسا ہی کیا۔ وہ نقطہ بھی زائل ہو گیا۔ اور حیرت حاصل ہوئی۔ کیونکہ اس مقام میں شہود حق خود بخود ہے۔ میں نے جب یہ عرض کیا تو فرمایا کہ یہی حضور حضورِ نقشبندیہ ہے۔ اور نسبتِ نقشبندیہ عبارت اسی حضور سے ہے۔ اس حضور کو حضورِ بے غیبت بھی کہتے ہیں۔ اور مقام اندراجِ نہایت در بدایت اسی مقام میں حاصل ہوتا ہے۔ اس طریق میں طالب کو یہ نسبت اس طرح حاصل ہو جاتی ہے۔ جس طرح کہ دوسرے سلاسل میں اوراد واذکار حاصل کئے جاتے ہیں۔ تاکہ اس پر عمل کرے اور مقصود تک واصل ہو۔ ع

قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا

اس فقیر پر نسبت عزیز الوجود تعلیم ذکر سے دو ماہ چند روز کے بعد حاصل ہوئی اور اس نسبت کے محقق ہونے کے بعد دوسری فنا جس کو فنا حقیقی کہا جاتا ہے حاصل ہوئی۔ اور دل میں اس قدر وسعت پیدا ہو گئی کہ تمام عالم عرش سے لیکر مرکز زمین تک اس وسعت کے مقابلہ میں رائی کے ایک دانہ کے بھی برابر نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد ہر ذرۂ عالم کو میں نے بنا عین دیکھا۔ اور اپنے آپ کو اُن سب کا عین۔ یہاں تک کہ تمام عالم کو ایک ذرہ میں گم پایا۔ اس کے بعد سے اپنے آپ کو بلکہ ہر ذرہ کو اس قدر منبسط اور وسیع دیکھا کہ تمام عالم بلکہ اُس کا المضاعف اس گنجائش میں سما جائے۔ اور اپنے آپ کو اور اپنے ہر ذرہ کو ایک نور منبسط پایا۔ جو ہر ذرہ میں پھیلا ہوا تھا۔ اور عالم کی صورتیں اور شکلیں اس نور میں مضمحل ہو کر لاشئی ہو گئی تھیں۔ اس کے بعد اپنے آپ کو بلکہ ہر ذرہ کو تمام عالم کا مقوّم پایا۔ میں نے یہ کیفیت حضرت سے عرض کی۔ حضرت نے فرمایا کہ حق الیقین توحید میں یہی مرتبہ ہے اور جمع الجمع عبارت اسی مقام سے ہے۔ اس کے بعد عالم کی صورتیں اور شکلیں جن کو کہ پہلے میں حق پاتا تھا اب موہوم نظر آئیں۔ اور ہر ذرہ جس کو پہلے حق پاتا تھا بلا کسی تفاوت اور تغیر کے وہی ذرہ وہمی معلوم ہوا۔ نہایت حیرت ہوئی مگر اسی حیرت میں فصوص کی عبارت جس کو والد بزرگوار قدس سرہ سے سُنا تھا یاد آئی۔ اِنْ شِئْتَ قُلْتَ اِنَّهٗ اَیِ الْعَالَمُ حَقٌّ مِّنْ وَّجْهٍ وَّخَلْقٌ مِّنْ وَّجْهٍ وَاِنْ شِئْتَ قُلْتَ بِالْحَیْرَةِ لِعَدَمِ التَّمْیِیْزِ بَیْنَهُمَا۔ کہ اگر تو چاہے تو عالم کو ایک وجہ سے حق اور ایک وجہ سے خلق کہ سکتا ہے۔ اور اگر تو چاہئے تو اُس کو دونوں میں تمیز نہ ہو سکنے کی وجہ سے حیرت کہ سکتا ہے۔ اس عبارت نے کسی قدر اس اضطراب میں تسکین دی۔

مَیں حضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں گیا اور اپنا حال عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ تمہارا حضور ابھی صاف نہیں ہوا ہے۔ اپنے کام میں مشغول رہو تاکہ موجود کی تمیز موہوم سے ظاہر ہو جائے۔ مَیں نے فصُوص کی عبارت جو عدم تمیز کی مظہر تھی پڑھی حضرت نے فرمایا کہ شیخ نے کامل کا حال بیان نہیں کیا ہے۔ عدم تمیز کی نسبت صرف بعض سالکین کے لئے ثابت ہوئی ہے۔ مَیں حسب ارشاد اپنے کام میں مشغول ہو گیا حضرت حق سُبحانہٗ نے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی توجہ شریف سے دو روز کے بعد موجود اور موہوم میں تمیز ظاہر کر دی پس مَیں نے موجود حقیقی کو موہوم خیالی سے ممتاز پایا۔ اور صفات و افعال و آثار جو موہوم سے صادر ہوتے ہیں اُن کو حق سبحانہٗ سے پایا۔ اور ان صفات و افعال کو بھی موہوم محض پایا۔ اور خارج میں سوائے ایک موجود محض کے اور کچھ نہ دیکھا۔ مَیں نے یہ حالت حضرت سے عرض کی آپ نے فرمایا کہ مرتبۂ فرق بعد الجمع یہی ہے۔ اور کوشش کی انتہا بھی یہیں تک ہے۔ اور اس کے بعد جو کچھ جس کی استعداد میں رکھا گیا ہے ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس مرتبہ کو مشائخین طریقت نے مقام تکمیل کہا ہے فقط۔

آنجناب قدس سرہٗ وطن مالوف سے تین مرتبہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے:۔

پہلی دفعہ میں حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے دولت کمال و تکمیل کے حصول اور مدارج قرب و نہایت میں ترقیات کی آپ کو خوشخبری عطا فرمائی۔ جس کا بیان اوپر گذر چکا ہے۔

دوسری دفعہ میں طالبانِ حق کے ارشاد و افادہ کی اجازت دی اور خلعت خلافت عنایت فرما کر رخصت فرمایا اور اپنے چیدہ اصحاب کی ایک جماعت آپ کے ہمراہ کی۔ اور اُن کی تربیت آپ کے سپرد فرمائی۔

تیسری بار جب آنجنابؒ حضرتؒ کی خدمت میں پہنچے اور حضرتؒ نے آپؒ کی تشریف آوری کی خبر کو سماعت فرمایا۔ آپ کے استقبال کے لئے قلعۂ فیروزی سے جو آپ کا مسکن مبارک تھا۔ پیادہ پا روانہ ہوئے۔ اور دروازۂ کابلی پر آپ کا استقبال فرمایا اور نہایت اعزاز و اکرام سے آپ کو اپنے ہمراہ لے گئے جب مجلس منعقد ہوئی۔ تو حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے آنجناب سے سوال کیا کہ سید الطائفہ قدس سرہ العزیز نے کہا ہے

کہ اگر ہم سے حضرت ابوسعید خراز[1] کے مسلک کا سا مطالبہ کیا جائے تو ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ کیونکہ خراز کا مسلک آگاہی کا تھا۔ کہ وہ چمڑا سیتے وقت دو ٹانکوں کے درمیانی وقت میں غفلت یادِ خدا سے نہیں کرتے تھے۔

منقول ہے کہ جب خراز کے آخری وقت اُن سے دریافت کیا گیا کہ تمہاری آرزو کیا ہے اُنہوں نے کہا کہ میں اپنی غفلت پر حسرت کرتا ہوں۔ اس کا آپ نے یہ مطلب بیان فرمایا کہ خراز کی آرزو بظاہر و باطن حضور بالکلیہ کی تھی! اور وہ اس کے سوا کو غفلت جانتے تھے۔ چونکہ اس حضور کا دوامی حصول ناممکن تھا۔ اس لئے وہ اس پر افسوس کرتے تھے۔ اب یہ کہنا کہ دو ٹانکوں کے سینے کے بیچ میں ان کو غفلت نہ ہوتی تھی۔ اس سے مراد صرف حضورِ باطنی ہے۔

الحاصل اس مرتبہ حضرت خواجہؒ نے آپ کا اکرام و احترام حد سے زیادہ فرمایا کہ جب حضرت خواجہ اپنی جگہ سے اُٹھتے تو بطور رجعت قہقری کے یعنی اُلٹے پاؤں جاتے۔ کہ مبادا آپ کی طرف پُشت نہ ہو جائے۔ راستہ چلنے میں بھی حضرت کا یہی حال تھا۔ اور طالبین و حاضرین سے بھی یہی ارشاد تھا کہ اُن کے سامنے میری تعظیم ہرگز نہ کرنا۔ اور اپنے تمام مریدوں کو آپ کے حوالے اور مشیخت و ارشاد کا معاملہ بالکلیہ آپ کے سپرد فرما دیا۔ اور اپنے فرزندانِ گرامی کو جو ہنوز بچے تھے طلب فرما کر ان کے بارہ میں آپ سے توجہ کی خواہش فرمائی۔ چنانچہ دو نو مخدوم زادوں کے حالات دفتر اول میں بیان کئے جا چکے ہیں۔ بعض اصحاب حضرت خواجہ کے حضور میں باقی رہ گئے تھے! ان کے بارہ میں بھی تربیت غائبانہ کی آپ سے خواہش فرمائی۔ اور ارشاد ہوا کہ مقصود ہماری پیری مریدی سے صرف آپ کا ظہور تھا اسی لئے ہم نے اب مشیخت کو ترک کر دیا۔

آنجناب حسب الامر حضرت جناب خواجہ سرہند تشریف لائے اور تربیت سالکین میں مشغول ہوئے۔ چنانچہ آپ نے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے:۔

خواجہ تکمش۔ حضرت خواجہؒ نے جب مجھ کو کامل اور مکمل جان کر تعلیم طریقہ کی اجازت عطا فرمائی۔ اور طالب کی ایک جماعت میرے حوالہ کی تو مجھ کو اس وقت اپنے کمال و تکمیل میں تردد تھا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ اس میں تردد نہیں کرنا چاہیئے کہ اس سے مشائخین کے کمال میں تردد لازم آتا ہے۔ پس میں نے آپ کے حسب ارشاد تعلیم طریقہ شروع

[1] خراز۔ چرم دوز یعنی موچی ۱۲

کی۔ اور سالکوں کے برسوں کے کام گھڑیوں میں انجام پاتے ہوتے ظاہر ہوئے۔ اس اثنا میں پھر مجھے اپنی نسبت میں کمی محسوس ہونے لگی۔ تو میں نے اُن لوگوں کو جو میرے کمالات پر فخر کیا کرتے تھے جمع کر کے اُن سے اپنی اس کمی کا حال بیان کیا اور اُن سے رخصت چاہی۔ مگر انہوں نے میرے اس کہنے کو تواضع پر محمول کیا اور وہ مجھ سے برگشتہ نہ ہوئے۔ تھوڑی مدت میں اللہ تعالےٰ نے میرے وہ احوال جن کا منتظر تھا مجھ کو عطا فرمائے۔ فقط ؛

آنجناب اپنے احوال وکمال اور ارباب صحبت کی ترقیات اور پیر بھائیوں کے حالات کا جنکی تربیت آنجناب کے سپرد فرمائی گئی تھی۔ عوضداشت کے ذریعہ حضرت خواجہ کی خدمت میں اظہار کیا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ عرائض آپ کے مکتوبات قدسی آیات کے دفتر اول میں موجود ہیں۔ ملاحظہ کی جائیں ؛

حضرت خواجہ قدس سرہ کے ساتھ جو اصحاب موجود تھے اُن کے حالات بھی حضرت خواجہ آپ سے دریافت کرتے تھے اور آپ اپنے کشف صحیح صریح سے اُن میں سے ہر ایک کے حالات سہر ندہی سے حضرت خواجہ کی خدمت میں لکھا کرتے تھے اور اُن کی ترقی کے لئے توجہ غائبانہ اپنی توجہ کو مصروف فرماتے۔ عجیب نظر دور بین تھی اور عجیب قوت ہمت وتصرف تھی ؛

الحاصل جب آپ کے ارشاد کا شہرہ تمام عالم میں شائع ہوا اور آپ کی ہدایت کا چرچا ربع مسکون میں پھیل گیا اور آپ کی نوبت ہفت اقلیم عالم میں بجنے لگی اور بمصداق آیت کریمہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ۔ جب خدا کی مدد اور اُس کی نصرت نازل ہوا اور خدا کے دین میں تو لوگوں کو جوق جوق داخل ہوتے دیکھے، دور و دراز کی مخلوق نے آپ کا سلیۂ مبارک خوابوں میں دیکھا۔ اور انبیائے عظام و اولیائے کرام سے اشارات اور بشارتیں آپ کی صحبت شریف کی ترغیب کے لئے پائیں۔ تو لوگوں کی جماعتیں اور گروہ آپکی خدمت کے حصول کے لئے دوڑے۔ اور آپ کے متعلق جو بشارتیں خواب میں سنتے تھے۔ بعینہٖ ویسے ہی آپ کی صحبت میں آنے کے بعد پاتے تھے۔ اس لئے ہر شخص آپ کا معتقد اور کامل مطیع بن گیا ؛

چونکہ خوارق و عادات اور کرامات و کشفِ قلوب اور اشراقِ غیوب ابرِ نیساں کی طرح لگاتار آپ سے پاتے تھے اور اپنے ظاہر اور باطن میں آپ کے تصرفات و توجہات سے آثار بے شمار محسوس کرتے تھے۔ اس لئے ہر شخص آپ کی صورت و معنی کا عاشق ہوگیا تھا۔ آپ کے دربار میں ہر شخص غایت ادب اور انکسار سے نقشِ دیوار کی طرح آپ سے دور کھڑا رہتا تھا۔ آپ کے ساتھ ہمکلامی کی کسے تاب تھی اور ہمسری کا کس میں یارہ تھا۔ گویا خدا کے دوستوں اور حق پرستوں کے گروہ کا ایک مجمع منعقد تھا۔ کہ جن کی مثال ہفت اقلیم روئے زمین میں نہ تھی +

اگر ان طالبانِ حق اور سالکانِ حق میں سے کسی کو کوئی شخص دیکھتا تو بے اختیار اس کی زبان سے نکلتا کہ بے شک یہ کوئی فرشتہ ہے۔ ان کا طریق بعینہٖ اصحاب کبار کا طریق اور ان کا لباس بالکل صحابۂ سید الابرار صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بالکل مطابق تھا۔ ایک گز کا عمامہ اُن کے سر پر اور مسواک گوشۂ دستار سے بندھی ہوئی اور اس کا کنارہ دو کندھوں کے بیچ میں پڑا ہوا اور قمیص کا گریبان دونو کاندھوں کی طرف سے شق اور ازار ٹخنوں کے اوپر بلکہ وسط پنڈلی تک اور کفش پاؤں میں اور عصا ہاتھ میں سجادہ کندھے پر کثرتِ سجود کے نشان پیشانی پہ پڑے ہوئے انوار کی چمک ہویدا رخساروں کی روشنی نورانیت باطن کی دلیل رہتی تھی۔ تمام رات قیام یا مراقبہ میں بسر کرتے اور تمام دن پابند رہتے تھے۔ نماز صبح اور ظہر کے بعد کا حلقہ حضرت کی مجلس مقدس میں منعقد ہوتا تھا۔ اس میں حاضر ہو کر مستغرق رہتے اور رات دن اُن کا کام وضو یا نماز یا مراقبہ یا تلاوت قرآن تھا۔ نماز کے وقت پاکیزگی مکان و لباس کا خیال از حد رکھتے تھے۔ گویا کہ یہ حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لَا یُدْرٰی اَوَّلُهُمْ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُهُمْ "یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ میری اُمت کا اول بہتر ہے یا آخر" آنجناب علیہ الرحمۃ اور اُن کے احباب اور مریدوں کی شان میں وارد ہوئی تھی +

ایک بار آنجناب نے اپنے برادرِ حقیقی شیخ محمد معصوم ودود کو تحریر فرمایا تھا کہ اے برادر! اہل اللہ کا ایسا اجتماع اور محبان خدا کا ایسا مجتمع نظارہ جو آج سرہند میں میسر ہے اگر تمام عالم میں اس کی مثل تلاش کرو گے تو بھی اس دولت کا دسواں حصہ پا سکنا ایک شمہ بھی حاصل ہونا غیر متوقع ہے۔ تم نے اس دولت کو مفت برباد کر دیا۔ اور رہ کو نہ کی

طرح نفیس موتیوں کے عوض جوز و مویز پر قناعت اختیار کرلی۔ نہایت شرم کا مقام ہے۔

## حضرت سوم

اُن درجات کے بیان میں جو آپ کے ظہور سے قبل اور بعد خدا کے بہترین بندوں نے بیان فرمائے۔ اللہ تعالےٰ اُن سب سے راضی ہو۔

**درجہ** - علامہ سیوطی نے کتاب جمع الجوامع میں ایک حدیث روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کو صلہ کہا جائیگا۔ اُس کی شفاعت سے ایک کثیر تعداد میری امت کی جنت میں داخل ہوگی ❖

یہ حدیث گویا آنجناب کے وجود مسعود کی مشعر ہے۔ کیونکہ آپ علما اور صوفیہ میں صلہ تھے۔ آپ نے مسئلہ وحدت الوجود میں فریقین کے اختلاف کو رفع کرکے لفظی قرار دیا۔ چنانچہ اس مسئلہ کی تحریر کے بعد آپ نے خود تحریر فرمایا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ صِلَۃً بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ۔ یعنی اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے دو دریاؤں میں مجھے صلہ بنایا۔ آنجناب کو حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت دی۔ کہ قیامت میں اتنے ہزار آدمی تیری شفاعت سے بخشے جائینگے ❖

نفس حدیث اور مضمون بشارت آنجناب پر بخوبی صادق آتا ہے۔ اس مدت ہزار سال میں کوئی شخص لقب مجدد الفِ ثانی سے ملقب نہ ہوسکا ❖

**درجہ** - مقامات شیخ الاسلام شیخ احمد جام قدس سرہٗ میں مَیں نے دیکھا ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے بعد سترہ آدمی میری شکل اور میرے ہم نام ظاہر ہونگے۔ اور اُن میں کا اخیر شخص بعثت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہزار سال کے بعد ظاہر ہوگا اور وہ سب سے زیادہ بزرگ ہوگا ❖

**درجہ** - شیخ ظہور الدین فرزند حضرت شیخ احمد جام قدس سرہما نے کتاب رموز العاشقین میں لکھا ہے کہ اُن کے والد شیخ الاسلام کے ہاتھ پر ان کی عمر میں چھ لاکھ آدمیوں نے توجہ کی لوگوں نے اُن کے والد سے پوچھا کہ ادلیا، اللہ کے حالات ہم نے سُنے ہیں اور کتابوں میں بھی دیکھا ہے مگر جو حالات کہ آپ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ اور کسی ولی سے نہیں ظاہر ہوئے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اولیا، اللہ

کی جو ریاضتیں ہم کو معلوم ہوئیں ہم نے ان کو پورا ہی نہیں کیا۔ بلکہ اُس پر اور زیادتی کی۔ اِس لئے خدائے پاک نے جو کچھ اُن کو متفرق طور سے دیا تھا وہ مجھ کو تنہا عطا فرمایا اور ہر چوتھی صدی میں ایک میرا ہمنام (احمد) پیدا ہوگا۔ اور حق تعالیٰ کی عنایتیں اس کے حال پر ایسی ہونگی کہ تمام خلق قبول کرے گی۔ ھٰذا مِن فضلِ ربی اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

میرے خیال میں یہ کلام آنجناب قدس سرہٗ کے وجود مسعود کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ شیخ احمد جام قدس سرہٗ کی وفات چھٹی صدی میں ہوئی اور ہمارے حضرت قدس سرہٗ کی ولادت سنہ ۹۷۱ ہجری میں ہوئی۔

**درجہ**۔ ایک بزرگ نے فقیر (مولف) سے نقل کیا کہ شیخ خلیل اللہ بدخشانی کے بعض رسائل میں میں نے دیکھا ہے کہ سلسلہ حضرات خواجگان سے ہندوستان میں ایک بزرگ پیدا ہونگے اور اپنے وقت میں بے نظیر ہونگے۔ افسوس کہ میری حیات اُن کے زمانہ تک وفا نہ کرے گی۔

قطب المحققین حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ جب ہمارے حضرت مخدوم مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہٗ نے ہم کو حکم دیا کہ ہندوستان جاؤ۔ وہاں یہ سلسلہ شریفہ تم سے رواج پائیگا۔ میں نے اپنے کو اس خدمت کا اہل نہ پاکر عذر کیا۔ حضرت نے استخارہ کا حکم دیا۔ میں نے استخارہ کیا۔ اور اس میں یہ معلوم ہوا کہ ایک طوطی ایک شاخ کے سر پر بیٹھی ہے۔ میں نے دل میں نیت کی کہ اگر یہ طوطی اُس شاخ سے اُڑ کر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے تو ضرور اس سفر میں مجھے کامیابیاں ہونگی۔ بمجرد اِس خیال کے طوطی اُڑی اور میرے ہاتھ پر آکر بیٹھ گئی۔ میں نے اُس کی منقار کو اپنے مُنہ میں لیا۔ اور اُس نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔ میں نے اس واقعہ کی تعبیر اس طرح لی کہ طوطی چونکہ ہندوستان کا پرندہ ہے۔ اس لئے کوئی بزرگ ہند کے ہم سے متوسل ہونگے۔ اور معارف و اسرار اس سے پیدا ہونگے۔ اور ہم کو بھی اس سے فائدہ پہنچیگا۔ میں نے واقعہ اور تعبیر جناب مولانا سے بیان کی۔ مولانا نے فرمایا کہ اس کی تعبیر یہی ہے جو تم کو معلوم ہوئی ہے۔ ایک عرصہ سے بزرگان طریق اس بزرگ کی تشریف فرمائی کے منتظر ہیں۔ جلدی کرو اور اس بزرگ کو پاؤ۔ اب معلوم ہوا کہ وہ بزرگ تمہارے دامن سے پرواز کریگا۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے ختم کلام کے بعد ہمارے حضرت قطب الاقطاب سے خطاب کرکے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ واقعہ اور بشارت تم سے متعلق ہے چنانچہ حضرت خواجہ کے تعبیر کے مطابق انجام کار ظاہر ہوا ۔

**درجہ**۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ ہمارے حضرت سے فرماتے تھے۔ کہ جب حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہٗ کی خدمت سے مراجعت کرنے کے بعد ہمارا قیام تمہارے وطن سہرند میں ہوا تو ہم نے واقعہ میں دیکھا کہ ہم سے کہا جا رہا ہے کہ تو ایک قطب کے پڑوس میں اترا ہے۔ اور اس قطب کا حلیہ بھی بیان کیا گیا۔ صبح کو ہم شہر کے مشائخ اور گوشہ نشین فقرا کی ملاقات کے لئے گئے۔ کسی کی صورت اس حلیہ کے مطابق نہ تھی۔ اور قطبیت کے علامات و آثار کسی میں نظر نہ آئے۔ ہم نے خیال کیا کہ اہل شہر میں کسی کی قابلیت قطبیت کی ہوگی۔ اور اس کا ظہور اس کے بعد ہوگا۔ جب تم سے ملاقات ہوئی۔ تو وہ حلیہ تمہارے حلیہ کے مطابق نظر آیا۔ اور قطبیت کے علامات بھی تم میں پائے گئے ۔

**درجہ**۔ جب آنجناب حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک مرتبہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے آپ سے فرمایا کہ جب ہم تمہارے شہر میں مقیم ہوئے تو ہم نے ایک واقعہ میں دیکھا کہ ایک مشعل سر بفلک کشیدہ روشن ہے۔ اور اس سے تمام عالم از شرق تا غرب روشن ہو گیا ہے اور اس کی روشنی لحظہ بلحظہ بڑھتی جاتی ہے۔ خلق خدا نے اس مشعل سے بہت سے چراغ روشن کئے ہیں۔ میں اس واقعہ کو تمہارے معاملہ سے متعلق پاتا ہوں ۔

**درجہ**۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے آپ کی ابتدائے حضوری کے زمانہ میں ایک بزرگ کو ایک مکتوب میں لکھا تھا کہ آج ہمارے پاس ایک بزرگ شیخ احمد سہرندی مقیم ہیں۔ وہ کثیر العلم اور قوی العمل ہیں۔ چند روز فقیر نے ان کے ساتھ نشست و برخاست کی اُن کے روزگارِ اوقات میں عجیب چیزیں نظر آئیں۔ امید ہے کہ اُن کی ذات ایک آفتاب بنے اور تمام عالم اس سے روشن ہو جائیگا۔ الحمد للہ کہ اُن کے احوالِ کاملہ کا مجھے یقین ہو گیا ہے۔ اُن بزرگ کے برادر اور اقربا بھی ہیں۔ اور وہ سب کے سب طبقہ علماء و صالحین سے ہیں اُن میں سے بعض کی صحبت کا فقیر کو اتفاق ہوا قیمتی موتی نظر آئے اور عجیب استعداد رکھتے ہیں۔ ان کے صاحبزادے ابھی اطفال

ہیں۔ مگر اسرار الٰہی ہیں۔ الحاصل اُن کی مثال درخت پاکیزہ کی سی ہے۔ اللہ تعالےٰ اُس کی عمدہ پرورش فرمائے ؛

درجہ۔ حضرت قدس سرہٗ نے آنجناب ؒ کے بارہ میں فرمایا ہے۔ کہ ہم نے اِس تین چار سال مدت میں مشیخت کی خدمت انجام نہیں دی۔ بلکہ کھیل کرتے رہے مگر خدا کا شکر و احسان ہے کہ ہماری یہ کھیل اور دکانداری بیکار نہ گئی۔ کیونکہ آپ جیسے بزرگ ہم کو مل گئے ؛

درجہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے آنجناب کے بارہ میں فرمایا کہ ہم اس تخم کو بخارا و سمرقند سے لائے اور زمین برکت آئین ہند میں اُس کی کاشت کی۔ طالبانِ طریق کے ساتھ ہماری سرگرمی اُسی وقت تک تھی۔ جب تک کہ آپ کا معاملہ انتہا تک نہ پہنچا تھا۔ جب ہم آپ کے کام سے فارغ ہو گئے تو ہم نے اپنے کو کاروبار مشیخت سے الگ کر لیا۔ اور طالبوں کو آپ کے حوالہ کر دیا ؛

درجہ۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے ایک مکتوب آنجناب کے نام لکھا تھا اس سے آنجناب ؒ کی جلالت قدر و مرتبہ بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ وہ مکتوب یہ ہے :-

خدائے پاک تم کو مرتبۂ کمال و اکمال تک پہنچائے۔ یہ کہنا کہ بزرگوں کے پیالہ میں زمین کا حصہ ہوتا ہے، کوئی تکلف نہیں ہے۔ حقیقت حال یہی ہے جو لکھی گئی ؛ پیر انصاری قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ مَیں شیخ خرقانی رح کا مرید ہوں لیکن اگر خرقانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت زندہ ہوتے تو باوجود شیخ ہونے کے میری مریدی اختیار کرتے۔ جب کہ اُن کاملین بے صفتوں کا یہ حال ہے تو پھر ہم گرفتارِ آثار صفات کس شمار میں ہیں !۔ پھر کیوں جان فدائی اور آپ کی طلب گاری نہ کریں۔ اور مشام جان میں جہاں سے خوشبو آئے۔ کیوں اس کے پیچھے نہ جائیں۔ ہمارا یہ توقف اور سُستی استغنا اور لاپروائی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ منتظر کرم و احسان ہے ؎

گر طمع خواہد زمن سلطانِ دیں　　　خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

اگر دین کا پادشاہ پوچھے کہ کیا چاہتے ہو۔ تو اُس کے بعد پھر قناعت کا کیا موقع ہے ؛

حقیقت احوال یہی ہے جو لکھی گئی۔ اللہ تعالےٰ ہدایت کاملہ عطا فرمائے۔

اور عُجب و پندار سے خلاصی بخشے ✦

بقیہ مقصود یہ ہے کہ جناب سیادت پناہ میر صالح نیشاپوری سلّمہ اللہ تعالےٰ نے اظہار طلب کیا ہے چونکہ وقت اس کا مقتضی نہیں ہے۔ اس لئے انکی تضیع اوقات کرنا شان اسلام سے دور ہے پس اُن کو آپ کی صحبت میں بھیجا جاتا ہے انشاء اللہ تعالےٰ بقدر استعداد حصہ لیں گے۔ توجہ اور لطفِ کامل اُن کے حال پر مبذول رکھو۔

**درجہ** ۔ نیز حضرت خواجہ نے آنجناب علیہ الرحمۃ کو لکھا تھا کہ اللہ تعالےٰ فقراو مساکین و رماندہ کو اپنے برگزیدہ بندوں کے طفیل میں درمانی تک پہنچائے۔ میں ایک عرصہ سے حالات نیازمندی کو آپ کی درگاہ ولایت پناہ میں عرض نہ کر سکا تھا۔ اسی ایک کلمہ سے خواستگاران صادق مائل ہو سکیں گے۔ خدا کا شکر ہے کہ ایسی صورت خود پیدا نہیں ہوتی ہے۔ اور کیا لکھا جائے۔ درویشوں کے حالات آپ کی درگاہ میں لکھنا نہایت بے ادبی اور اوضاع صوریہ کا اظہار نہایت بیجا ہے۔ الحاصل ہم کو خود اپنی حد معلوم کرنا چاہیئے اور فضول باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ والدعا ✦

**درجہ** ۔ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت خواجہ قدس سرہ کے ایک مرید خاص نے نہایت تضرع اور نیازمندی سے توجہ خاص کے لئے التماس کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ جب آپ سہرند سے آجائینگے تو ہم آپ سے خواہش کرینگے کہ ایک ہفتہ میں تیرا کام پورا کر دیں۔ اور درجۂ ولایت تک واصل کر دیں۔ اس ارشاد کے بعد حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے آپ کی ملاقات کا اتفاق نہ ہو سکا۔ اور جب آپ بعد وفات حضرت خواجہؒ کے دہلی تشریف لیگئے اور حضرت خواجہ کا ارشاد مرید مذکور کے بارہ میں آپ نے سُنا تو اُس سے فرمایا کہ اگر تم صدق طلب اور اعتقاد صحیح کے ساتھ آؤ۔ تو میں ارشاد حضرت خواجہ کی وجہ سے تمہارا کام صرف ایک ہفتہ میں پورا کر دونگا لیکن اس کو اس سعادت کی توفیق ہمدست نہ ہوئی ✦

**درجہ** ۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ مقامات مشائخ متقدمینؒ کو آنجنابؒ سے حضور میں بالمشافہ اور غائبانہ میں خطوط کے ذریعہ سے دریافت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں آنحضرت قدس سرہٗ کو تحریر فرماتے ہیں :۔

**مکتوب** ۔ مسندِ ارشاد وسیع اور منور ہے۔ طریقۂ خواجگان میں جس

رسالہ کی تسوید فرمائی گئی ہے اللہ تعالےٰ اُس کو سرمۂ چشم مشتاقاں بنائے +

خدائے پاک کا شکر اور احسان ہے کہ رسالہ موصوف نہایت عالی اور لطیف ہے، خیال گزرتا ہے کہ آپ بھی اور احوال حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ میں تفتیش فرمائیں شاید کہ اور امور بھی ظاہر ہو جائیں جس ذکر کہ ہم لطیفۂ غیبیہ کے مطالعہ سے مشرف ہوئے اثناء انفاس میں خیال گذرا کہ دست چپ یقینی عالم ارواح کا تعلق خواجہ احرار سے ہے۔ مگر جب حاضری ہوئی۔ تو ضعف حافظ کی وجہ سے یہ امر متردد ہو گیا کہ مشارٌالیہ کون تھا۔ مگر خیال ہوا کہ حضرت خواجہ احرار ہی کی طرف اشارہ تھا۔ نیز طبقہ طبقۂ آئمہ میں بھی غور کریں تا کہ اور کچھ حالات ظاہر ہو سکیں۔ نیز ان کے کلام سے معنی عصمت مفہوم ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی بعض رقعات سے ظاہر ہوا ہے کہ خواجہ احرار بلحاظ خلقت کے نہایت کے بدایت میں مندرج ہو کر مخلوق ہوئے ہیں۔ کیا تعجب ہے اگر نقطۂ علم سے اوپر مقام وحدتِ علیا کے تحت میں جو مقام قابلیتِ مطلقہ ہے اس سے مخلوق ہوئے ہوں۔ براہِ کرم اس مقام میں بھی آپ غور کریں +

نیز مقام حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں بھی ایک نظر ڈالیں کہ آیا آپ اس مقام میں داخل ہو کر نزول میں آئے ہیں یا کسی اور راستہ سے کنارہ پر آئے ہیں۔ ممکن ہے کہ مخلوقیت فوق نقطہ اس مقام میں عدم تقرر کا سبب ہوئی ہو الحاصل ازراہ عنایت اس مسئلہ میں خوب غور کریں +

دوسرا التماس یہ ہے کہ مسئلہ فنا و بشریت میں بھی توجہ فرمائیں کہ بجز مقام فنا فی اللہ کے اور بھی کوئی مقام رکھتی ہے یا صرف اسی مقام فنا فی اللہ میں منحصر ہے اگر ایسا ہو تو وہ جماعت جو مقام فنا فی اللہ سے فوق مخلوق ہوئی ہے وہ اسیطرح محفوظ رہتی ہو گی۔ اور وہ جماعت اولیا بھی جو مقام وحدت میں محو ہو گئی ہے۔ خواہ راہ جذبۂ قیومیت سے گئی ہو یا کسی اور راہ سے وہ بھی عود بوجود سے محفوظ ہو گی۔ نیز ایک نظر خانۂ جبروت یعنی مقام انبیا صلوٰۃ اللہ علےٰ نبینا و علیہم میں ڈالیں ممکن ہے کہ یہاں اور بھی کوئی مقام ہو جو عود مذکور سے ایمن رکھتا ہو۔ نیز مقامِ فنا فی اللہ میں بھی ایک نظر ڈالیں۔ ممکن ہے کہ اس راہ ظاہر کے سوا اور بھی کوئی راستہ رکھتا ہو۔ اور بعض اولیا اسی راستہ سے داخل ہوئے ہوں +

باقی حالات اس عاجز کے آپ کو بخوبی معلوم ہیں اور کیا لکھا جائے۔ اتنے اسامی اور علامات و مقامات ہم کو معلوم نہیں ہیں۔ پھر ان کا بیان کیوں کر کیا جا سکتا ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ جو آپ کی مرضی ہے۔ ویسا ہی ہوگا۔ محمد صادق اور تمامی برادران و اعزہ نیازمندی قبول کریں۔

**قدسیہ** حضرت خواجہ قدس سرہ نے آپ کے عرائض کے جواب میں مختلف صحائف گرامی تحریر فرمائے ہیں۔ اُن میں نیز آپ نے اپنی زبان گوہر افشان سے بھی آپ کی تعریف اور آپ کے احوال اور کشوف کی صحت کی تائید فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ جو کچھ انکشافات ہوتے ہیں۔ ان کا طریق نہایت پسندیدہ اور صحیح و درست و مستحسن ہے کہ بے قول و زبان کے انکشافات ہوتے ہیں۔ تمامی وجوہ کے اظہار کی ضرورت نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ ملاقات کے بعد جو کہنا ہوگا۔ بالمشافہ کہا جائیگا۔

**قدسیہ** ایک دن آنجناب قدس سرہ اپنے حجرہ میں جو مسجد فیروز آباد دہلی میں تھا۔ خدا کی یاد میں مشغول تھے۔ کہ حضرت خواجہ قدس سرہ تنہا آنجناب کی ملاقات کے لئے حجرہ کے دروازہ پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ کے خادم نے چاہا کہ آپ کو حضرت خواجہ کی تشریف آوری سے مطلع کرے۔ حضرت نے اس کو نہایت اصرار کے ساتھ منع فرمایا اور آپ حجرہ کے باہر ہی تشریف فرما رہے۔ کچھ دیر کے بعد آنجناب اپنے شغل سے فارغ ہوئے۔ تو پوچھا کہ حجرہ کے دروازہ کے باہر کون صاحب ہیں۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ فقیر محمد باقی ہے۔ آپ نے بیقرار ہوکر دروازہ کھولا اور باہر آئے۔ اور نہایت عجز و انکسار کے ساتھ حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

**قدسیہ** حضرت خواجہ قدس سرہ ہمیشہ اس نعمت کے شکر میں کہ خدائے پاک نے آپ جیسا مرید بلند استعداد آپ کی صحبت میں پہنچایا۔ اور اُن کی صحبت کے برکات سے مراتب کمال و تکمیل تک واصل کیا۔ رطب اللسان رہتے تھے۔ اور اس امر پر فخر و مباہات فرماتے تھے۔ اپنے سامنے آپ کو اپنے سب مریدین کا سر حلقہ بنایا اور خود اس حلقہ میں تشریف لائے۔ اور ایک گوشہ میں تشریف فرما ہوئے۔

**قدسیہ** منقول ہے کہ ایک بار حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ

عادت قدیم کے مطابق آپکے والد ماجد یعنی شیخ عبد الاحد کے مکان پر تشریف فرما ہوئے۔ اس زمانہ میں آپ طفل شیر خوار تھے۔ اور مرض طحال میں جو لڑکوں کے لئے ایک مہلک بیماری ہے مبتلا تھے۔ سانس دراز ہو گیا تھا۔ اور بے ہوش تھے۔ اور ایک مدت سے شیر مادر آپ کے حلق میں اترا تھا۔ سب گھر والے آپ کی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔ سب نے شاہ صاحب کی تشریف آوری کو غنیمت جانا اور آپ کو اسی حال میں شاہ صاحب کی خدمت میں لے آئے۔ شاہ ولایت پناہ نے آپ کو اپنی گود میں لے لیا اور اپنی زبانِ مبارک آپ کے دہن میں ڈالی۔ آپ نے فوراً اس کو چوس لیا۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ احباب کی خاطر عاطر آپؒ کے مرض کی جانب سے مطمئن رہے کہ آپ کی عمر عزیز بہت ہے۔ اور خدائے جل وعلا کو آپ سے بہت کاروبار لینے ہیں آپ بڑی طرح بزرگ ہونگے۔ ہم نے ان کو اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ اسی وقت آپکو صحتِ عاجلہ و عافیتِ کاملہ حاصل ہو گئی +

**قدسیہ**۔ ایک دفعہ آپ زمانۂ شباب میں بیمار ہوئے اور اتنا ضعف بڑھا کہ سب لوگ مایوس ہو گئے۔ والدۂ حضرت مخدوم زادگان عالی قدر یعنی حضرت کی بی بی صاحبہ نے جو ایک صالحہ و عابدہ بی بی تھیں نیا وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی اور بکمال گریہ زاری و نیاز درگاہ باری جلت عظمتہ میں آپ کی صحت و عافیت کے لئے دعا کی۔ اس حال میں اُس زہراء وقت کو نیند آگئی اور آپ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا آپ سے کہہ رہا ہے کہ اطمینان رکھو ہم کو اُن سے بڑی خدمتیں لینی ہیں۔ اور ابھی تو ہزار خدمتوں میں سے ایک بھی نہیں لی گئی۔ خدائے پاک عنقریب آپ کو صحت کامل عطا فرمائیگا اور مراتب قرب تک پہنچائیگا +

**قدسیہ**۔ حضرات مخدوم زادگان عالی قدر کی والدۂ ماجدہ یعنی آپ کی بی بی صاحبہ اپنی شادی کے زمانہ میں اپنے والد ماجد حاجی حرمین شریفین شیخ سلطان کو جو ایک عالم و فاضل اور پرہیزگار و سخی بزرگ تھے۔ خواب میں یہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ میں اس وقت حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کثیر البرکت میں حاضر تھا آنحضرت علیہ السلام نے ایک کاغذ پر بخط خاص تحریر فرمایا کہ میرے صحابی خاص چار ہیں اور پانچواں شیخ احمد ہے۔ میرے چچا شیخ زکریا اس روایت کا انکار کر رہے ہیں اور میرے والد اُن سے

کہتے ہیں کہ اس روایت کا انکار مت کرو کہ میں بھی اس وقت خدمت حضرت سید کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر تھا۔ اور اس واقعہ کا معائنہ کیا۔ اُس کی صداقت میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے۔ میں بیداری کے بعد سے اس بارہ میں متحیر رہی یہاں تک کہ خدائے پاک نے آپ کو کمالِ اتباعِ حضرت سرور کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اصحاب کبار کی وجہ سے آپ کو ایسے مرتبہ پر فائز فرمایا کہ جو شخص آپ کو دیکھتا یہی کہتا کہ آپ کا طریقہ بعینہٖ اصحاب کبار کا طریق ہے ✦

**قدسیہ** - حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ نے اپنی وفات کے وقت اپنا جُبّہ متبرکہ جو برسوں تک آپ کے زیر استعمال رہا تھا۔ باوجود آپ کے صاحبزادہ شاہ عماد کی موجودگی کے اپنے پوتے شاہ سکندر بن شاہ عماد کو عطا کیا۔ اور فرمایا کہ یہ جُبّہ میں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ جس بزرگ کیلئے حکم دوں ان کو پہنچا دینا ✦

اس کے بعد حضرت شاہ کمال رح کا وصال ہو گیا۔ اور کسی شخص کا پتہ نہ بتایا۔ مگر واقعہ میں حضرت شاہ سکندر رح سے فرمایا کہ یہ جُبّہ میرے فرزند معنوی شیخ احمد سرہندی کو پہنچا دو۔ کہ یہ اُنہی کی امانت ہے۔ حضرت شاہ سکندر نے اس بارہ میں توقف کیا کہ گھر کی نعمت باہر کیوں دی جائے۔ حضرت نے دوبارہ پھر یہی ارشاد فرمایا۔ اور اس بارہ میں سخت تاکید فرمائی۔ شاہ سکندر نے پھر بھی عمل نہ کیا۔ تیسری بار حضرت نے بہت خفگی کے ساتھ تاکید شدید فرمائی۔ پس حضرت شاہ سکندر مجبور ہوئے اور اس کو ایک قصبہ کیتھل سے حضرت کی خدمت بابرکت میں سرہند حاضر ہوئے۔ آپ نے اس جُبّہ متبرکہ کے پہننے کے بعد جو کچھ مشاہدہ فرمایا وہ آپ کے مکتوبات میں مذکور ہے ✦

**قدسیہ** حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے وصال کے بعد بغرض تعزیت آنحضرت قدس سرہٗ دہلی تشریف لے گئے۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے مریدوں نے حسب دستور قدیم آپ کا استقبال کیا۔ اور بطریقہ سابق آپ کے حلقۂ ذکر میں حاضر ہوئے۔ اور مریدوں کی طرح آپ کی خدمت کی بلکہ آپ کے دست مبارک پر تجدید بیعت کی۔ مگر شیطان خناس نے خَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ جو وسوسہ ڈالتا ہے لوگوں کے سینوں میں جنوں اور آدمیوں میں سے ✦

بعضوں کو جن کی قوت نفسانی کمزور تھی اپنی ملمع کاری کے خیالات میں پھنسایا

اور انکار کے گڑھے میں ڈال دیا۔ جس سے صحبت مکدر ہو گئی۔ آپ نے وطن مالوف کی طرف توجہ فرمائی۔ حقائق و معارف پناہ شیخ تاج باوجودیکہ حضرت کے مخلص تھے۔ مگر ان منکرین کی صحبت سے ان کے دل میں بھی تردد اور شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ پھر شیخ تاج نے اپنے وطن مالوف سنبھل سے ایک مکتوب مولانا محمد قلیچ کے نام جو حضرت خواجہ کے یارلے تھے۔ لکھا کہ:-

آپ آنجناب کی خدمت میں خط لکھیں اور اس میں فقیر کی جانب سے دعا پہنچا کر عرض کریں کہ آپ نے واقعہ میں جس طرح میرے جرم سے درگذر فرمایا ہے۔ اسی طرح واقع میں بھی میری خطا معاف فرمائیں +

ثانیاً یہ کہ یاران دہلی سے کہو کہ جو شخص آنجناب سے عقیدت رکھتا تھا۔ اور اب منحرف ہو گیا۔ یا جو شخص کہ پہلے معتقد نہ تھا اور اب آپ کا انکار کرے تو وہ مرتد طریقت ہے۔ کیونکہ ایسے کامل ولی کا انکار داخل ارتداد ہے۔ یہ دو روزہ زندگی کا گذر جانا آسان ہے۔ مگر اس انحراف پر جو شخص قائم رہیگا۔ دم آخر اس کا ایمان مسلوب ہو جائیگا۔ چونکہ ہم آپس میں پیر بھائی ہیں۔ اس لئے ہم نے اطلاع کر دی ہے +

اس کے کچھ دن بعد شیخ تاج دہلی تشریف لائے۔ اور حجرۂ حاجی صالح میں مقیم ہوئے۔ آخوند ملا حسن اور جعفر بیگ اور خواجہ محمد صدیق آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے جعفر بیگ اور ملا حسن نے آپ سے عرض کیا کہ اس مضمون کا آپ کا ایک مکتوب ہمارے پاس آیا تھا۔ نہ معلوم کہ وہ آپ ہی کا لکھا ہوا ہے یا کسی نے اپنی طرف سے لکھ لیا ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ وہ مکتوب میرا ہی تھا۔ حقیقت معاملہ یہ ہے کہ مجھ کو حضرت شیخ احمد قدس سرہ سے ایک گونہ انکار تھا۔ میں نے اُن کے ہاتھ سے زک کھائی۔ اس کے بعد میں اُن کا معتقد ہو گیا۔ اور یاران دہلی کے احوال کی طرف متوجہ ہوا تو کسی میں کوئی اثر رشد کا نہ پایا۔ میں نے بہت کچھ توجہ کی۔ مگر راہ مقصود نہ کھل سکا +

ایک رات درگاہ باری تعالیٰ میں بہت کچھ نیاز مندی بجا لایا۔ اسی حال میں غیبت پیدا ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ ایک مجلس عالی آراستہ ہے۔ اور تمام اولیا کاملین اس میں جمع ہیں۔ میں بھی اس مجلس مقدس کے ایک گوشہ میں گھس گیا۔ کچھ دیر کے بعد ایک بزرگ نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم اہل زمانہ سے انکار رکھتے ہو۔ اتنا بھی نہیں جانتے

کہ اکمل وقت کی خدمت میں بے ادبی کرنا اور غفلت کرنا موجب خرابئ دین اور سلب ایمان ہے۔ مَیں اس انکار سے ڈرا اور نادم اور تائب ہوا۔ جب یہ بزرگ خاموش ہو گئے تو دوسرے بزرگ نے مجھ کو مخاطب کر کے اسی طرح سے زجر و توبیخ کی۔ الحاصل اس مجلس مقدس کے تمام اکابر نے فرداً فرداً اسی طرح خطاب اور عتاب کیا۔ مَیں حیران ہوا کہ خدایا وہ کون بزرگ اکمل وقت ہیں جن سے مجھ کو کدورت و انکار ہے جس کی وجہ سے مَیں اس قدر نشانۂ ملامت بن رہا ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مجلس مقدس کے صدر میں حضرت میاں شیخ احمد قدس سرہٗ تشریف فرما ہیں اور تمام اکابر کا روئے توجہ ان کی طرف ہے، اور اس محفل اقدس کے صدر وہی ہیں۔ اس وقت معلوم ہوا کہ معاملہ کیا ہے اس وقت مَیں اُٹھا اور آپ کی خدمت میں تیزی کے ساتھ پہنچ کر آپ کے قدموں پر گرا۔ حضرتؒ نے جب فقیر کو دیکھا تو اٹھ کر مجھے بغل میں لے لیا۔ اور نہایت مہربانی فرمائی۔ مَیں نے عرض کیا کہ چونکہ مَیں بھی یارانِ معتوب کا ہم نشین رہا اس لئے مجھ سے بھی آپ کی نسبت غلطی سرزد ہوئی امید کہ آپ معاف فرمائیں گے۔ فرمایا کہ تم سے نہایت تعجب ہے، نہایت تعجب ہے۔ نہایت تعجب ہے۔ اسی طرح تین بار تکرار فرمائی۔ مَیں نے نہایت تضرع و زاری سے عرض کیا کہ بمقتضائے بشریت یہ غلطی واقع ہوئی۔ فرمایا کہ ہم نے معاف کر دی ٭

جب مَیں خواب سے بیدار ہوا۔ تو توبہ کی اور بہت کچھ تضرع سے کام لیا۔ چنانچہ آثارِ قبولیت ظاہر ہوئے۔ اور ہدایت کام میں نمایاں ہوگئی۔ اس بنا پر مَیں نے دوستوں اور پیر بھائیوں کو لکھا کہ اس دو روزہ زندگی کا گذرنا سہل ہے۔ جو شخص آنجناب سے اسی طرح برگشتہ رہیگا۔ اور اس خیال سے رجوع نہ کریگا۔ آخر وقت اس کا ایمان برباد ہو جائیگا ٭

جب آنجناب بتقریب عرس حضرت خواجہ قدس سرہٗ دہلی تشریف لائے تو حضرت شیخ تاجؒ جو حضرت خواجہؒ کے کاملین اصحاب اور خلفا سے تھے دہلی میں تشریف فرما تھے آنجنابؒ سے بالمشافہ معافی چاہی۔ اور اس سے قبل بھی شیخ موصوف نے آنجنابؒ کی خدمت میں ایک مکتوب جماعت فیروزآبادی کی سفارش اور اُن کی لغزشوں کے معافی کے بارہ میں لکھا تھا اور اس میں یہ حکایت بھی تحریر فرمائی تھی کہ :-

ایک بزرگ ایک مسجد میں مراقب تھے اور ایک سوداگر وہاں نماز کے لئے آیا

پانسو دینار کی ایک تھیلی جو اس کی کمر میں تھی اُس نے وہ اپنے پاس نہ پائی۔ اس کا خیال ہوا کہ اس شخص نے جو گوشۂ مسجد میں بیٹھا ہے اُٹھالی ہوگی۔ اُس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ ان بزرگ کو سخت ایذائیں دیں۔ آخر کار ان بزرگ نے طوعاً و کرہاً اقرار کیا۔ کہ میں مقدار گم شدہ ادا کر دونگا۔ آخر کار درویش نے اپنے مریدوں اور معتقدوں کے پاس سے رقم مہیا کر کے تاجر کو ادا کر دی۔ اس کے بعد تاجر نے وہ ہمیانی دوسری جگہ سے پائی اُن ایذاؤں سے جو اس صابر درویش کو پہنچائی تھیں ڈرا اور اُن کی خدمت میں آیا۔ اور نہایت عاجزی کے ساتھ ندامت اور پریشانی کا اظہار کیا۔ درویش نے فرمایا کہ اس قدر انکسار اور عاجزی کی ضرورت نہیں۔ مَیں نے اُسی روز جب کہ تم سے تکلیف پائی اپنے دل سے عہد کر لیا ہے کہ جنت میں نہ جاؤنگا۔ جب تک کہ تم کو بھی اپنے ہمراہ نہ لیجاؤنگا۔

الحاصل سلف کے واقعات یہ ہیں۔ امید کہ آپ بھی اس جماعت کی لغزشوں کو معاف کر دینگے۔ آنجناب نے بسفارش شیخ تاج اولاً بذریعہ مکتوب اور ثانیاً بالمشافہ معاف فرما دیا +

**درجہ**۔ جس زمانہ میں کہ آنجناب قدس سرہٗ بعد وصال حضرت خواجہ قدس سرہٗ بغرض تعزیت دہلی تشریف لے گئے۔ اصحاب مریدین حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے آپ سے بیعت کی تجدید کی۔ اس زمانہ میں حضرت خواجہ حسام الدین احمد نے واقعہ میں دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہیں۔ اور آنجناب قدس سرہٗ کی مدح و ستائش میں خطبہ پڑھ رہے ہیں۔ اور فقرات فصیحہ و کلمات طیبہ میں آپ کی تعریف فرما رہے ہیں اور فخر و مباہات سے فرماتے ہیں کہ میں اس پر ناز کرتا ہوں کہ میری امت میں شیخ احمد سا بزرگ ظاہر اور میرے دینِ متین کا مجدد ہوا ہے +

**قدسیہ**۔ حضرت خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ میں دیکھا کہ ان سے یہ کہہ رہے ہیں کہ اصحاب فیروز آباد میں بلائے عظیم نازل ہوگی۔ جو شخص ان کے (حضرت شیخ احمدؒ کے) وضو کا بچا ہوا پانی پئے گا۔ وہ اُس سے نجات پائیگا +

خواجہ موصوفؒ نے یہ واقعہ آنجناب سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ آب مستعمل کا پینا مکروہ ہے۔ کتب فقہ میں اس مسئلہ کی تلاش کی گئی۔ اس سے اتنی اجازت دستیاب ہوئی کہ اگر چوتھی مرتبہ کوئی عضو بلا نیت قربت کے دھویا جائے وہ پانی مستعمل نہیں

ہوتا اور اُس کے پینے میں کراہت نہیں ہے۔ پس چوتھی بار کا بچا ہوا پانی حضرت خواجہؒ کے تمام مریدوں اور معتقدوں سب نے اعتقاد راسخ کے ساتھ پیا۔ خدائے پاک نے اس کی برکت سے اُن کو اُس بلا سے نجات عطا فرمائی ؛

**قدسیہ** ۔ آنجناب قدس سرہٗ کے ایک مخلص نے جو ایک نیک اور حافظ قرآن بزرگ تھے ۔ فقیر مؤلف سے بیان کیا کہ آنجناب ایک بار عشرۂ اخیرۂ ماہِ رمضان میں کسی قدر علیل ہو گئے تھے ۔ اسی زمانہ میں ایک رات انہوں نے واقعہ میں دیکھا کہ لوگ گروہ گروہ اور جوق جوق ہر طرف سے دوڑے چلے آ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ اس جستجو کی کیا وجہ ہے کہا گیا کہ قطب الاقطاب وقت حضرت شیخ احمد فاروقی قدس سرہٗ بیمار ہیں اور قلعہ سنگین مسجد جامع میں تشریف فرما ہیں۔ اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ انکی مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ لوگ اُن کی زیارت کے لئے دوڑے جا رہے ہیں میں بھی دوڑا اور شوق دیدار پر انوار حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا غالب ہوا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے خلیفہ برحق کو آنجناب کی عیادت کیلئے زندہ فرمایا۔ اور اس جہان میں بھیجا ہے پس آپ کا دیدار غنیمت ہے دیکھا تو وہ قلعہ سراپا سنگ سرخ سے بنا ہوا ہے اور نہایت بلند اور مستحکم ہے۔ اور بلند مقام پر واقع ہے جس طرح کہ پہاڑوں پر بناتے ہیں۔ لوگ اُس قلعہ میں جا رہے تھے ۔ میں قلعہ کے دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ خلائق کے دوڑ دھوپ کا شور و غل کم ہو گیا۔ اور لوگ راستہ کے دونو طرف صف بستہ کھڑے ہو گئے ۔ کچھ دیر کے بعد شور ہوا کہ حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت شیخ احمدؒ کی عیادت فرما کر واپس تشریف لے جا رہے ہیں۔ اس اثنا میں تین شخص گھوڑوں پر سوار ظاہر ہوئے ۔ اُن میں حضرت ذی النورین اپنے ہمراہی دونو سواروں سے کسی قدر آگے تھے ۔ میں بھی صف کے برابر دست بستہ کھڑا ہو گیا جب حضرت رضی اللہ عنہ میرے سامنے سے گذرے ۔ میں نے آپ کے زانو پر ہاتھ پہنچا کر بوسہ لیا۔ اور گریۂ شوق مجھ میں پیدا ہوا ۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ جب تو مجھے یاد کریگا مجھ سے ملاقات ہو جائیگی ۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی ۔ اس وقت میری آنکھ سے چشمہ کی طرح آنسو جاری تھے ؛

**قدسیہ** ۔ جب آنجناب قدس سرہٗ بعد وصال حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ دہلی

تشریف لے گئے تھے۔ تو حضرت خواجہ کے بعض اصحاب نے آپ کی مخالفت شروع کی۔ آنجناب نے اُن کے شکوک و شبہات کے دفعیہ کے لئے بہت کچھ نصیحت فرمائی۔ مگر کچھ سود مند نہ ہوئی۔ آپ نے بعض کی نسبتیں بھی سلب فرمائیں مگر اس سے بھی کچھ متنبہ نہ ہوئے۔ بلکہ سب جمع ہو کر روضہ حضرت خواجہؒ پر گئے اور توبہ والتجا بجا لائے۔ اُن میں ایک صاحب صاحبِ کشف بھی تھے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ اُن درویشوں میں سے ہر ایک نے چراغ جلایا ہے۔ ایک بجلی چمکتی ہوئی آئی۔ اس نے سب کے چراغوں کو گل کر دیا۔ اس وقت ان کو یہ بھی بتایا گیا کہ تم جانتے ہو کہ یہ چراغ کیا ہیں یہ دیوبندیان فیروز آبادی کی توجہات ہیں۔ اس جماعت نے آنجنابؒ کے جلالت قدر و بلندی مراتب معلوم کر لینے کے بعد بھی آپ کی طرف بقدر استفادہ رجوع نہ کیا۔ مگر ایک مدت کے بعد شیخ تاج علیہ الرحمۃ نے سفارش کر کے آپ سے اُن کی لغزشوں کو معاف کرایا۔ اور آپ نے بکمال کرم معاف فرما دیا۔

اس کے بعد غایت درجہ اخلاص پیدا ہوا۔ اور عجز و انکسار کے ساتھ سب لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے اور آپ کی صحبت و حلقہ میں نہایت ادب و تعظیم کے ساتھ آپ کے فیوض و برکات کے امیدوار ہو کر بیٹھتے تھے۔ اور ضیافتوں اور خدمات کے مواقع پر بغرض اہتمام کھڑے رہتے تھے۔

آپ ہر سال زمانہ عرس حضرت خواجہ قدس سرہ میں دہلی تشریف لے جاتے تھے۔ الا ماشاء اللہ سبحانہ۔

**قدسیہ۔** ایک عورت صالحہ عابدہ خدا طلب حق پرست جس نے کہ بہت سے بزرگوں کی زیارت کی تھی۔ اور ہر ایک بزرگ سے اپنا حصہ حاصل کیا تھا۔ بیان کرتی تھی کہ میں ایک زمانہ میں اکبر آباد میں مقیم تھی۔ بعض عورتوں نے مجھ سے کہا کہ فتح پور سیکری میں ایک درویش صاحب کشف و کرامات آئے ہوئے ہیں۔ کبھی ظاہر رہتے ہیں اور کبھی غائب ہو جاتے ہیں۔ اور اب ایک مدت کے بعد ظاہر ہوتے ہیں۔ میں نے ارادہ کیا کہ اُن کی خدمت میں جا کر راہ حق میں اپنی طلب کی تشنگی کا اظہار کروں شاید کچھ مجھے بھی مل جائے۔ چند دولتمند عورتیں بھی اُن سے التماس دعا کرنے کے لئے میرے ہمراہ ہوئیں۔ الحاصل بوقت شام اس باغیچہ میں جس میں وہ درویش مقیم تھے پہنچے۔ اور ایک

شخص کو اجازت حضوری لینے کے لئے ان کی خدمت میں بھیجا۔ فرمایا کہ آؤ۔ چلتے وقت میں نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم کم عمر عورتیں ہو! ایسا نہ ہو کہ حرکات و سکنات میں کوئی بے ادبی ہو جائے۔ یا لباس فقر پر ہنسو کہ موجب ضرر ہو۔ غرضکہ ہم پہنچی تو دیکھا کہ ایک درویش سیاہ پوش ہیں اور دو تین خادم اُن کے ہمراہ ہیں۔ سلام کیا اور ناصلہ سے بیٹھ گئیں۔ میں سب سے کسی قدر الگ ہو کر بیٹھ گئی۔ تاکہ اگر ان سے کوئی بے ادبی ہو تو مجھ پر اعتراض نہ ہو سکے۔ کچھ دیر نہ گذری تھی کہ عورتوں نے آپس میں درویش کے لباس سیاہ پر اشارہ کیا۔ درویش نے فوراً بگڑ کر کہا کہ فقیروں کے پاس مذاق اور تمسخر کے لئے آئی ہو۔ سب حیران ہوئیں۔ کہ اشارہ تو نہایت آہستہ کیا گیا تھا! اور رات اندھیری ہے اور سب فاصلہ پر ہیں۔ درویش نے بجز اس کے کشف سے معلوم کیا ہو اور کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ مارے خوف کے جان اُن کے بدن سے نکلنے لگی۔ اور حیران و دہشت زدہ ہو گئیں۔ تھوڑی دیر کے بعد درویش خاموش ہو گئے! اور میں نے طلب خدا اور تشنگی راہ کا اظہار کیا۔ فرمایا کہ ہر زمانہ میں قطب ایک ہوتا ہے۔ اور اس زمانہ میں قطب وحید حضرت میاں شیخ احمدؒ ہیں جب کہ تو اُن کی خدمت میں پہنچی اور اس دریائے محیط سے سیراب ہوئی۔ تو نہر خورد سے کیا سیراب ہو گی۔ میں نے بطور لاعلمی کے کہا کہ ہاں وہ مشہور بزرگ ہیں۔ میں نے بھی اُنکی تعریف سُنی ہے! اللہ تعالےٰ مجھے بھی اُن کی ملاقات میسر کرے۔ مگر اس وقت میں آپ کی خدمت میں آئی ہوں! اور آپ سے اپنا حصہ چاہتی ہوں۔ فرمایا کہ کیوں جھوٹ کہتی ہے تو فلاں روز فلاں جگہ دوپہر کے وقت اُن کی خدمت میں نہ آئی تھی۔ اور تجھ میں اور ان میں فلاں گفتگو نہ ہوئی تھی۔ اسی طرح سارا واقعہ بعینہٖ بے کم و کاست بیان کر دیا۔ حالانکہ اُس وقت میں نے حضرت سے جن بعض چیزوں کے متعلق دریافت کیا تھا اُس وقت اور کوئی موجود نہ تھا پس مجبوراً میں نے اقرار کیا اور کہا کہ بے شک میں نے ان کی زیارت کی ہے مگر اب آپ سے امیدوار ہوں۔ فرمایا میں خود اُن سے امیدوار ہوں! ایک دفعہ میں اُن کی خدمت میں گیا تھا اور انشاء اللہ تعالےٰ دوبارہ پھر اُن کی زیارت کرونگا۔ جس نے حضرت کو دیکھا ہے اُس پر آتش دوزخ حرام ہے۔ دوسری عورتوں نے بھی جو اُس کے ہمراہ تھیں یہی واقعہ بے کم و کاست مجھ سے بیان کیا +

قدسیہ۔ حضرت خواجہ محمد اشرف کابلیؒ نے جو ایک فاضل زمانہ اور حضرت کے

مخلص تھے۔ فقیر سے بیان کیا۔ کہ میں نے ابتدائے شرف قدمبوسی آنجناب قدس سرہ کے لئے استخارہ کیا۔ تو دیکھا کہ ایک جنگل نہایت وسیع اور مسطح ہے اور ایک جماعت کسی بزرگ کی زیارت کیلئے دوڑتی ہوئی جارہی ہے۔ میں بھی شوق کے ساتھ اس جماعت کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ان سے دریافت کیا کہ کس بزرگ کی زیارت کے لئے جارہے ہو۔ ایک شخص نے کہا کہ اے بے خبر! یہاں حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ تشریف فرما ہیں۔ اس خبر مسرت اثر و فرحت ثمر کو سن کر نہایت شوق کے ساتھ اس مجمع میں پہنچا۔ دیکھا کہ لوگ حلقہ کئے ہوئے کھڑے ہیں۔ جب ایک دورہ پورا ہو گیا اور دوسرا دور حلقہ کا شروع ہوا تو میں کوشش کر کے حلقۂ اول و دوم کے وسط میں پہنچ گیا۔ اس اثنا میں خلق کا ہجوم بڑھ گیا چنانچہ تیسرا حلقہ بھی پورا ہو گیا۔ اس وقت خیال ہوا کہ ان لوگوں سے اچھی طرح تحقیق کر لینا چاہیئے تاکہ اطمینان کامل حاصل ہو۔ پھر میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ کس بزرگ کی زیارت کے لئے یہ سعی بلیغ ہو رہی ہے۔ سب نے لفظاً و معناً متفق ہو کر کہا کہ تم ابھی تک نہیں جان سکے کہ حضرت خاتم المرسلین علیہ السلام والتحیۃ تشریف فرما ہیں۔ اس سے مجھ میں شوق کا غلبہ ہوا۔ اور کوتاہی قد و قامت کی وجہ سے بصد محنت پیروں کی انگلیوں کے بل کھڑے ہو کر دیکھا۔ جب میری نظر حضرت کے جمال پُر انوار پر پڑی تو دیکھا کہ حضرت شیخ احمدؒ ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ تو حضرت شیخ احمد ہیں تم نے تو کہا تھا کہ حضرت رسالت پناہ علیہ السلام ہیں۔ سب نے بالاتفاق کہا کہ یہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ ایک کیفیت ایسی پیدا ہوئی جس سے میں بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں ہوا تو گریۂ عظیم مجھ پر غالب ہوا۔ اس کے بعد میں حضرت قدس سرہ کی عقیدت و قدمبوسی کے لئے تیار ہو گیا۔

**قدسیہ۔** ایک درویش بلخی نے بیان کیا کہ میں نے ایک واقعہ میں دیکھا۔ کہ گویا ایک جنازہ با عظمت و جلال لایا گیا ہے۔ اور ایک جماعت کثیر و گروہ عظیم اولیائے سلف و خلف خصوصاً اکابر ماوراء النہر مثلاً قطب ربانی خواجہ عبد الخالق غجدوانی اور غوث افراد خواجہ بہاؤ الدین نقشبند اور قدوۃ الابرار خواجہ عبید اللہ احرار اور ان کے ہم عصر اور مماثل اولیاء اللہ قدس اسرارہم اس جنازہ پر تشریف فرما ہیں۔ اور کسی بزرگ کے منتظر اور اس کے لئے چشم براہ برپا ایستادہ ہیں۔ ان میں کے ایک بزرگ سے میں نے کہا کہ

یہ لاش کس بزرگ کی ہے۔ اور یہ اولیاء کبار کس بزرگ کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ لاش ایک قطب کی ہے اور یہ سب بزرگ منتظر قطب الاقطاب کی تشریف آوری کے ہیں۔ تاکہ وہ نماز جنازہ ادا کرے اور سب بزرگان اس کی اقتدا کریں۔

اس اثنا میں ایک بزرگ سرو قد گندم گون مائل بسفیدی کشادہ چشم فراخ پیشانی بلند بینی انبوہ مربع ریش پر موے جن کی صباحت حسن یوسفی کی خبر دے رہی تھی۔ اور اس کی ملاحت حسن محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کا اظہار کر رہی تھی۔ انوار ولایت اُن کی منور پیشانی پر روشن تھے وجاہت و وقار اور تمکین انکا لباس تھی تشریف لائے۔ تمام بزرگوں نے انکی تعظیم کی۔ وہ بزرگ آگے بڑھے اور امامت کی۔ جب جنازہ اٹھایا گیا تو میں نے ایک بزرگ سے دریافت کیا کہ ان بزرگ کا نام کیا ہے اور مقام ان کا کہاں ہے انہوں نے کہا ان کا نام حضرت میاں شیخ احمدؒ ہے اور اُن کا مقام سرہند ہے۔ میں خواب سے بیدار ہوا اور اُن کی زیارت کے لئے بیقرار ہو کر علے الصباح بلخ سے اُس قطب الاقطاب کی خدمت میں روانہ ہوا۔ جب میں سرہند پہنچا اور حضرت کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ آپؒ کا حلیہ مبارک وہی پایا جو میں نے واقعہ میں دیکھا تھا۔ میں نے روئے نیاز آپ کی درگاہ عرش اشتباہ پر ملا۔ اور کچھ مدت تک آپکی خانقاہ ملائک پناہ کے اطراف پھرا اور دیکھا جو کچھ کہ دیکھا۔

**قدسیہ** ایک درویش نے جس کی پیشانی پر آثار نیستی و علامات ہستی ہویدا تھے۔ اپنا ابتدائے حال اور آنجنابؒ کے ساتھ اپنی عقیدت کا سبب اس طرح سے بیان کیا کہ ایک رات نماز تہجد کے بعد روح پر فتوح خلیفہ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جو خواجہ محمد زاہد بلخی رح کے خلفا سے تھے۔ اور مدت دراز تک مسند مشیخت اور راہبری طلاب سلسلۂ کبرویہ میں مشغول رہے تھے۔ اور میرے والد مجھے کم عمری ہی میں اُن کی خدمت میں لے گئے تھے۔ میں نے توجہ کی اور کہا کہ یا خلیفہ صدر الدین آپ اس عالم فانی سے ملک جاودانی کی طرف سدھار گئے۔ اب مجھ کو کسی بزرگ کا جو اپنے زمانہ کا ولی اکمل ہو پتہ بتائیے۔

اس کے بعد مجھے نیند آگئی میں نے دیکھا کہ خلیفہ صدر الدین رح تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں تجھ کو میاں شیخ احمد سرہندی کی خدمت

میں بھیجتا ہوں کہ اس زمانہ میں کوئی بزرگ اُن سے زیادہ کامل نہیں ہے۔ میں فوراً علی الصباح اُس قطبِ آفاق کی خدمت میں روانہ ہو گیا۔ اور قبولیت حاصل کی۔

قد سیہ ❀ ایک تاجر صالح نامی نے جو پنجاب کے کسی گاؤں کے باشندے ہیں بیان کیا کہ مجھے حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت غالب تھی اور ہمیشہ بعد نماز پنجگانہ آپ کی روح پر فتوح پر فاتحہ پڑھا کرتا تھا۔ اور خلوت میں عجز و انکسار کے ساتھ اُس غوث آفاق کی خدمت میں اپنی حاجات کو پیش کیا کرتا تھا۔ اور اوراد و وظائف سلسلۂ قادریہ کا شغل رکھتا تھا۔

ایک رات میں نے حضرت غوث الثقلین قدس سرہ العزیز کو خواب و بیداری کے درمیان دیکھا اور دوڑ کر حضرتؒ کے قدم مبارک چوم لیئے۔ فرمایا کہ ظاہر میں بھی ضروریات راہ کا لینا ضروری ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس زمانہ کے ولی اکمل کا پتہ بتلایئے تاکہ اس کی خدمت میں جاؤں۔ حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ سرہند میں ایک بزرگ جامع علم ظاہر و معرفت باطن و کمال صوری و کمالِ معنوی شیخ احمد نامی ہیں۔ اُن کے پاس جاؤ۔ کہ اس زمانہ میں کوئی اور اس کا ہم مثل نہیں ہے۔

میں علی الصبح اُس قطب الاقطاب کی خدمت میں روانہ ہوا۔ اور آنجناب کے آستانہ فلک نشان پر پہنچا اور حقیقت معاملہ عرض کی۔ حضرت نے عنایات بے غایات اور الطاف بے شمار میرے حال فرمائے۔ اور جذبہ و سلوک سے مجھے نوازا۔ اور مدت قلیل میں میرے کام کو پورا فرما دیا۔

قد سیہ ❀ پیر سید احمد صاحب کا بیان ہے جو کہ ہمارے حضرت مقبولوں میں سے ہیں کہ جس زمانہ میں سلطان نے حضرت کو تکلیف پہنچائی میں ملک دکن میں تھا۔ اس واقعہ کی مجھے خبر نہ تھی ناگاہ میں نے سُنا کہ سلطان زمان نے آنجنابؒ کو سختی کے ساتھ طلب کر کے شہید کر دیا ہے۔ میں اس خبر وحشت اثر سے بیقرار ہو کر بازار میں نکلا۔ تاکہ کسی قاصد سے کوئی خبر فرحت اثر سے مسرت ثمر سُننے میں آئے۔ کنارۂ بازار میں میں نے دیکھا کہ چند تاجر خوارق و مدارج ان سے ہویدا اور پیدا تھے۔ اُترے ہوئے ہیں۔ میں اُن کے پاس گیا۔ اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ اُن میں سے ایک شخص نے غم و الم کے آثار مجھ میں پا کر اس کی وجہ دریافت کی۔ میں نے وہ خبر وحشت اثر اس سے بیان کی۔ اُس نے ایک آہ سرد دل سے

نکالی۔اور سر گریبان میں جھکا لیا۔اور ہر لمحہ متغیر ہوتا تھا۔تاآنکہ اُس کے رنگ میں بہت تغیر آگیا۔بہت دیر کے بعد سر اُٹھایا اور کہا کہ اطمینان رکھو۔آنجناب زندہ ہیں لیکن مقید ہیں۔مجھے اُس کے مراقب ہونے اور عالم غیب کی خبریں دینے پر بڑی حیرت ہوئی اس لئے اُن سے پوچھا کہ کیا آپ نے آنجنابؒ کو دیکھا ہے۔کہا کہ میں حضرت کا ایک مرید کمترین ہوں۔میں منت و سماجت کر کے اُن کو اپنے گھر لایا۔اور دل غمزدہ کو صحبت سے تسلی دینی چاہی۔اور پوچھا کہ کتنی مدت آپ نے آنجناب کی صحبت میں بسر کی ہے۔اور کیا نعمت حضرت سے حاصل کی۔اور باعث عقیدت آپ کا کیا ہؤا۔اُنہوں نے جب معلوم کرلیا۔کہ میں حضرت کے مخلصین سے ہوں۔سبب عقیدت جس طرح کہ اُن پر گذرا تھا بیان کر دیا۔یہ بزرگ ظاہراً تجارت میں بسر کرتے تھے۔مگر باطناً ولی کامل تھے +

قدسیہ ایک شاہزادے کی آپکے باپ کے ساتھ نزاع تھی۔اور باوجود کثرت لشکر اور قوت فوج کے فتح نہ پاتا تھا۔ایک وزیر شاہزادے نے ایک درویش سے کہ صاحب خوارق ظاہرہ و کرامات باہرہ و کشف جلی و فراست سنی تھا۔دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ باوجود لشکر بیحد اور دلاوران بے شمار کے فتح یابی نہیں ہوتی ہے۔حالانکہ میرے باپ کے امراء اکثر میرے موافق ہیں شیخ جلیل القدر نے توجہ کی۔اور اپنے کشف و فراست سے دریافت کیا۔اور کہا کہ اس زمانہ میں چار اولیاء اللہ ایسے ہیں جن پر اس کام کا دارومدار ہے۔تین شخص تمہاری فتح پر راضی ہیں۔مگر ایک بزرگ جو تینوں سے بڑا ہے۔اس پر راضی نہیں ہے۔اُس نے پوچھا کہ وہ کون بزرگ ہے کہا حضرت میاں شیخ احمد سرہندی (قدس اللہ اسرارہٗ) فقط +

ہندوستان کے ایک مشہور بزرگ نے آنجنابؒ کی خدمت میں لکھا کہ اکابر وقت شاہزادہ کی فتح کا حکم لگا رہے ہیں۔اِس بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے۔حضرتؒ نے جواب میں لکھا کہ ان لڑائیوں میں شاہزادہ کی فتح نظر نہیں آتی ہے۔مگر آخر کار اس شاہزادہ کا معاملہ بلند ہے۔چنانچہ ایسا ہی ہؤا۔کہ فتح شاہزادہ کی نہ ہوئی۔مگر بعد وفات باپ کے شاہزادہ پادشاہ ہؤا اور دین کو رواج اور اسلام کو رونق بخشی۔اور شریعت کو از سر نو زندہ کیا +

قدسیہ ایک خردمند خدا پرست آنجناب قدس سرہٗ کی شرف ملازمت سے مشرف ہؤا

تھا۔ اُس کا بیان ہے کہ میں برہان پور بخدمت شیخ محمد فضل اللہ قدس سرہٗ جن کو اُس زمین کا قطب کہا جاسکتا ہے، پہنچا۔ شیخ نے مجھ سے آنجناب کے اطوار و اوضاع کے متعلق دریافت کیا۔ کہ تم سرہند میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے ہو۔ اس لئے اُن کے حالات چشم دید بیان کرو۔ میں نے کہا حضرت کے احوال باطنی کو میں کیا بیان کر سکتا ہوں مگر ظاہر میں سُنت اور اُس کے دقائق کی رعایت جس طرح کہ آنحضرت کرتے ہیں اگر مشائخ وقت جمع ہوں تو اس کا دسواں حصہ بھی نہیں ادا کر سکتے۔ شیخ نہایت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ جو کچھ اس قطب الاقطاب نے اسرار حقیقت بیان کئے۔ اور لکھے سب صحیح اور درست ہیں۔ اور وہ اس میں سچے ہیں کہ علامت صدق مقال اور علو حال کی اتباع سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدرجہ کمال ہے۔ مجھ کو ان سے غائبانہ اخلاص اور محبت کامل ہے۔ اسی وجہ سے جس زمانہ میں کہ آنجناب کو والیٔ وقت نے بعض دشمنانِ دین کے کہنے پر اپنے دربار میں طلب کیا۔ اور سجدہ کرنے کی تکلیف دی۔ اور حضرتؒ نے اُس کو سجدہ نہ کیا اور قلعۂ گوالیار میں حضرت کو مقید کر دیا گیا۔

شیخ موصوف پنجگانہ نماز میں حضرت کی رہائی کے لئے دعا اور فاتحہ بلا ناغہ کیا کرتے تھے۔ جب کوئی شخص شیخ کے پاس بہ نیت عقیدت و ارادت جاتا۔ اور آپکو معلوم ہوتا کہ وہ سرہندی ہے۔ تو فرماتے کہ تعجب ہے کہ آنجناب کے شہر میں سکونت رکھتے ہو۔ اور دوسری جگہ جاتے ہو۔ آفتاب کو چھوڑ کر ستارہ کی طرف رجوع کرتے ہو۔

**قدسیہ**۔ ایک امیر وقت کو آنجنابؒ کے معاملہ میں تردد تھا۔ اُس نے قاضی القضاۃ وقت سے کہ آنجناب کی خدمت میں عقیدت رکھتا تھا۔ خلوت میں پوچھا کہ تم عالم ہو اور صادق الکلام اور صاحب دیانت و امانت ہو۔ آنجناب کے حالات بیان کرو اس نے کہا کہ اس طائفہ کے حالات باطنی ہمارے فہم و ادراک سے باہر ہیں۔ مگر اتنا ہم بھی جانتے ہیں کہ اُن کے اطوار و اوضاع ہم کو اولیائے سلف کے طریق کا یقین تازہ کرتے ہیں اس لئے کہ ہم جب کتب سلف میں کاملین متقدمین کے ریاضات عجیبہ اور طاعات غریبہ مطالعہ کرتے تھے۔ تو خیال ہوتا تھا کہ شاید ان کے مریدوں نے مبالغہ کیا ہو مگر جب حضرت کے اوضاع و اطوار کو دیکھا تو وہ تردد اٹھ گیا۔ بلکہ کاتبین احوال اولیاء اللہ سے ہم آزردہ ہیں۔ کہ کیوں انہوں نے کم لکھے۔

قدس سرہٗ ایک عالم عامل پرہیزگار مقتدائے وقت آنجناب کے تصانیف شریف کے بارہ میں کہا کرتے تھے۔ کہ قوم کی کتب و رسائل یا تصنیف کردہ ہیں یا تالیف کردہ تالیف یہ ہے کہ اور لوگوں کے کلام کو ترتیب نیک کے ساتھ جمع کیا جائے اور تصنیف یہ ہے کہ اپنے علوم اور اسرار و نکات و مقامات حاصلہ کو تحریر کریں۔ مدتوں سے تصنیف تو عالم سے اٹھ ہی گئی تھی۔ صرف تالیف ہی تالیف رہ گئی تھی۔ اگرچہ میں آنجناب کا مرید نہیں ہوں مگر حق و انصاف سے کہونگا کہ اس زمانہ میں آنجناب کے مکاتیب و رسائل تصنیفات ہیں نہ تالیفات۔ کیونکہ ہر چند ہم نے تحقیق کی کسی جگہ نقل نظر نہ آئی۔ مگر بہ سبیل ندرت و ضرورت اور اکثر حصہ میں آنجنابؒ کے اپنے مکشوفات و ملہمات ہیں۔ اور سب عالی زیبا۔ اور موافق شریعت غرّا کے ہیں۔ جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء ✦

قدس سرہٗ ایک فاضل وقت نے جو اکثر عرفا و علما کے صحبتوں میں رہ چکے تھے اور برسوں اس طائفہ علیہ کے کلام دیکھے اور سنتے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے بعض معاندین دین کی قیل و قال آنجناب قدس سرہٗ کے کلمات علیات کی بابت سنی۔ تو فرمایا سبب اس کا یہ ہے کہ اس بزرگوار کے دقائق و حقائق کے ادراک کا اس زمانہ والوں کے پاس سامان نہیں ہے اس بزرگ کو ایام سلف میں ہونا چاہئے تھا۔ وہ لوگ ان کے قدر و منزلت اور ان کے کلام کے مدارج کو پاتے اور متاخرین اُن کے کلام کو استشہاداً و استدلالاً اپنی کتابوں میں نقل کرتے۔ ارباب زمانہ کی فطرت آپکے کلمات کے لئے ایسی ہے جیسے کہ ایک کوتہ اندیش کا قصہ ایک خردمند کی دانائی کے متعلق ہے۔ وہ حکایت یہ ہے کہ ایک عقلمند نے ایک بادشاہ کی محفل میں کہا کہ میں نے ایک جانور دیکھا ہے جو آگ سلگا کر کھاتا ہے۔ حاضرین دربار میں سے کسی نے اس جانور کو دیکھا نہ تھا۔ اُن کو یقین نہ آیا۔ اُس کے ساتھ جھگڑنے لگے۔ اور سب نے اُس کی جہالت اور حماقت پر اتفاق کر لیا ✦

قدس سرہٗ ایک فاضل کامل معمر جن کے خمیر میں کشف و معرفت داخل تھے اور انہوں نے اکثر مشائخین کی زیارت کی ہوئی تھی۔ شیخ محمد غوث گوالیاری کے مرید تھے۔ یعنی مولانا حسن غوثی انہوں نے ایک تذکرہ احوال اولیاء اللہ لکھا ہے اور مشائخین ممالک ہند کے احوال میں جو ارشاد و ہدایت میں مشغول ہیں۔ آنجنابؒ کے حالات تحریر کئے ہیں انکے عنوان کا آغاز ان القاب سے کیا ہے بارگاہ نشین مسند فتوت و سعادت آیات انجمن و حدت

خدیو مقام غوبت صاحب مرتبہ قطبیت وغیرہ +

قدسیہ ہدایت وسیادت پناہ سید میرک شاہ و شیخ اجل کبروی محمد مومن بلخی اور مولانا زمانی حسن قبادیانی اور اقضی القضاۃ مولانا تونکر نے ایک درویش کے ہمراہ چند تحفے اور خطوطِ نیازمندانہ آنجناب کی خدمت میں روانہ کئے تھے۔ درویش صفاکیش نے سب کی درخواستیں آنجناب کی خدمت میں پہنچائیں۔ اس کے بعد اُس نے پیر محمد مومن بلخی کا پیغام عرض کیا کہ انہوں نے بعد ادائے شرائطِ نیازمندی یہ عرض کیا ہے کہ کبرِ سن و مسافتِ بعیدہ مانع نہ ہوتے تو میں آپ کی خدمت میں پہنچتا۔ اور بقیۂ عمر آپ کی ملازمت میں بسر کرتا اور انوار احوالِ بلند سے جس کو کہ نہ آنکھوں نے دیکھا اور نہ کانوں نے سُنا اقتباس کرتا۔ پس التماس یہ ہے کہ آنجنابؒ ان موانعات کا لحاظ فرما کے فقیر کو اپنے مخلصوں میں شامل کرکے افاضاتِ غائبانہ کے ساتھ اس فقیر کے حال پر جو بظاہر مہجور ہے اور باطن میں آپ کے حضوری میں ہے۔ متوجہ رہیں۔ اور اُس درویش نے یہ بھی کہا کہ مجھ کو فرمایا ہے کہ تو میری جانب سے اُن کے ہاتھ پر بیعت کرنا۔ پس اُس نے آنحضرت کے ہاتھ پر پیر صاحب موصوف کی جانب سے بیعت کی اور رخصت ہوتے وقت التماس کیا کہ وہاں کے بزرگوں نے آپ کے معارفِ علیہ سُنے ہیں۔ اور کامل شوق کے ساتھ التماس کیا ہے کہ ایک مکتوب متضمن بر دقائق علیہ روانہ کیا جائے۔ نہایت کرم ہوگا۔ آنجنابؒ نے دعائیہ دو کلمے اس کو لکھ کر دیدئے۔ بعض بزرگوں نے جو دیارِ بلخ اور ماوراء النہر سے ہندوستان آئے تھے کہا کہ ہم قدوۃ العرفا میر صاحب موصوف کی صحبت میں تھے۔ جب آنجنابؒ کے معارف وہاں پہنچے۔ تو اُن کے مطالعے سے مسرور ہو کر انہوں نے رقص کیا اور فرمایا کہ اگر سلطان العارفین اور سید الطائفہ اس وقت ہوتے تو اس بزرگ کی غاشیہ برداری کرتے +

قدسیہ۔ آنجنابؒ کے مخلص ایک سید زادہ صالح خداپرست نے فقیر سے بیان کیا کہ ایک روز اس طائفہ کے ایک منکر نے کہا کہ آنجنابؒ کہتے ہیں کہ اگر خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ اس وقت ہوتے تو میری خدمت کرتے۔ مجھے اس کلام کے سُننے سے حیرت ہوئی۔ اور میں نے کہا کہ معاذ اللہ حضرت نے ایسا نہ فرمایا ہوگا آپؒ کا طریق یہ ہے کہ ایسے کلمات زبان سے نہ نکالیں۔ اتفاقاً اس زمانہ میں مرض طاعون میں

گرفتار ہؤا۔ اور شدتِ مرض کی حالت میں ایک رات خواب میں دیکھا۔ کہ ملائکہ میری قبضِ روح کے لئے آسمان سے اُتر رہے ہیں +

اس اثنا میں حضرت بہاؤ الدین نقشبند قدس سرّہٗ ظاہر ہوئے اور ملائکہ سے خطاب کر کے فرمایا کہ اس سیّدزادہ کو زندگی بخشی گئی ہے۔ تم واپس ہو جاؤ۔ قابضانِ ارواح نے پوچھا کہ اس کا سبب کیا ہے۔ فرمایا کہ اگر وہ عالم سے چلا جاتا تو تین شخص کافر ہو جاتے۔ اس کے بعد مجھ سے فرمایا کہ اگرچہ آنجناب نے کبھی ایسا نہیں کہا جیسا کہ یہ معترض کہتا ہے۔ مگر آپ کا درجہ ہم سے زیادہ بلند ہے +

**درجہ** ۔ اُسی سیّدزادہ کا بیان ہے کہ ایک رات حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو میں نے واقعہ میں دیکھا کہ گویا آپ ایک راستہ سے کہیں تشریف لے جا رہے ہیں۔ اور آپ کے سامنے ایک فوج ہے۔ اور علمہائے شاہانہ آگے آگے جا رہے ہیں۔ اور آپ کے پیچھے بھی ایک فوج ہے اور بادشاہوں کی طرح آپ جاہ و جلال و حشمت و عظمت کے ساتھ تشریف لے جا رہے ہیں۔ اور میں آپ کے قریب چل رہا ہوں۔ اس اثنا میں ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تیرے باپ دادے سلسلۂ چشتیہ میں ارادت رکھتے تھے۔ تو نے کیوں سلسلہ نقشبندیہ اختیار کیا۔ کہ کتے کو روٹی کا ٹکڑا جہاں مل جاتا ہے وہیں آرام پا لیتا ہے۔ اور وہاں سے دوسری جگہ نہیں جاتا۔ اُس نے کہا کہ طریقہ حضرت خواجہ معین الدینؒ اور آنجنابؒ میں تو نے کیا فرق دیکھا۔ جو اُن کی صحبت کو اختیار کیا اور اپنے آبا و اجداد کے شیوخ سے الگ ہو گیا۔ میں نے کہا کہ آنجناب اور مشائخین آبا و اجداد میں اتنا فرق ہے۔ جتنا کہ حضرت حبیب اللہ اور حضرت کلیم اللہ علیہما السلام میں۔ کیا تو نے نہیں سُنا ؎

موسےٰ زہوش رفت بیک پرتوِ صفات
تو عین ذات می نگری در تبسّمے

حضرت خواجہ معین الدین قدس سرّہٗ نے اُس سے عتاب کے ساتھ خطاب کر کے فرمایا کہ اُس سے کچھ مت کہو کہ اس کا پیر غایت درجہ رسوخ اور استقامت رکھتا ہے +

# جھپّہ
## حضرت چہارم

آپ کے بعض مراتب و مقامات خاصہ و درجات عالیہ کے بیان میں جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اولیا میں مخصوص فرمایا:۔

درجہ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اخص خواص کیا۔ اور علماء راسخین میں سے بنایا اور اس گروہ اقل قلیل میں کہ بوراثت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم محرم اسرار متشابہات قرآنی اور مقطعات فرقانی ہیں۔ بنایا۔

چنانچہ آنجناب نے خود تحریر فرمایا ہے کہ یہ فقیر مدتوں تک متشابہات قرآنی کو علم حضرت حق سبحانہ پر مفوض کرتا رہا۔ اور علماء راسخین میں سوائے ایمان بر متشابہات کے کچھ اور حصہ نہ پاتا تھا۔ اور جو تاویلات کہ بعض علماء صوفیہ نے بیان کی ہیں انکو لائق ان متشابہات کے نہیں جانتا تھا۔ اور ان تاویلات کو ایسے اسرار میں سے جو قابل خفا ہوں تصور نہ کرتا تھا۔ چنانچہ عین القضاۃ نے الف، لام، میم سے الم مراد ہے جو بہ معنی درد لازم محبت کے ہے۔ اور مثل اس کے اور دوسری تاویلیں۔ آخرکار اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ایک شمہ تاویلات متشابہات کا فقیر پر ظاہر کیا۔ اور ایک نہر اس بحر محیط کی اس مسکین کی زمین استعداد پر کشادہ کی گئی۔ اس وقت معلوم ہوا کہ علماء راسخین کو تاویلات متشابہات و مقطعات میں نصیب وافر حاصل ہے۔ اسی طرح بعض علما نے وجہ سے ذات مراد لی ہے۔ اور ید سے قدرت یہ تاویل بھی درست نہیں ہے۔ بلکہ اُن کی تاویل اسرار غامضہ سے ہیں اور اخص الخواص اُن سے ممتاز ہیں۔ حروف مقطعات کا بیان کیا جائے کہ ہر حرف اُن کا اسرار خفیہ عاشق و معشوق کا ایک دریائے مواج ہے اور رموز دقیقہ محبوب سے ایک رمز غامض ہے آیات محکمات اگرچہ اُمہات کتاب ہیں مگر اُن کے نتائج اور ثمرات آیات متشابہات ہیں اور مقاصد کتاب متشابہات ہیں۔ اُمہات وسائل سے زیادہ نہیں ہیں۔ عالم راسخ وہ شخص ہے جو متشابہات کو محکمات کے ساتھ جمع کرے اور حقیقت کو صورت میں لاسکے۔ جو شخص علم محکمات کے بغیر جانے اور مقتضائے محکمات پر بغیر عمل کئے تاویلات متشابہات ڈھونڈے

اور صورت کو ترک کر کے حضرت کی تلاش میں دوڑے وہ جاہل ہے اور اپنے جہل سے بے خبر وہ گمراہ ہے اور اپنی گمراہی سے بے علم ۔

یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ علم متشابہات مخصوص ہے ساتھ رسولوں کے علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات اور امت کا ایک گروہ اقل قلیل بطور تبعیت و وراثت کے اس علم سے حصہ پاتا ہے ۔ ان پر اس عالم میں جمال متشابہات سے برقع مٹا دیا جاتا ہے ۔ اور امید ہے کہ عالم آخرت میں امت کا ایک گروہ کثیر بہ تبعیت مرسلین اس دولت سے ہدایت پائیگا اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اس عالم میں بھی اس گروہ اقل کے سوا جائز ہے ۔ کہ اوروں کو بھی اس دولت سے مشرف کریں ۔ مگر حقیقت معاملہ کا علم نہ دیا جائیگا ۔ اور تاویل کو منکشف نہ کیا جائیگا ۔ احتمال جائز ہے کہ تاویل متشابہات بعضوں کو حاصل ہو مگر ان کو یہ نہ معلوم ہوا کہ اس کا مطلب کیا ہے ۔ کیونکہ متشابہات کنایہ ہیں معاملہ سے ۔ ممکن ہے کہ معاملہ حاصل ہو ۔ اور اس معاملہ کا علم حاصل نہ ہو ۔ یہ بات صرف متشابہات کی ایک فرد کی بابت ہے ۔ اوروں کی بات علیحدہ ہے ۔ انتہے ۔

ایک دن حضرت مخدوم زادہ عالم ربانی عارف سبحانی نورانئم قیوم خواجہ محمد معصوم سلمہ اللہ سبحانہ نے اس فقیر سے خلوت میں فرمایا کہ آنجناب پر اسرار اور رموز متشابہات و مقطعات منکشف ہوئے ہیں ۔ جب اظہار اسرار کے لئے التماس کیا جائے تو فرماتے ہیں ۔ کہ شیطان دشمن قوی ہے اور ہمیشہ اظہار اسرار کی جستجو میں مشغول رہتا ہے کہ اگر ان معاملات کے مکاشفات کو زبان پر لایا جائے تو استراق سمع کر کے فوراً افشا کریگا خدائے پاک نے ان علما کو جو اس معاملہ تک پہنچے ہیں ۔ راسخین فرمایا ہے ۔ پس باعتبار رسوخ کے معاملہ کے چھپانے کے لئے مجبور ہیں ۔ جس کو آگاہ کیا گیا ۔ اس کو مستور بھی کہا گیا ہے ۔ میں نے عرض کیا کہ آنجناب اس امر پر قادر ہیں ۔ کہ شیاطین کو محل بیان سے دفع کر دیں ۔ اور اپنے اطراف سے ان کو نکال دیں تاکہ استراق سمع نہ کر سکے جب ہمارا اصرار اور التماس حد سے زیادہ ہو گیا ۔ تو آنحضرت ایک حرف کے اسرار ظاہر کرنے پر مامور ہوئے ۔ اور وہ حرف قٓ ہے ۔ اس حرف کو بیان فرمایا ۔ اور اس وقت ہمارے ہوش لے لئے گئے تھے ۔

درجہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو مجدد الف ثانی بنایا ۔ چنانچہ حضرت نے

خود اس معاملہ کی تصریح فرمائی ہے اور ایک مکتوب میں اپنے علم اور معارفِ خاصہ کی تحریر کے بعد لکھا ہے کہ :-

یہ علوم مشکاتِ انوارِ نبوت سے مقتبس ہیں علےٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام والتحیۃ کہ بعد تجدید الف ثانی کے بلحاظِ تبعیت و وراثت تازہ ہوئے اور تازگی سا تھ ظاہر ہوئے ہیں۔ ان علوم و معارف کا مالک مجددِ الف ثانی ہے۔ چنانچہ جن لوگوں نے اس کے علوم معارف کو جو ذات و صفات و افعال حق سے متعلق ہیں۔ اور احوال و مواجید و ظہورات پر مشتمل ہیں دیکھا ہے بخوبی اُس پر روشن ہے کہ یہ علوم و معارف علوم علما اور معارفِ اولیا کے علاوہ ہیں بلکہ اُن کے علوم بہ نسبت علوم مجددیہ کے پوست ہیں۔ اور وہ مغز ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دینے والا ہے ؛

واضح ہو کہ ہر صدی کے ابتدا میں ایک مجدّد گذرتا ہے۔ مگر مجدد صدی الگ ہے اور مجدد ہزار الگ جو فرق کہ سو اور ہزار میں ہے ان کے مجددوں میں بھی وہی فرق ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ۔ مجدّد ہزار وہ ہے کہ جو کچھ اس مدت میں فیض اور برکتیں امتوں پر پہنچتے ہیں۔ اُسی کے توسط سے پہنچتے ہیں۔ اگرچہ کہ اقطاب و اوتاد اور بدلا اور نجبا موجود کیوں نہ رہیں ؛ فقط

حضرت نے اور بھی کئی مکتوبوں میں اس طرح تحریر فرمایا ہے :-

اے فرزند! یہ وہ وقت ہے کہ پہلی امتوں میں ایسے وقتِ ظلمت میں ایک پیغمبر اولی العزم مبعوث کیا جاتا تھا اور شریعت جدیدہ کی تعلیم دیتا تھا۔ اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خیر الامم ہے اور اس کے پیغمبر جناب خاتم الرسل علیہ علےٰ آلہ الصّلوٰۃ والسّلام ہیں۔ اس لئے اس کے علما کو مرتبہ انبیا بنی اسرائیل دیا گیا ہے اور بجائے انبیا کے اولیا پر اکتفا کیا گیا ہے۔ لہٰذا ابتدائے ہر صدی میں علماء اُمت سے ایک کو مجدد کا رتبہ دیا جاتا ہے تاکہ احیاءِ شریعت کریں۔ علے الخصوص ہزار سال کے بعد کہ اُمم سابقہ میں نبی اولی العزم کی بعثت ہوا کرتی تھی۔ اور عام پیغمبر پر اکتفا نہیں کی جاتی تھی۔ ایسے وقت میں ایک عالم عارف کامل المعرفۃ کی اس اُمت میں ضرورت ہے جو اُممِ سابقہ کے نبی اولی العزم کا قائم مقام ہو سکے ؛

دوسری جگہ اسی بارہ میں تحریر فرمایا ہے کہ اِس امت کی آخریت کی ابتداء

وفاتِ آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہزار سال گزرنے کے بعد سے ہے۔ کیوں کہ معنیٔ الف کی تغیرِ امور میں خاصیت عظیم ہے اور تبدیلِ اشیا میں تاثیر قوی چونکہ اس اُمت میں نسخ اور تبدیل نہ تھی۔ اِس لئے نسبتِ سابقہ تازگی اور رونق کے ساتھ متاخرین میں جلوہ گر ہوئی۔ اور تائیدِ شریعت اور تجدیدِ ملت الف ثانی میں فرمائی گئی۔ اِس پر گواہِ عادل حضرت عیسےٰ علےٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان ہیں ؎

فیضِ روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد

ترجمہ۔ رُوح القدس کا فیض اگر پھر کچھ مدد کرے۔ تو دوسروں سے بھی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا معجزہ ظاہر ہو سکتا ہے ✦

اے برادر! یہ کلام آج کل اکثر خلائق پر گراں ہے اور اُن کے عقول سے دُور ہے لیکن اگر انصاف ایک دوسرے کے علوم و معارف کا موازنہ کریں اور احوال کی صحت و سُقم مطابقتِ علوم شریعت اور عدم مطابقت ملاحظہ کریں اور تعظیم و توقیر شریعت و نبوت کو دیکھیں کہ کس میں زیادہ ہے۔ تو کیا تعجب ہے کہ اِس تعجب سے نکل جائیں تم نے دیکھا ہوگا کہ فقیر نے اپنے کتب و رسائل میں لکھا ہے۔ کہ طریقت اور حقیقت خادمانِ شریعت ہیں۔ اور نبوت ولایت سے افضل ہے۔ اگرچہ ولایت نبی کیوں نہ ہو۔ اور لکھا ہے کہ کمالاتِ ولایت کی بمقابلہ کمالاتِ نبوت کے کچھ قدر نہیں ہے۔ کاشکے بمقابلہ دریائے محیط کے ایک قطرہ کی نسبت ہوتی۔ اسی طرح بہت کچھ تحریر کیا ہے خصوصاً مکتوب بیانِ طریق میں ملاحظہ کیا جائے۔ مقصود اس گفتگو میں اظہارِ نعمت حق سُبحانہٗ ہے۔ اور ترغیب اس طریق کے طالبوں کی ہے۔ اوروں پر اپنی فضیلت کرہ ہرگز مقصود نہیں ہے اللہ تعالےٰ کی معرفت اس پر حرام ہے۔ جو اپنے آپ کو کافر فرنگ سے بہتر جانتا ہو۔ پھر اکابر دین کے ساتھ کیا مناسبت۔

## نظم

ولے چوں شہ مرا بردا شت از خاک
سزد گر بگذرا نم سر ز افلاک

من آں خاکم کہ ابرِ نو بہاری
کند از لطف بر من قطرہ باری

اگر بر روید از تن صد زبانم
ادائے شکر لطفش کے توانم

ترجمہ۔ مگر جب بادشاہ نے مجھ کو خاکساری سے عروج بخشا ہے۔ تو میری سرفرازی اگر

آسمانوں سے بڑھ جائے۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ پھر بھی میں وہی خاک ہوں جس پر خدا کی رحمت کا ابر نو بہار ہمیشہ برسا رہا ہے۔ اگر میرے بدن سے سوزبانیں پیدا ہو جائیں تب بھی تیری مہربانیوں کا شکر ادا نہیں ہو سکتا +

**درجہ** - فرماتے ہیں کہ وہ علوم کہ مقام فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے متعلق ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی عنایت سے مجھ پر منکشف فرمائے۔ اور یہ بھی ظاہر کیا کہ وجہ خاص ہر شئے کی کیا ہے۔ اور سیر فی اللہ کے کیا معنی ہیں۔ اور تجلّی برقی کیا چیز ہے اور محمدی المشرب کون ہے اور اس کے مماثل باتیں اور ہر ایک مقام پر اس کے لوازم اور ضروریات بتائے گئے۔ اور اس طرح سے مقامات مذکورہ کی سیر کرائی گئی۔ ایسی بہت کم چیزیں ہونگی جن کی کہ اولیاء اللہ قدس سرہم نے نشان دہی کی ہو۔ اور وہ راہ میں چھوڑ دی گئیں۔ اور نہ بتائی گئیں ہو قبل من قبل بلا علۃ۔ مقبول ہو گیا وہ شخص جس نے اس کو بلا چون و چرا کے قبول کیا +

**درجہ** حضرت نے تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے محض اپنی عنایت بےغایت سے مدارج کمالات میں ترقی عطا فرمائی جو کہ مقاماتِ اولیا اور شہدا سے بالاتر ہے۔ اور اُن کی ولایت اور شہادت کے ساتھ ایسی نسبت ہے۔ جیسے کہ نسبت تجلّیِ صوری کی تجلّی ذاتی کے ساتھ ہیں +

مقام شہادت کے اوپر مقام صدیقیت ہے اور جو فرق کہ ان دونوں مقاموں میں ہے۔ وہ نہ عبارت میں آسکتا ہے اور نہ اشارہ سے ادا کیا جا سکتا ہے مقام صدیقیت سے بلا فاصلہ مقامِ نبوت ہے علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات۔ مقام صدیقیت اور نبوت کے درمیان اور کوئی مقام ہو ہی نہیں سکتا۔ بلکہ محال ہے جو کہ کشف صریح سے معلوم ہوا ہے۔ اور جو کچھ بعض اولیاء اللہ نے دو نو مقاموں میں واسطہ ثابت کیا ہے۔ اور اس کا نام مقام قربت رکھا گیا ہے۔ اس سے بھی مشرف کیا گیا۔ اور اس مقام کی حقیقت سے اطلاع دی گئی۔ توجہ بسیار اور تضرع بے شمار کے بعد اوّلاً تو وہی نور جو بعض اکابر نے بیان کیا ہے۔ ظاہر ہوا۔ مگر آخر کار حقیقت معلوم کرائی گئی۔ اس میں شک نہیں کہ یہ مقام عروج کے وقت حصول صدیقیت کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ مگر اُس کے واسطہ ہونے میں تامل ہے۔ مقام قربیت بہت بلند ہے۔ اور منازل عروج میں اس سے اوپر کوئی مقام نہیں ہے۔ اور نزائد بیت وجود بر ذات جلّ و علا اسی مقام میں ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ اہل حق

کے نزدیک یہ امر ثابت شدہ ہے۔ شکر اللہ تعالیٰ سعیہھم۔ یہ وجود بھی راستہ میں رہ جاتا ہے اور اس سے اوپر عروج واقع ہوتا ہے ❖

ابو المکارم رکن الدین شیخ علاؤ الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بعض تصنیفات میں فرمایا ہے کہ عالم الوجود سے بالا عالم الملک الودود ہے۔ اور مقام صدیقیت مقام بقا ہے کہ عالم کی طرف رخ رکھتا ہے۔ اس سے بالا مقام مقامِ نبوت ہے۔ اس میں کمالِ صحو اور کمالِ بقا ہے۔ مقام قربیت کی دونو مقاموں کے بیچ میں برزخیت کی حیثیت نہیں ہے کہ اس کا رخ تنزیہ صرف کی طرف ہے۔ جو عروجِ محض ہے پس دونوں میں کتنا بڑا فرق ہے ؎

درپس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند　　آنچہ استادِ ازل گفت ہماں میگویم

ترجمہ۔ مثالِ طوطی ہم کو آئینہ کے پیچھے بٹھا دیا گیا ہے۔ جو کچھ کہ استادِ ازلی کا ارشاد ہوتا ہے۔ وہی ہم بولتے ہیں ❖

علوم شرعیہ نظریہ استدلالیہ کو بدیہی اور کشفی بنایا گیا ہے۔ اور نظریت سے ضروریت کی طرف لایا گیا ہے ❖

درجہ۔ یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ استطاعت مع الفعل منکشف ہو گیا ہے۔ فعل سے زیادہ قدرت نہیں رکھتا ہے۔ اور قدرت فعل کے ساتھ ہی ساتھ بخشتے ہیں اور سلامتی اسباب اور اعضا کے لحاظ سے تکلیف دیجاتی ہے جس طرح کہ علما اہل سنۃ نے ثابت کیا ہے ❖

حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہٗ اسی مقام میں تھے۔ اور حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہٗ کو بھی اس مقام میں حصہ حاصل ہے۔ اور اس سلسلۂ علیہ کے بزرگوں میں سے حضرت خواجہ عبد الخالق قدس سرہٗ کو اور مشائخ متقدمین میں سے حضرت معروف کرخی اور حضرت امام داؤد طائی قدس سرہٗ اور حضرت خواجہ حسن بصری اور حبیب عجمی قدس سرارہم کو ❖

درجہ۔ تحریر فرمایا ہے کہ فقیر کو اس راستہ کی ہوس پیدا ہوئی عنایت الٰہی جل سلطانہ نے اس کو ایک خلیفۂ خاندانِ حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم کی مدت میں پہنچایا۔ اور وہاں سے ان بزرگواروں کا طریق اخذ کر کے اس بزرگ کی صحبت میں رہا۔ جن کی توجہ کی برکت سے جذبۂ خواجگان جو کہ صفتِ قیومیت میں استہلاک سے پیدا

ہوتا ہے۔ اس کو حاصل ہوا اور طریق اندراج النہایت فی البدایت سے بھی حصہ ملا۔ اس جذبہ کے بعد اُس کا کام سلوک سے متعلق ہوا اور اس اسم کی تربیت سے روحانیت حضرت اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ نے انتہا تک پہنچایا۔ یعنی اس اسم تک جو اس کا رب تھا اور اس اسم کی قابلیت اولیٰ تک جو متحجر بحقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ ہے۔ روحانیت حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ اسرارہم کی مدد سے عروج کیا۔ اور وہاں سے روحانیت حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی دستگیری سے ان بزرگوں کی قابلیت سے اوپر استقلال نصیب ہوا۔ اور وہاں سے اس مقام تک جو اس قابلیت سے بالا ہے۔ اور وہ قابلیت گویا تفصیل ہے اس مقام کی اور یہ اس کا اجمال ہے۔ یہ مقام قطب محمدیہ کا مقام ہے۔ روحانیت حضرت خاتمیت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کی ترتیب سے ترقی واقع ہوتی ہے۔ اس مقام پر وصول کے وقت کسی قدر امداد روحانیت حضرت خواجہ علاؤ الدین عطارؒ سے کہ خلیفہ تھے حضرت خواجہ نقشبندؒ کے اور قطب ارشاد تھے اس درویش کو پہنچی۔ عروج اقطاب کی انتہا اسی مقام تک ہے۔ اور دائرہ ظلیت اسی مقام پر منتہی ہو جاتا ہے اس کے بعد یا اصل خالص ہے۔ یا ممتزج بظل۔ افراد اولیاء کی ایک جماعت اس دولت سے ممتاز ہے بعض اقطاب کو بواسطہ مصاحبت افراد کے مقام ممتزج تک عروج واقع ہوتا ہے۔ اور ناظر اصل ممتزج بظل ہو جاتا ہے مگر وصول باصل خالص یا اس پر نظر کرنا بقدر تفاوت مراتب افراد کا خاصہ ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ یہ اللہ کا فضل ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور وہ صاحب فضل عظیم ہے۔

اُس درویش کو قطبیتِ ارشاد کی خلعت مقامِ اقطاب پر واصل ہونے کے بعد اُس سرورِ دین و دنیا علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے عنایت ہوئی۔ اور اس منصب سے سرفراز کیا گیا۔ اس کے بعد پھر عنایتِ الٰہی جل شانہٗ اس فقیر کے شامل حال ہوئی۔ اور مقام اقطاب سے متوجہ فوق کیا گیا۔ اور ایک اصل متضمن بر دو تنامیہ ہوئی جس طرح کہ تمام سابق میں حاصل ہوئی تھی۔ اور وہاں سے مقام اصل پر ترقی دے کر اصل الاصل پر پہنچایا گیا۔ اس عروج اخیر یعنی عروج در مقامات اصل میں روحانیت حضرت غوث اعظم محی الدین شیخ عبد القادر سے مدد حاصل ہوئی قدس اللہ سرہ العزیز۔

اور قوتِ تصرف سے اس مقام سے گذار کر اصل الاصل پر واصل کیا گیا اور وہاں سے عالم کی طرف واپس کیا گیا۔ جس طرح کہ ہر مقام سے واپس کیا جاتا تھا +

نیز اس درویش کو مایۂ نسبت فردیت جس کے ساتھ عروج اخیر مخصوص ہے اپنے پدر بزرگوار سے حاصل ہوئی تھی۔ اور پدر بزرگوار نے ایک بزرگ سے حاصل کی تھی جو صاحب جذبۂ قویہ اور خوارق و کرامات میں مشہور تھے +

نیز اس فقیر کو علوم لدنی روحانیت حضرت خضر علٰے نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ سے حاصل ہوتے رہے جب تک فقیر مقام اقطاب سے آگے نہ بڑھا تھا۔ مگر اس مقام سے گذرنے کے بعد سے حصول ترقیات عالیات اور اخذ علوم اپنی حقیقت سے ہوتے رہے اور اپنے آپ میں خود بخود پا رہا ہے۔ غیر کی مجال نہیں ہے کہ اس کا کچھ دخل درمیان میں ہو سکے +

درجہ ۸ ۔ فرماتے ہیں کہ فقیر کو نزول یعنی سیر عن اللہ باللہ کے وقت مشائخین سلاسل کے مقامات پر بھی عبور ہوا۔ اور ہر مقام سے حصۂ کامل حاصل ہوا۔ اور اس مقام کے مشائخ میرے کام میں میرے ممد اور معاون ہوئے۔ اور اپنی نسبتوں کے خلاصے عطا فرمائے۔ اوّلاً مقاماتِ اکابر چشتیہ قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم پر عبور واقع ہوا۔ اور ان کے مقام سے حصۂ کامل عطا ہوا۔ ان مشائخین میں سے روحانیت حضرت قطب الدین قدس سرہٗ نے اوروں سے زیادہ امداد فرمائی۔ بیشک آپ اس مقام شانِ عظیم رکھتے ہیں۔ اور اس مقام کے رئیس ہیں +

اس کے بعد مقام مشائخین کبرویہ قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم پر گذر ہوا۔ یہ دو مقام کبرویہ چشتیہ بلحاظ عروج کے مساوی ہیں۔ لیکن مقام کبرویہ بوقت نزول مقام چشتیہ کے جانب راست واقع ہوتا ہے۔ اور مقام چشتیہ اس کے جانب چپ میں رہتا ہے۔ مقام کبرویہ ایک شاہراہ ہے کہ بعض اکابر اقطاب ارشاد اسی رستہ سے مقام فردیت تک جاتے۔ اور مقام نہایت النہایت تک واصل ہوتے ہیں۔ افراد محض کے لئے دوسرا راستہ ہے کہ قطبیت کے اس رستہ سے نہیں گذر سکتے۔ یہ مقام مقامِ صفات اور مقام چشتیہ کے مابین واقع ہوا ہے۔ گویا یہ مقام برزخ ہے دونو مقاموں میں اور مقامِ اول شاہراہ کے دوسری طرف واقع ہے اور صفات سے مناسبت کم رکھتا ہے +

اس کے بعد مقام اکابر سہروردیہ پر کہ شیخ شہاب الدین قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم کی طرف منسوب ہیں، گذر ہوا۔ یہ مقام نورِ اتباعِ سُنّت علیٰ مصدرہا الصّلوٰۃ والسلام والتحیۃ سے متحلّٰی اور نورانیت مشاہدۂ فوق الفوق سے متزین ہے۔ توفیق عباداتِ نافلہ اس مقام کی رفیق ہے۔ بعض سالکانِ ناقص کہ عباداتِ نافلہ میں مشغول ہیں اور اسی میں راحت پاتے ہیں۔ اس مقام سے بواسطہ مناسبت نصیب پاتے ہیں۔ اور بالاصالت عباداتِ نافلہ اس مقام کے مناسب ہیں۔ یہ نورانیت جو اس مقام میں مشہود ہوتی ہے اور مقامات میں کم ہے مشائخ سہروردیہ بسبب کمالِ اتباع کے عظیم الشّان اور رفیع المکان ہیں اور اپنے ابناءِ جنس میں امتیازِ خاص رکھتے ہیں۔ اس کے بعد مقامِ جذبہ پر پہنچایا گیا۔ یہ مقام جامع جذبات بے اندازہ ہے پھر یہاں سے بھی نزول کرایا گیا۔ مراتبِ نزول کی انتہا مقامِ قلب پر ہے۔ جو حقیقت جامع ہے اور ارشاد و تکمیل اسی مقام میں نزول کرنے سے متعلق ہے۔ پس اس مقام میں نزول کرنے کے بعد تمکین پیدا ہونے سے قبل پھر عروج واقع ہوا اُس وقت اصل کو بھی ظل کی طرح چھوڑ دیا گیا اور اس عروج کے ذریعے سے جو کہ مقام قلب سے واقع ہوا مقام تمکین میں حاصل ہو گیا۔

درجہ۔ آپ نے اپنے کمالات کی اس طرح خبر دی ہے کہ قطب ارشاد جو جامع کمالِ فردیت بھی ہو بہت نادر الوجود ہے۔ قرون بسیار و ازمنہ بے شمار کے بعد ایسا گوہر ظہور میں آتا ہے۔ عالمِ تاریک اس کے نورِ ظہور سے منور ہو جاتا ہے اس کا نورِ ارشاد و ہدایت تمام عالم کو شامل ہوتا ہے۔ محیطِ عرش سے مرکز فرش تک جو کچھ رُشد و ہدایت اور ایمان و معرفت حاصل ہوتی ہے اُسی کے واسطہ سے ہوتی ہے اور اسی سے مستفاد ہوتی ہے بے واسطہ اُس کے کوئی شخص اس دولت کو نہیں پہنچ سکتا گو اس کا نورِ ہدایت ایک دریا ہے کہ تمام کو محیط اور منجمد ہے کہ اصلاً حرکت نہیں رکھتا۔ جو شخص اس بزرگ کی طرف متوجہ ہے اور اس کے ساتھ اخلاص رکھتا ہے یا خود وہ بزرگ متوجہ حال طالب ہو تو اُس کی توجہ کے وقت ایک روزن طالب کے دل میں کشادہ ہو جاتی ہے۔ اور وہ اُس راہ سے بقدر توجہ و اخلاص سیراب ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی وہ شخص کہ ذکر الٰہی میں مشغول ہے۔ اور اُس بزرگ کی طرف عدم واقفیت کی وجہ سے بالکل متوجہ نہیں ہے نہ انکار کی وجہ سے۔ تو ایسا ہی افادہ اس کو بھی حاصل ہوتا ہے۔ لیکن پہلی صورت میں

دوسری سے زیادہ افادہ ہو سکتا ہے لیکن وہ شخص کہ منکر اس بزرگ کا ہے یا وہ بزرگ اس سے ناراض ہے تو ہر چند ذکر الٰہی جلّ شانہٗ میں مشغول رہے مگر حقیقت میں وہ رشد و ہدایت سے محروم رہے گا کہ اس کا یہ انکار و آزار راہ فیض کو مسدود کر دیتا ہے بغیر اس کے کہ وہ بزرگ اس کو فیض نہ دینے کا یا اس کے ضرر کا قصد کرے حقیقت ہدایت اس سے مفقود ہو جاتی ہے۔ صرف صورت رشد باقی رہتی ہے اور ظاہر ہے کہ صورت بے معنی قلیل النفع ہے جو جماعت کہ اس بزرگ سے اخلاص و محبت رکھتی ہے ہر چند کہ توجہ مذکور اور ذکر سے خالی ہو مگر ان کو بواسطہ مجرد محبت نور ہدایت پہنچتا ہے۔

درجہ۔ آنجناب کو سات درجہ متابعت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت ؐ کے خصائص عظیمہ سے ہے مشرف کیا گیا۔ تفصیل سات درجوں کی آپ کے مکتوبات کے دفتر دوم کے پچاسویں مکتوب میں مذکور ہے وہاں ملاحظہ کریں۔

درجہ۔ آنجناب پر مشارب سعادات انبیا علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات اور ان کے مبادی تعینات اور ہر ایک کی نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ یعنی محبیت و محبوبیت و خلّت اور اسی طرح ان سالکوں کی جو کسی نبی کے زیر قدم ہوں مکشوف کی گئی تھی۔ نیز ان مشارب میں ہر ایک کا تفاوت قدم بھی ظاہر کیا گیا تھا۔

چنانچہ آپ فرماتے تھے کہ فلاں شخص ولایت موسوی ؑ میں اور فلاں ولایت عیسوی ؑ میں اور فلاں محمدی المشرب ہے اور فلاں قریب بہ نقطۂ مرکز فلاں ولایت اور فلاں قریب اس کے دائرہ کے ہے وامثال ذالک۔ یہ آنجناب کے خصائص عظیمہ اور مقامات جسیمہ سے ہے۔

درجہ۔ تعین وجودی کو اب تک کسی عارف نے اس کے متعلق لب کشائی نہ کی۔ آنجناب ؓ پر ظاہر کیا گیا اور اس مرتبہ بالغہ کے اسرار و برکات سے ممتاز کیا گیا۔ اس کی تفصیل مکتوب آنجناب ؓ کے جلد سوم کے مکتوب (۸۹) میں مذکور ہے۔

درجہ۔ آنجناب ؓ کو اسرار علوم قلوب خمسہ عطا فرمائے گئے تھے خصوصاً مرتبہ علیا سے جو قلب پنجم سے متعلق ہے۔ یہ مرتبہ مراتب قربیہ میں اعلیٰ اور منتہائے منازل ہے اور آنجناب کے خصائص سے ہے۔ آپ مرتبہ نہایت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فائض فرمائے گئے اور اس مقام پر کہ جس سے بالا اور کوئی مقام نہیں ہے

داخل ہو گئے۔ اور اقطاب و اوتاد کو داخل تحت ولایت آنجناب کیا گیا۔ چنانچہ آپ نے رسائل مبداء و معاد میں اس کا افادہ فرمایا ہے۔ کہ جب عارف اتم و اکمل اس مقام عزیز الوجود کے شہود پر پہنچ جاتا ہے تو یہ عارف تمام عوالم کا قطب بن جاتا ہے۔ اور یہ ولایت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دعوت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ سے مشرف ہوتا ہے۔ پس اقطاب و اوتاد اس کے دائرہ ولایت کے تحت داخل ہو جاتے ہیں۔ اور افراد و آحاد اور تمام فرق اولیاء اللہ اس کے انوار ہدایت میں متضمن ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ مقام مقام رسول اللہ اور ہدایت حبیب اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں تربیت یافتہ ہے۔ یہ نسبت شریفہ عزیز الوجود آحاد مرادین (یعنی خاص خاص محبوبین) کے لئے مخصوص ہے۔ مریدین یعنی عاشقین کے لئے اس کمال سے کچھ حصہ نہیں ہے۔ یہ مقام ایک نہایت عظمی اور غایت قصوی ہے۔ کہ اس سے بالا کوئی بزرگ کمال نہیں ہے اگر ایسے عارف کا ظہور ہزار برس میں بھی ہو جائے تب بھی نہایت غنیمت ہے۔ اس کی برکت ایک مدت مدیدہ اور اوقات بعیدہ تک پھیلی رہتی ہے۔ اس کا کلام دوا ہے۔ اور اس کی نظر شفا +

حضرت مہدی علیہ السلام میں بھی یہی نسبت شریفہ پائی جائیگی۔ یہ خدا کا فضل ہے۔ دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اور وہ صاحب فضل عظیم ہے +

**درجہ**۔ آنجناب قدس سرہٗ پر ہر سہ درجات ولایت یعنی ولایت صغرے اور ولایت کبرے اور ولایت علیا منکشف فرمائے گئے۔ اُن کی تفصیل حضرت نے اپنے مکتوبات میں فرمائی ہے +

**درجہ**۔ آنجناب قدس سرہٗ پر اسرار حقیقت قرآنی و کعبہ ربانی اور حقیقت بیت المقدس منکشف کی گئی۔ اور ظاہر کیا گیا کہ ہزار سال کے بعد حقیقت محمدی حقیقت احمدی کے ساتھ متحد ہو جائیگی۔ اس کی تفصیل حضرت نے خود تحریر فرمائی ہے +

**درجہ**۔ آنجناب قدس سرہٗ پر ظاہر کیا گیا کہ اس عالم میں اگرچہ رویت نہیں ہے مگر بے رویت کے بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ وہ دولت ہے کہ زمان صحابہ کے بعد کم لوگ اس دولت سے مشرف ہوئے ہیں۔ اگرچہ یہ کلام بعید از عقل معلوم ہوتا ہے۔ اور اکثر لوگ اس کو قبول نہ کرینگے۔ مگر ہم کو اظہار نعمت مقصود ہے۔ کوتہ اندیش اس کو قبول کریں یا نہ کریں۔ یہ نسبت حضرت مہدی علیہ الرضوان میں خاصکر بدرجہ اکمل ظہور پائیگی +

درجہ - اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق الیقین سے مشرف فرمایا عام صوفیہ کے نزدیک جو مرتبہ حق الیقین ہے وہ آپ کے نزدیک عین الیقین میں ہی داخل ہے۔ اس کے بعد حضرت نے تحریر فرمایا ہے کہ حق الیقین کی گفتگو تو سب کرتے ہیں اگر کہا جائے کہ سمجھادو عاجز رہتے ہیں۔ یہ معارف احاطۂ ولایت سے خارج ہیں! ارباب ولایت علمائے ظاہر کی طرح اس کے ادراک میں عاجز اور قاصر ہیں۔ یہ علم انوار مشکوٰت نبوت سے ماخوذ ہے کہ ہزار سال کے بعد یہ تبعیت و وراثت انبیا علیہم السلام تازہ ہوا ہے +

درجہ - آنجناب قدس سرہٗ پر سوائے جذبہ اور سلوک کے ایک اور طریق ظاہر کیا گیا۔ اس کو آنجنابؒ نے بالفاظِ اقتباس نبوت تعبیر کیا ہے اُس کی تفصیل آپ کے مکتوب (۳۱) میں مذکور ہے +

درجہ - آنجناب قدس سرہٗ کو کمالِ اتباع سرورِ کائنات علیہ و علےٰ آلہٖ الف الف صلوٰۃ والتسلیمات کے سبب سے ایسے مقام سے جو مقامِ اجتبا سے بالاتر ہے، ممتاز کیا گیا۔ چنانچہ حضرتؒ نے اس کی تفصیل مکتوب ۲ جلد دوم میں فرمائی ہے +

درجہ - آنجناب قدس سرہٗ کو خزانہ دار رحمت بنایا گیا چنانچہ مکتوب ۳۱ جلد اول میں بہ تذکرہ سرہا دو چشمی اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آپؒ کو مقام سابقین پر جو بالائے درجات اصحابِ یمین ہے، واصل کیا +

درجہ - اللہ تعالےٰ نے آپؒ کو مکلّم اور محدَّث (بفتح دال) بنایا چنانچہ حضرتؒ نے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے:-

واضح ہو کہ کلام حق مع البشر کبھی بالمشافہ ہوتا ہے اور یہ افرادِ انبیا علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات سے مخصوص ہے۔ اور کبھی بعض کامل پیروانِ انبیاؑ کے ساتھ بطور اتباع و وراثت ہوتا ہے۔ اور جب یہ کلام کسی ولی کے ساتھ کثرت سے ہونے لگے تو اُس کو محدَّث کہا جاتا ہے۔ جس طرح کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو کہا گیا۔ یہ کلام سوائے الہام اور القائے فی الروح کے ہے۔ اور اُس کلام سے بھی علاوہ ہے جو ملائکہ کے ساتھ خدا کا ہوتا ہے۔ ایسے کلام کے ساتھ انسان کامل مخاطب کہا جاتا ہے۔ جو عالمِ خلق اور عالمِ امر اور عالمِ روح اور عالمِ نفس اور آلۂ عقل اور خیال کا جامع ہو۔ اور اللہ تعالےٰ خاص کرتا ہے اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے اور وہ صاحبِ فضل عظیم ہے۔

درجہ۔ آنجناب قدس سرہ کو ولایت انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مشرف کیا گیا۔ اور ولایت ظلی کا ولایت اصلی کے ساتھ انصال بخشا گیا ہے۔

درجہ۔ آنجناب پر ایک سیر سوائے سیر آفاقی اور سیر انفسی کے منکشف کی گئی چنانچہ اُس کی تفصیل مکتوبات میں مذکور ہے۔

درجہ۔ آنجناب کو قطب الاقطاب ارشاد بتایا گیا کہ روئے زمین میں اور بالائے آسمان پر فیض اُسی کے توسط سے بشرط عدم انکار پہنچتا ہے۔ کیونکہ منکر محروم مطلق ہے۔

درجہ۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کے بعض مریدین کو آپ کے طفیل سے درجۂ قطبیت پر پہنچایا۔

درجہ۔ آپ قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ مجھ پر منکشف کیا گیا ہے۔ کہ یہ سلسلہ میرے فرزندوں کے ہاتھ میں قیامت تک باقی رہیگا۔

واضح ہو کہ آپ کے تمام مراتب کا شمار حوصلۂ کاتب اور احاطۂ قرطاس سے باہر ہے۔ اس لئے اتنے ہی پر اکتفا کیا گیا۔ اور کسی قدر آپ کے مراتب حضرت ششم میں بھی جو مکاشفاتِ آنحضرت قدس سرہٗ اور آپ کے بعض خلفا اور صحابہ کے حالات میں ہے ذکر کئے جائیں گے انشاءاللہ تعالےٰ۔

## حضرت پنجم

آپ کے وظائف طاعات اور اخلاق کے بیان میں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آنجناب قدس سرہ العزیز کا طریق موسم سرما و گرما و سفر و حضر میں یہ تھا۔ کہ بعد نصف شب کے بیدار ہوتے تھے۔ اور اس وقت کی مسنون دعائیں پڑھتے تھے۔ اس کے بعد استنجے کے لئے تشریف لیجاتے تھے اور بیت الخلا میں پہلے بایاں قدم داخل کرتے اُس کے بعد سیدھا پاؤں اور اس وقت کی ادعیہ مسنونہ پڑھتے اس کے بعد بغرضِ استنجا بیٹھتے اور زور بائیں پاؤں پر ڈالتے۔ پھر کلوخ طاق سے استنجا کرتے اس کے بعد پانی سے طہارت کرتے اُس کے بعد اُٹھ جاتے اور وضو کے لئے

قبلہ رو بیٹھتے اور کسی سے مدد نہ چاہتے۔ آفتابہ بائیں ہاتھ میں لیکر اوّلاً سیدھے ہاتھ پر پانی ڈالتے۔ پھر بائیں ہاتھ پر اُس کے بعد دونوں ہاتھ ملاکر دھوتے اور ہاتھ کی انگلیوں میں خلال ہتھیلی کی جانب سے کرتے اور کلّی کرنے کے وقت مسواک استعمال فرماتے۔ تین بار جانبِ راست اور تین بار جانبِ چپ اور تین بار زبان پر پھراتے اور اگر زیادہ کرتے تو سیدھی طرف کے پیچھے کے دانتوں پر بہرحال آپ ہر وضو میں مسواک بالالتزام فرماتے اور فراغت کے بعد مسواک کو جس طرح کہ کاتب قلم کو محفوظ رکھتے ہیں آپ بھی محفوظ رکھتے اور اکثر خادم کے سپرد کرتے۔ آپؒ کے اصحاب مسواک کو پگڑی کے پیچھے میں محفوظ رکھتے تھے اور کلّی کا پانی دُور پھینکتے تھے۔ اور جدا جدا پانی روئے مبارک پر بکمال آہستگی سے ڈالتے۔ اور پیشانی کے اوپر سے گراتے اور سیدھے ہاتھ کو سیدھی طرف کے رخسار پر کسی قدر پہلے اور بائیں ہاتھ کو بائیں رخسار پر کسی قدر بعد پھیرتے تھے تاکہ ابتدا بدستِ راست ہوسکے اور چہرۂ مبارک کے دھونے کے وقت دستار کج رکھتے تاکہ ربع سر کھلی رہے اور وہاں سے دھویا جائے اور اس طرح سے آپ پانی روئے مبارک پر ڈالتے کہ ایک قطرہ پانی کپڑے یا بدن پر نہ گرتا اور ہر مرتبہ میں باوجود خشکی کے ہاتھ منہ پر پھیرتے۔ کہ کوئی قطرہ باقی نہ رہ جائے کہ کپڑے پر ٹپکے۔ اس کے بعد سیدھا ہاتھ کہنی تک تین مرتبہ دھوتے اور ہر مرتبہ مکرر ہاتھ کہنی پر پھیرتے تاکہ کوئی قطرہ باقی نہ رہے۔ اسی طرح بائیں ہاتھ پانی انگلیوں کی طرف سے ڈالتے اور وہ پانی کہ مسح کے لئے سیدھے ہاتھ میں لیتے اور اس کو بائیں ہاتھ پر ڈالکر دور ڈالتے تاکہ زمین سے چھینٹے اُڑکر کپڑوں پر نہ پڑیں اور تمام سر کا مسح اگلے حصّہ سے پیچھے کے حصّہ تک کرتے تھے۔ وسطِ سر پر پشتِ انگشت سے مسح کرتے تھے۔ اور اطرافِ سر کا دونوں ہتھیلیوں سے اور اُن کو پیچھے سے آگے تک واپس لاتے تھے۔ اُس کے بعد اسی پانی سے کانوں کے اندر کا سبابہ سے اور کانوں کے باہر کا باطنِ نر انگشت سے مسح کرتے تھے۔ اس کے بعد پشتِ کف سے گردن کا مسح فرماتے اور سیدھے اور بائیں پاؤں کو تین تین مرتبہ دھوتے۔ معہ ٹخنوں اور پنڈلیوں کے کسی قدر حصّہ کے اور ہر مرتبہ اتنی دفعہ ہاتھ پھیرتے کہ خشک ہونے کے قریب ہوتے اور ادعیہ مسنونہ جو ہر عضو کے دھونے کے وقت مروی ہیں ہمیشہ تلاوت فرماتے اور فراغتِ وضو کے بعد بھی مسنون دعائیں

پڑھتے۔ اعضائے وضو کو کپڑے سے نہ پونچھتے ؛

اِس کے بعد لطیف اور نفیس کپڑے زیبِ تن فرماتے۔ اور نہایت تجمّل اور وقار کے ساتھ متوجہ ہوکر دو رکعت نماز ادا کرتے۔ اور باقی نمازِ تہجد طویل قرأت کے ساتھ ادا کرتے اکثر دو تین جزو قرآن مجید پڑھ لیتے تھے۔ کبھی عالمِ محویت میں نصف شب سے صبح تک ایک ہی رکعت میں گزار دیتے۔ جب خادم عرض کرتا کہ صبح ہوگئی تو رکعت دوم کو تخفیف سے ادا کر لیتے اور سلام پھیر دیتے ؛

اکثر اوقات بارہ رکعتیں یا کم و بیش بلحاظ وقت ادا فرماتے تھے۔ ہر دوگانہ کے بعد خشوع و خضوع کے ساتھ مراقبہ و استغراق میں مشغول ہوتے تھے۔ اور فراغت کے بعد سَو دفعہ استغفار اور دوسری دعائیں اور درود شریف پڑھتے اور صبح تک مراقب رہتے۔ یا کلمہ طیبہ میں مشغول رہتے۔ اور قبل صبح موافق سنّت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کسی قدر خواب فرماتے تاکہ تہجد بین النومین واقع ہو۔ اور قبل صبح بیدار ہوکر وضو کرکے گھر میں ادا فرماتے۔ اس کے بعد جانب قبلہ ہوکر دست راست زیر رخسارۂ راست رکھ کر خواب کرتے۔ معاً اٹھ کر متوجہ مسجد ہوتے ؛

آخر زمانہ میں اس استراحت کو بھی ترک فرمادیا تھا۔ پھر خود امامت فرماتے اور طویل سورتیں پڑھتے اور بجانب قوم یا راست و یا چپ مڑ کر دعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتے اور دعا کے بعد دونو ہاتھ اپنے منہ پر پھیر لیتے تھے ؛

مریدوں کے ساتھ حلقۂ ذکر میں بیٹھتے اور شغلِ باطن میں مشغول ہو جاتے یہاں تک کہ آفتاب بقدر ایک نیزہ کے بلند ہو جاتا۔ اثناء حلقہ میں کبھی حافظ صاحب سے قرآن مجید کو سماعت فرماتے۔ اس وقت نماز اشراق طویل قرأت سے ادا کرتے اور پھر دو رکعت ہلکی ادا کرتے۔ اس کے بعد دعاء استخارہ اور تتمۂ ادعیہ ماثورہ موقّتہ پڑھتے تھے۔ اس کے بعد خلوت میں جاتے۔ اور بمقتضائے حال کبھی تلاوت قرآن مجید اور کبھی ختم کلمۂ طیبہ میں مشغول ہوتے تھے۔ اور کبھی طالبوں کو الگ الگ طلب کرکے ہر ایک کی احوال پُرسی کرتے۔ اور موافق حال ہر ایک کو ارشاد فرماتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ اُن کے حالات موجودہ و آیندہ بیان فرماتے۔ اور تفصیل اس کی شرح فرماتے اور اُن کی تربیت فرماتے تھے۔ اور اسماءِ مقامات و کیفیات و وارادات سے آگاہ

فرماتے تھے۔ اور کبھی مخلصین احباب کو طلب فرما کر اپنے اسرارِ خاصہ اور معارفِ مکشوفہ بیان فرماتے تھے۔ اور اسرار کے پوشیدہ رکھنے میں نہایت سعی فرماتے۔ اور اثناء بیان معارف میں یہ محسوس ہوتا کہ القاء و اعطاءِ حال فرما رہے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا کہ جب معارف علیہ آپ کی زبان مبارک سے سنتے تو حضرت کی طرف توجہ سے اسی وقت اپنے آپ کو اس معرفت سے متصف پاتے۔ حضرت کی صحبتیں اکثر اصحاب اور غیر اصحاب کے ساتھ خاموشی کی ہوتی تھیں۔ اور مریدوں کو حضرت کے رعب و دہشت کی وجہ سے اس کی جرأت نہ ہوتی کہ دم لے سکیں۔ حضرت کی تمکین اس درجہ تھی کہ باوجود توارد و تکاثر اور ارادت متلونہ مختلفہ کے ہرگز آپ سے کوئی اثر تلوین کا ظاہر نہ ہوتا تھا۔ جوش و خروش اور نعرہ و فریاد کبھی آپ سے نہ دیکھے گئے۔ مگر اتفاقاً بعض اوقات آپ میں کیفیت گریہ پیدا ہوتی۔ اور پانی آنکھوں میں بھر آتا۔ اور کبھی اثناءِ تذکرہ حقائق میں آپ کے رخساروں کا رنگ متلون دیکھا گیا ہے +

اب ہم اصل کلام کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جب صحوۂ کبریٰ ختم ہو جاتا تو نماز چاشت کی آٹھ رکعتیں ادا فرماتے۔ اور پھر کھانا تناول فرماتے۔ کھانے کے وقت دیکھا گیا ہے کہ اکثر وقت درویشوں اور خادموں اور عزیزوں میں کھانا تقسیم فرمانے میں بہت سا وقت گزر جاتا۔ اس اثنا میں کبھی سرِ انگشت سے ایک آدھ نوالے لیتے اور کبھی ہاتھ طبق پر پہنچا کر منہ میں لیجاتے اور صرف لقمہ چکھ لیتے۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا کہ گویا آپ کو کھانے کی حاجت نہیں ہے صرف اس لئے کھاتے ہیں کہ کھانا سنّت ہے انبیا نے ترک نہیں کیا ہے۔ کھانے کے وقت آپ کی نشست موافق سنّت ہوتی۔ کبھی دو زانو اٹھا لیتے اور کبھی سیدھا پاؤں بائیں پاؤں پر اور زانوئے راست زانوئے چپ پر رکھتے تھے۔ فراغت طعام کے بعد اس وقت کی ادعیہ مسنونہ تلاوت فرماتے۔ اور کھانے کے بعد فاتحہ دینا رسوم عوام کے موافق آنجناب سے مروی نہیں ہے کہ سنت نہیں ہے۔ بعد از طعام بحکم سنّت قیلولہ فرماتے۔ اتنے میں آفتاب کا سایہ پھر جاتا اور مؤذن اذان کہتا۔ مؤذن کا لفظ اللہ اکبر اور آپ کی بیداری ایک ساتھ ہوتی تھی بے اختیار بقوت تمام فوراً اٹھ جاتے۔ اور اس میں ہرگز تاخیر نہ ہوتی تھی

اور سماع اذان کے وقت ہر کلمۂ اذان کا اعادہ فرماتے۔ مگر حیعلتین کے وقت لاحول پڑھتے تھے +

سماع اذان کے بعد دعا پڑھ کر فوراً اُٹھتے۔ اور وضو فرماتے اور نفیس کپڑے زیب تن فرما کر برآمد ہوتے تھے۔ اولاً دو رکعت نماز تحیۃ المسجد کی ادا فرماتے اس کے بعد چار رکعتیں سنت مؤکدہ ظہر ادا فرماتے۔ اتنے میں تکبیر اقامت ہوتی۔ خود امام ہوتے اور قرأت میں طوالِ مفصل سورتیں پڑھتے۔ فرضوں کے بعد صرف دعا اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ پڑھ کر برخاست فرماتے اور دو رکعت سنت مؤکدہ ادا فرماتے پھر چار رکعت سنت زائد ادا کرتے۔ پھر مسنون دعائیں بعد ادائے فرض کے تلاوت فرماتے +

اس کے بعد جانب قوم متوجہ ہو کر بیٹھتے اور مریدین حلقہ کرتے اور حافظ صاحب قرآن مجید پڑھتے۔ اور آپ دوستوں کے ساتھ متوجہ و مراقب رہتے۔ اس کے بعد ایک دو سبقوں کا درس دیتے +

اتنے میں عصر کا وقت ہو جاتا۔ نیا وضو کرنے کے لئے آپ برخاست فرماتے بعد گذرنے دو مثل اور سایہ اصلی کے عصر کے اول وقت مسجد میں تشریف فرما ہوتے۔ اور دو رکعت تحیۃ المسجد اور چار رکعتیں سنت عصر ادا فرماتے۔ اس کے بعد تکبیر ہوتی اور جماعت کثیر کے ساتھ فرض ادا ہوتے۔ اس کے بعد ادعیہ مسنونہ تلاوت فرماتے +

اس کے بعد کبھی رو بجانب قوم ہو کر بیٹھتے اور مریدین حلقہ کرتے اور حافظ صاحب قرآن مجید پڑھتے اور آنجناب و صحاب مراقب رہتے اس اثنا میں احوال اصحاب کی طرف باطناً متوجہ ہوتے۔ اور ان کی ترقی کے لئے توجہ فرماتے۔ اور کبھی دوسرے اعمال صالحہ میں مشغول ہو جاتے +

اس کے بعد اول وقت نماز مغرب ادا کرتے۔ پھر دو رکعتیں سنت مؤکدہ بلا تاخیر و سستی ادا کرتے۔ اس کے بعد چھ رکعتیں اوابین تین سلام اور قرأت طویل کے ساتھ ادا کرتے۔ اور اکثر قرأت اوابین میں سورۂ واقعہ اور سورۂ اخلاص مکرر تلاوت فرماتے +

نمازِ عشا شفق کی سفیدی دور ہونے کے بعد کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے

پاس شفق اسی کو کہا گیا ہے۔ اور وقت متفق علیہ بھی یہی ہے۔ مسجد میں آتے تھے۔
اولاً دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھتے۔ پھر چار رکعت سنت یا دو رکعت سنت ادا
فرماتے تھے۔ پھر چار رکعت فرض باجماعت ادا فرما کر صرف دعائے اللّٰھُمَّ اَنْتَ
السَّلَامُ پڑھ کر برخاست فرماتے۔ اور دو رکعت سنت مؤکدہ ادا کر کے چار رکعت
مستحب ادا فرماتے تھے۔ اس کے بعد وتر ادا کرتے۔ پھر سورۂ الم سجدہ کی تلاوت
فرماتے اور کبھی چار رکعت بعد فرض میں سورۂ سجدہ اور سورۂ تبارک الذی
اور سورۂ قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ پڑھتے تھے۔ اور کبھی صرف چار قل
پڑھتے۔ اور قرأت وتر میں اکثر سبح اسم اور قل یا ایھا الکافرون اور
قل ھو اللہ تلاوت فرماتے۔ اور دعا قنوت حنفی و شافعی کو جمع فرماتے۔ اور دونوں کے
جمع کرنے کو افضل فرماتے تھے۔ وتر کے بعد اولاً دو رکعت بیٹھ کر ادا فرماتے تھے اور
سورۂ اذا زلزلت الارض اور قل یا ایھا الکفرون قرأت فرماتے۔ مگر
آخر میں ان دو رکعتوں کی مداومت ترک فرما دی تھی۔ اور فرماتے کہ اس میں اختلاف ہے
اور دو سجدہ کہ بعد وتر کے متعارف ہیں۔ آپ نہیں کرتے تھے۔ کہ علما اس کی کراہت
کے قائل ہیں۔ وتر کبھی اول شب میں ادا کرتے تھے اور کبھی آخر شب میں نماز تہجد کے
بعد پڑھتے تھے۔ کہ بر بنا ارشاد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک رات میں دو وتر
نہیں ہیں +

سوتے وقت سورہ اور آیات اور تسبیحات اور ادعیہ مسنونہ پڑھ کر آرام
فرماتے۔ اس طرح کہ رو بقبلہ اور سیدھا ہاتھ سیدھے رخسارہ کے نیچے رہتا تھا۔
آنجناب قدس سرہٗ کا خواب باصواب کمال حضور و مراقبہ اور وصال
اور مشاہدہ جمالی تھا عجیب خواب تھا کہ بیداری سے بہتر تھا +

قدسیہ۔ فرماتے تھے کہ بحکم اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتِ وقت خواب جو
حالت ظاہر ہوتی ہے حالت بیداری سے بہتر ہے۔ اگرچہ عقلمند کی عقل اس نکتہ
تک نہیں پہنچ سکتی۔ اسی طرح کہ جو حالت وقت موت ظاہر ہوتی ہے حالت خواب
سے بہتر ہے اور جو حالت کہ قبر میں ظاہر ہوتی ہے وہ حالت موت سے بہتر ہے
اور جو حالت کہ برزخ کبریٰ میں ظاہر ہوتی ہے ان تمام حالات سے بہتر ہے۔ اور جو

حالت کہ بہشت میں حاصل ہوگی۔ وہ ان سب سے بہتر ہے ٭

آخر عشرۂ رمضان میں مسجد میں معتکف ہوتے تھے۔ اور عشرۂ ذی الحجہ میں عزلت اختیار فرماتے اور اس میں ادائے عبادات و اذکار و صیام میں حرص کامل فرماتے اور درود کثرت سے پڑھتے تھے۔ اور جمعوں کی راتوں میں مریدوں کے ساتھ حلقہ کرکے حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجتے تھے۔ اور نماز جمعہ و عیدین میں حاضر ہوتے تھے۔ بعد نماز جمعہ چار رکعت سنت کے بعد فرض نماز ظہر بہ نیت آخر ظہر بدیں نیت کہ پایا میں نے وقت اس کا اور نہ ادا کیا تھا اس وقت تک بلحاظ احتیاط ادا فرماتے تھے۔ کیونکہ شرائط جمعہ بقول بعض فقہا نہیں پائی جاتی ہیں ٭

اور تکبیر عید الضحےٰ راستہ میں بالجہر کہتے تھے عشرۂ آخر ذی الحجہ میں خلوت اور خضوع اور انقطاع عن الخلق اور صیام و قیام شب اختیار فرماتے تھے۔ اس عرصہ میں بال اور ناخن حجاج کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے کے لئے نہیں کترواتے تھے۔ مگر یہ اصول کہ عرفہ کے روز صحرا میں جائیں اور دو رکعت نماز سر برہنہ مشابہت حجاج کی وجہ سے ادا کریں۔ حضرت اس پر عمل نہیں فرماتے تھے۔ اور عشرۂ ذی الحجہ میں روزانہ نماز عشا میں اور نماز فجر کی رکعت دوم میں سورۂ فجر تلاوت فرماتے تھے۔ اسی طرح اس ماہ کے ختم میں نمازِ کسوف اور خسوف ادا فرماتے تھے ٭

نماز تراویح میں بیس رکعتیں سفر و حضر میں باطمینان تمام ادا کرتے تھے اور رمضان میں تین قرآن مجید سے کم ختم نہیں کرتے تھے۔ اور ہر چار رکعت تراویح کے بعد تین بار سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ پڑھتے تھے۔ اور دنوں میں حفظ قرآن فرماتے اور ہمیشہ تہ دل سے تلاوت کلام مجید میں مشغولیت رکھتے تھے۔ اور حلقات ذکر میں بھی سماع قرآن جاری رہتا تھا۔ اور نماز وغیرہ میں قرأت کے وقت قرآن مجید اس طرح پڑھتے کہ گویا ضمن الفاظ ادائے معانی فرما رہے ہیں۔ آنجناب کے طریقہ قرأت سے سامعین پر ہویدا ہو جاتا تھا۔ کہ اسرار قرآنی اس محبوب سبحانی پر فائض ہو رہے ہیں۔ اکثر لوگ جو مریدوں میں داخل نہ تھے کہا کرتے تھے کہ آنجناب اس طرح قرآن مجید تلاوت فرماتے ہیں کہ گویا الفاظ آپ کے دل سے نکل رہے ہیں۔ کبھی آواز میں رعایت غنا کی نہ فرماتے تراویح میں تمام سامعین کو غنودگی پیدا ہوتی تھی۔ سوائے آنجناب رض کے کہ تمام قرآن مجید

کھڑے ہو کر سماعت فرماتے تھے۔ اور غنودگی ہرگز نہ پیدا ہوتی تھی +

ایک روز حقیر مؤلف نے عرض کیا کہ یہ حضرت کی کرامت ہے کہ غنودگی نہیں ہونے پاتی۔ فرمایا کہ دریائے اسرار قرآن کی شناوری آنکھ بند کرنے کی فرصت نہیں دیتی ہے +

سفر میں منزل پہنچنے تک تلاوت قرآن فرماتے تھے۔ اور جب آیہ سجدہ آتی تو فوراً گھوڑے سے اُتر کر زمین پر سجدہ کرتے تھے۔ تسبیحات رکوع و سجود تنہائی میں پانچ سے سات تک بلکہ نو یا گیارہ مرتبہ تک پڑھتے۔ اور کبھی تین بار اقتصار فرماتے۔ بمقتضائے احوال و اوقات۔ حالتِ امامت میں اکثر چار مرتبہ پر قصر فرماتے تھے تاکہ مقتدی تین دفعہ اطمینان سے کر سکیں۔ چند روز تک امامت میں پانچ مرتبہ تسبیح رکوع و سجود میں فرمایا کرتے تھے۔ مگر بارگاہ حق جل وعلا سے ممانعت ہوئی اس کے بعد سے چار مرتبہ پر اقتصار فرمانے لگے۔ احتیاط آپ کی اس درجہ تھی۔ کہ سنتِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کمی نہ پیدا ہو سکے۔ اسی طرح سنت نبوی پر زیادتی کرنے سے بھی احتیاط فرماتے تھے۔ اور سوائے تراویح و نماز کسوف کے اور کوئی نماز نفل جماعت سے ادا نہ فرماتے تھے۔ اور اس کو مکروہ جانتے تھے اسی طرح کہ جو لوگ روز عاشورا اور شب قدر اور شبِ برات اور لیلۃ الرغائب میں نماز نفل باجماعت پڑھتے ہیں آنجناب سختی کے ساتھ اُن کو منع کرتے تھے اور اُس کو خلاف سنت فرماتے تھے۔ اور جو لوگ نماز تہجد باجماعت ادا کرتے ہیں آپ اُن کی تشنیع فرماتے تھے۔ اور ہر کام کا آغاز نمازِ استخارہ سے فرماتے اور کبھی صرف دعا استخارہ پر اکتفا فرماتے تھے۔ تشہد میں انگشتِ شہادت سے اشارہ نہیں کرتے تھے۔ کہ مذہبِ حنفی میں مکروہ کہا گیا ہے۔ اگرچہ کہ علمائے سنت کا ایک گروہ اس طرف بھی گیا ہے۔ کہ جب مابین سنت و کراہت کوئی امر واقع ہو تو اس کا ترک کرنا اولیٰ ہے۔ مگر آنجناب کبھی کبھی بمقتضائے احادیث نوافل میں اشارہ فرماتے تھے تاکہ یہ عمل متروک مطلق نہ ہو جائے اور فاتحہ برائے ایصال[1] ثواب اور ارواح اموات اور برائے اقتضائے مشکلات کہ

---

[1] واضح ہو کہ نماز کے بعد فاتحہ ایصالِ ثواب موتی آپ فرماتے تھے۔ ویسے ہمیشہ فاتحہ ایصال کرتے تھے۔ جیسا کہ اس وقت تک آپ کے طریقے کے بزرگوں کا معمول ہے +

بعد نماز کے عادت مشائخ کے ہو گئی ہے۔ آپ نہیں پڑھتے تھے۔ اور دفع امراض کیلئے توجہ باطنی فرماتے تھے۔ اور اُس کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔ چنانچہ آپ کی کرامات میں مذکور ہے۔ زیارت قبور کے لئے جاتے تھے۔ اور استغفار و دعائے مسنونہ پڑھتے تھے۔ اور رفع عذاب اور ترقی درجات اموات کے لئے توجہ باطنی فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ کے مکاشفات میں مذکور ہے۔ قبور کی بوسہ دہی مستحسن خیال نہیں فرماتے تھے۔ مگر کبھی کبھی قبور والد ماجد اور پیر دستگیر کو ہاتھ لگاتے تھے۔ اور دعوت خاص کو قبول فرماتے۔ اور دعوت عام میں نہیں جاتے تھے۔ اور مجالس سرود و سماع اور مولود خوانی میں نہیں حاضر ہوتے تھے۔ اور ترک ذکر جہر کو اعلےٰ خیال فرمایا کرتے تھے۔ اور خواص بشر یعنی انبیا اولیا کو خواص ملک پر فضیلت دیتے تھے۔ اور نبوت کو ولایت سے افضل فرماتے تھے۔ خواہ ولایت نبی کیوں نہ ہو۔ اور غلبہ صحو کو غلبہ سُکر پر ترجیح دیتے تھے۔ اور صحو خالص کو نصیب عوام کالانعام فرماتے تھے اور ولی عشرت کو کہ نافع و ہادی خلائق ہے۔ ہزار اولیا عزلت پر جو کہ صحرا و کوہ میں اپنی جان کی سلامتی منائے ہوں بہتر جانتے تھے۔ اور تمام صحابہ کو تمام اولیا امت پر افضل فرماتے تھے اور مشاجرات صحابہ کو خطاء اجتہادی پر محمول فرماتے تھے۔ اور اُن کو ہوائے نفسانیہ سے مبرا جانتے تھے ✣

ایک روز ایک جوان صالح آنجناب قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ مَیں بُرہان پور سے آرہا ہوں۔ حضرت شیخ محمد فضل اللہ رح نے آپ کی خدمت میں دعوات مخلصانہ عرض کی ہیں۔ اور کہا ہے کہ لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے کہ آپ نے مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ میرا مرتبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مرتبہ سے افزوں ہے۔ حقیقت اس قول کی کیا ہے ✣

حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جب مَیں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو کہ جمیع کمالات وفضائل سے متصف تھے اور خلفا پر فضیلت نہیں دیتا ہوں۔ تو پھر اپنے آپ کو اُن پر کیوں کر فضیلت دے سکتا ہوں۔ معرفتِ حق اس شخص پر حرام ہے جو اپنے آپ کو کافرِ فرنگ سے بہتر جانتا ہو۔ تو اکابرِ دین سے کیا نسبت ہو سکتی ہے ✣

آنجناب قدس سرہٗ نے بعض مریدین صاحب حال کو کہ اُنکی صحبت سے طلبہ کو

رشد و ہدایت پہنچتی تھی۔ قبل از وصول بدرجہ کمال و تکمیل ایک طرح کی اجازت تعلیم طریقہ دی تھی۔ تاکہ مخلوق کو گرداب گمراہی سے نکالکر جناب حق سبحانہ کی طرف راہنمائی کریں مگر اُن کی ناتمامی کی نہایت تکرار اور مبالغہ کے ساتھ تصریح فرماتے تھے۔ تاکہ خود کو کامل خیال کر کے تکبر پیش گریں۔ اور ترقی کا رستہ مسدود نہ ہو جائے۔ طرق مشائخین میں سے آپ طریقہ علیہ نقشبندیہ کو افضل جانتے تھے اور اس طریق کو مطابق طریق اصحاب کرام فرماتے تھے۔ اور اُن کی نسبت کو تمام نسبتوں سے برتر جانتے تھے۔ اور جو بدعتیں کہ دین میں پیدا کی گئی ہیں۔ مثلاً جماعت تہجد و جہر و استغفار سحر حضرت ان چیزوں کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اور شیخ محی الدین بن عربی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بزرگ تسلیم کرتے تھے۔ بعض اختلافات میں حضرت نے شیخ موصوف کا تخطیہ فرمایا ہے۔ مگر شیخ کی خطائے کشفی کو مثل خطائے اجتہادی کے قابل مواخذہ نہیں جانتے تھے۔ اور بعض کتابوں کا مثلاً بیضاوی اور بخاری و مشکوٰۃ و ہدایہ بزدوی و شرح موقف و حاشیہ عضدی اور عوارف کا درس دیا کرتے تھے +

فقیر مولف نے شرح موقف و بیضاوی و عضدی مع حاشیہ میر آنجناب قدس سرہ کی خدمت میں پڑھی ہیں۔ اور آنجناب کی شاگردی کی سعادت سے بھی بہرہ ور ہوُا +

آپ قدس سرہ طلبۂ علم کو تحریص اور ترغیب علوم کی دیتے تھے۔ اور تحصیل علم کو تحصیل سلوک طریقہ صوفیہ پر تقدیم دیتے تھے +

فقیر مؤلف سے زمانہ جوش شباب میں اکثر اوقات غلبۂ حال کی وجہ سے ذوق پڑھنے کا جاتا رہتا تھا اس لئے نہایت مہربانی سے فرماتے تھے کہ سبق لاؤ اور پڑھو کہ صوفی جاہل شیطان کا مسخرہ ہوتا ہے +

اکثر اوقات سفر کے لئے دوشنبہ اور سہ شنبہ کو روانہ ہوتے تھے مگر ہر دن کو سفر کے لئے مبارک جانتے تھے۔ اور ساعات نجوم پر عمل نہیں فرماتے تھے۔ کہ بوجہ ولادت حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام دنوں کی نحوست جاتی رہی ہے آپ کا عمل اس حدیث پر تھا کہ الایام ایام اللہ والعباد عباد اللہ کہ سب دن خدا کے دن ہیں اور سب بندے خدا کے بندے ہیں، وقت سفر استخارہ فرماتے تھے

اور وہ ادعیہ کہ ابتدائے سفر کے لئے مروی ہیں پڑھتے تھے۔ اسی طرح منزل پر پہنچنے کے وقت اور وہاں سے روانگی کے وقت ادعیہ مرویہ تلاوت فرماتے تھے۔ اور نیز نیا کپڑا پہننے اور پانی پینے اور کھانا کھانے اور چاند کے دیکھنے اور آئینہ دیکھنے کے وقتوں میں پڑھتے تھے۔ آپ کے وظائف روز و شب بیان کر دئے گئے۔ اب ہم آپ کی صفت نماز بیان کرتے ہیں:۔

وقتِ تحریمہ دونو انگوٹھے کانوں کے اوپر پہنچا کر اور ہاتھ کی انگلیوں کو بحالت موجودہ بغیر کھولنے یا بند کرنے کے جانب قبلہ کر کے اللّٰہ اکبر کہکر نیچے لاتے تھے۔ اور بغیر ہاتھ چھوڑے سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر اس طرح سے باندھتے تھے۔ کہ چھن انگلیہ اور انگوٹھے بطور حلقہ کے ہوجاتے اور بیچ کی تین انگلیاں بائیں ہاتھ کی پشت پر دراز ہو جاتیں۔ اور دونو پاؤں میں کھڑے ہوتے وقت چار انگل کا فاصلہ رہتا تھا۔ اور دونو پاؤں پر برابر بوجھ ڈالتے تھے۔ اور کسی ایک پاؤں پر بوجھ ڈالکر دوسرے پاؤں کو آرام نہیں دیتے تھے۔ اور قیام میں مقام سجدہ پر نظر رکھتے تھے۔ اور قرأت میں آہستگی اور تجوید اور معانی و اسرار قرآنی میں غور و خوض اور خضوع کے ساتھ توجہ کرتے تھے۔ اس کے بعد تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جاتے اور نظر قدم پر رکھتے۔ اور سر پشت کے ساتھ برابر سیدھی رکھتے اور زانو کو ہاتھ کی انگلیوں سے مضبوط پکڑتے تھے۔ زانو میں کسی طرح کا جھکاؤ نہ ہوتا تھا۔ اس کے بعد بقدر تسبیح قیام فرماتے تھے۔ اور تنہائی میں سمع اللّٰہ لمن حمدہٗ اور ربنا لک الحمد کو جمع فرماتے تھے۔ اور حالت امامت میں صرف سمع اللّٰہ لمن حمدہٗ اور حالتِ اقتدا میں ربنا لک الحمد پڑھتے تھے اور دونو سجدوں میں بقدر ایک تسبیح جلسہ فرماتے تھے۔ اور سجدہ میں نظر نرمہ بینی پر رکھتے تھے۔ اور شکم کو زانو سے اور زانو کو بازو سے علٰحدہ رکھتے تھے اور تمام مواضع اور اعضا سجدہ پر قوت برابر کرتے تھے۔ اور حال اور منزل کہ آنجناب کو حالت رکوع اور سجود میں حاصل ہوتی تھی۔ وہ آپ ہی کو معلوم ہوتی تھی۔ اور قعدہ تشہد میں دونو پاؤں کی انگلیوں کو متوجہ بقبلہ اور نظر کنار پر رکھتے تھے۔ نشان خضوع و خشوع غلبۂ باطن سے آپکے ظاہر پر ہویدا ہوتا تھا۔ آپکے اصحاب

صورتِ نماز میں آپ کی اتباع کرتے تھے ؛

فقیر مؤلف آپ کے سلسلۂ خدام میں داخل ہونے سے قبل کبھی کبھی نماز جمعہ میں آپ کی مسجد میں آیا کرتا تھا۔ اور آپ کی ادائے نماز کو دیکھ کر بے خود ہو جاتا تھا۔ اور یقین کرتا تھا کہ آپ ہمیشہ حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت رکھتے ہیں۔ اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقۂ نماز کو دیکھتے ہیں۔ اور اسی کے مطابق نماز پڑھتے ہیں یوں تو فقیر نے اور بھی علماء اور مشائخین کو دیکھا ہے۔ ایسی کسی کی نماز نظر نہ آئی۔ ہمیشہ وقت کے اوّل نقطہ میں نماز ادا کرنا اور ایک ہی طریقہ سے ادا کرنا عجوبۂ روزگار ہے کبھی ہم نے نہ دیکھا کہ اپنے وقت سے ایک لمحہ کا بھی تجاوز ہوا ہو یا طریقۂ ادائے نماز میں کبھی قیام یا جلسے یا آدابِ نماز میں کسی طرح کا تفاوت ظاہر ہو۔ آپ کی نماز اعظم کرامات تھی کہ خرقِ عادت اور عرفِ عالم کرتی تھی۔ یہ امر ہویدا ہے کہ ہمیشہ ایک ہی طرز پر بلا کسی رنج ومشقت کے نہایت تعظیم وتوقیر وتمکین ووقار اور خشوع وانکسار کے ساتھ نماز ادا کرنا کمالِ قوتِ اتباعِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی قوتِ باطنی پر قوی دلیل ہے۔ فقیر تو کیا ایک جماعت کثیر کو آپ سے اعتقاد اور ارادت کا باعث آپکی نماز ہوئی ہے ؛

ماہ رمضان میں مسجد میں مسندیں بچھائی جاتیں اور چراغ روشن کیئے جاتے تھے اور اس زمانہ میں صلحا وعلما اور مریدین ومسترشدین کا جمِ غفیر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ اور تراویح وختم قرآن میں قیام رکھتے تھے۔ اور افطار میں تعجیل اور سحر میں تاخیر کی کوشش کرتے تھے۔ حتی الامکان روزانہ بیت الخلا میں نہیں جاتے تھے۔ کہ پانی سے استنجا کرنے سے جوف میں پانی داخل ہونے کا احتمال ہے۔ اور کسی روز استنجا کرنے کا اتفاق ہو جاتا تو احتیاطاً اُس روزہ کی قضا کرتے تھے۔ اور روز وشب میں قرآن شریف کی تلاوت کرنے اور اُس کے سُننے کی مداومت فرماتے تھے ؛

اور اداء زکوٰۃ میں آپ کا طریقہ یہ تھا۔ کہ جب کہیں سے فتوحات یا نذریں آتیں تو ختم سال کا انتظار نہ فرماتے تھے۔ ختم سال سے قبل حساب کر کے زکوٰۃ ادا کر کے صالحین اور بیوگان اور اقربا اور قابلِ رحم لوگوں پر تقسیم فرما دیتے تھے۔ حج کے لیئے متعدد مرتبہ حضرت نے ارادہ فرمایا۔ مگر اتفاق نہ ہوا۔ لیکن آپ ہمیشہ مشتاقِ حج رہتے تھے اور

اسی شوق میں جہان سے سفر فرمایا کہ ارادۂ حج مصمم ہوتا ہے اور استخارہ اجازت نہیں دیتا ہے۔ اور یہ سفر منظورِ الٰہی معلوم نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی آپ کی ایک کرامت ہے کہ آخر تک ارشاد کے مطابق اتفاق حج نہ ہوا +

خلق اور تواضع اور خلقِ خدا پر شفقت اور رضا و تسلیم بدرجہ کمال رکھتے تھے۔ آپ کے متوسلین کو حکام ستمگار سے بہت بہت تکلیفیں پہنچیں۔ مگر آپ کی رضا اور تسلیم نے کبھی اس کی شکایت ظاہر نہ کی۔ جب کوئی بزرگ آپ کی ملاقات کیلئے آتے تو آپ فوراً ان کی تعظیم کے لئے اُٹھتے اور اُن کو صدر مجلس میں جگہ دیتے اور ان کے لائق گفتگو فرماتے۔ کفار کی تعظیم اگرچہ کہ صاحب حکومت کیوں نہ ہوں مگر نہیں فرماتے تھے ہر شخص سے ابتداءً سلام فرماتے معلوم نہیں کہ کوئی شخص سلام میں آپ پر سبقت کر سکا یا نہیں۔ حقوق ذی رحم کی رعایت میں نہایت کوشش فرماتے +

اور جب کسی کی وفات کی خبر سنتے تو اس سے عبرت لیتے اور افسوس کرتے اور کلمہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے۔ اور نماز جنازہ کے لئے تشریف لاتے اور دعا و فاتحہ سے امداد کرتے تھے +

آپ کا لباس یہ تھا۔ کہ قمیص پہنتے تھے جس کا دونوں کاندھوں کی طرف سے گریبان کھلا ہوتا تھا۔ پھر اس کے اوپر عبا پہنتے۔ مگر گرمی میں صرف کرتے پر اکتفا فرماتے اور دستار کو باندھنے میں اس کو سر پر چکر دیتے۔ چنانچہ سنت بھی یہی ہے۔ اور دونوں کاندھوں کے درمیان بطور رومال کے ایک سفید کپڑا ڈالتے تھے۔ مگر استنجے اور پیشاب کے وقت آپ کمر باندھتے تھے۔ اور پائجامہ ٹخنوں سے اونچا پہنتے تھے۔ اور جمعہ و عیدین میں لباس زیادہ عمدہ زیب تن فرماتے تھے +

جب نیا کپڑا پہنتے تو پہلے کپڑے کو کسی درویش یا خادم یا مسافر کو دے دیتے۔ پچاس ساٹھ درویش بلکہ قریب سو نفر کے علما اور عرفا اور مشائخ و حفاظ اور اشراف و سادات۔ آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔ اور سب کو کھانا حضرت کے باورچی خانہ سے ملتا تھا +

# حضرت ششم

(آپ کے مکاشفات میں۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ)

مکاشفہ۔ ایک رات آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ اصحابِ عالی درجات اور درویشانِ اربابِ مقامات کے ہمراہ زیارتِ مزار پر انوار امام رفیع الدینؒ کے لیئے تشریف لے گئے۔ امام صاحب موصوف آپ کے اجداد و امجاد اور خلفاءِ حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں سے تھے۔ آپ بہت دیر تک امام صاحب علیہ الرحمۃ کی قبر کے مقابل مراقب اور متوجہ رہے۔ اور وہاں سے واپسی میں اصحابِ اسرار سے فرمایا کہ میں جب مقابل مزارِ امام صاحب کھڑا ہوا اور بارگاہِ بیچون جلّت عظمتہ میں توجہ کی اور عرض کیا کہ خدایا ان مزارات کے اموات پر رحم فرما۔ اور ان سے عذاب اٹھالے حکم ہوا کہ تمہاری درخواست پر ایک ہفتہ کے لئے اس گورستان سے عذاب اٹھالیا گیا۔ میں نے عرض کیا کہ خدایا تیری رحمت کی انتہا نہیں ہے مغفرت میں اور افزائش فرما فرمان نازل ہوا کہ تمہارے التماس پر ایک ماہ کے لئے ان قبروں سے ہم نے اپنا عذاب اٹھالیا پھر میں نے نہایت الحاح کے ساتھ التجا کی۔ تو خطاب آیا کہ چونکہ تم نے پھر اس جماعت سے رفع عذاب کے لئے ہماری بارگاہ میں التماس کی ہے اس لئے ہم نے اُن کو بخش دیا +

مکاشفہ۔ ایک روز آپ اپنے والد ماجد کی زیارت قبر کے لئے تشریف لیگئے۔ وہاں خیال آیا کہ حدیث نبوی علےٰ مصدرہا الصلوٰۃ والسلام میں آیا ہے کہ جب کوئی عالم کسی مقبرہ پر گزرتا ہے تو چالیس روز تک عذاب اس مقبرہ سے اٹھالیا جاتا ہے۔ فوراً الہام ہوا کہ تیرے آنے کی وجہ سے قیامت تک اس مقبرہ سے ہم نے عذاب اُٹھالیا +

مکاشفہ۔ ایک روز آنجناب قدس سرہٗ زیارت امام رفیع الدین علیہ الرحمۃ کے لئے گئے تھے۔ اور اس مقبرہ میں ایک عورت حضرت کی قرابت دار اور ذی حقوق بھی مدفون تھی۔ حضرت زیارتِ امام سے فارغ ہو کر اس عورت کی زیارت کیلئے آئے

اور اُس کی قبر کے مقابل دیر تک کھڑے رہے۔ اُس وقت آثار خضوع و خشوع رخسارہ آنجناب قدس سرہٗ پر پیدا تھے۔ اور کچھ دیر کے بعد تازگی اور سرور روئے مبارک پر ظاہر ہوا۔ جب مکان پر تشریف لائے۔ تو بعض محرمانِ اسرار نے دریافت کیا۔ کہ اتنی دیر تک قبر پر ٹھیرنے اور رخسارہ مبارک پر اولاً آثار الم و زردی ظاہر ہونے اور پھر دیر کے بعد آثار مسرت اور سُرخی ہویدا ہونے کا سبب کیا تھا۔ فرمایا کہ جب مَیں اس قبر پر پہنچا اور اُس کو معذب دیکھا تو متوجہ ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ دفع عذاب کی کوئی صورت نہیں ہے۔ مَیں اپنے آبا و اجداد کی روحوں کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ سب تشریف لائے۔ مگر رفع عذاب نہ ہوا۔ اِس لئے مَیں نے ارواح عالیات حضرات خواجگان قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم کی طرف توجہ کی وہ بھی تشریف لائے۔ مگر رفع عذاب حاصل نہ ہوا۔ پس مَیں بصد ہزار نیاز متوجہ بارگاہِ محمدی علیہ و علےٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام ہوا۔ مَیں نے دیکھا کہ آنحضرت علیہ السلام و التحیۃ تختِ نبوت پر سوار تشریف لائے۔ ورود تخت محمدیؐ اور رفع عذاب دونو کام ایک ہی ساتھ واقع ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے دعا دی کہ اللہ تعالےٰ تجھے راحت پہنچائے جس طرح کہ تو نے مجھے راحت پہنچائی۔ اس وقت آثار رحمت چہرہ پر ظاہر ہونے۔

مکاشفہ۔ ایک روز آنجناب قدس سرہٗ نے بر سبیلِ تذکرہ فرمایا کہ جب نظر کشفی دوڑائی جاتی ہے۔ تو مشائخ سلسلہ علیہ قادریہ میں بعد حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مثل شاہ کمال کیتھلی علیہ الرحمۃ اور کوئی شخص نظر نہیں آتا ہے۔

مکاشفہ۔ ایک روز آنجناب قدس سرہٗ صبح کے حلقہ میں تشریف فرما تھے۔ اور استغراق و توجہ اور مراقبہ میں مشغول تھے۔ کہ شاہ سکندر قدس سرہٗ تشریف لائے۔ اور خرقہ متبرکہ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ دوش آنجناب پر ڈالا۔ آنحضرت رضؓ نے آنکھ کھولی اور شاہ سکندر کو دیکھ کر اُٹھے اور نہایت تواضع کے ساتھ معانقہ کیا۔ شاہ صاحب موصوف نے فرمایا کہ میرے دادا حضرت شاہ کمال علیہ الرحمۃ نے بوقت وصال یہ جبہ متبرکہ میرے سپرد کیا اور فرمایا کہ یہ میری امانت تمہارے پاس رہیگی۔ مَیں تم کو جن کا پتہ بتلاؤں۔ یہ اُن کو پہنچا دینا۔ اب چند مرتبہ حضرتؒ نے معاملہ میں مجھے ارشاد فرمایا کہ یہ جبہ متبرکہ آپ کے سپرد کر دوں۔ مجھ پر نہایت شاق ہوا کہ جد بزرگوار کا خرقہ متبرکہ اپنے

گھر کی نعمت باہر والوں کو کس طرح دے دوں۔ لیکن چونکہ نہایت تاکید اور سختی سے حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے بے اختیار لے کر آیا ہوں۔ آنجناب نے وہ جبہ متبرکہ پہن لیا اور خلوت میں تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ کو یہ خیال گذرا کہ مشائخین میں یہ ایک رسم قرار پاگئی ہے۔ کہ جو کسی کو چاہتے ہیں کچھ لباس عطا کر کے اس کو اپنا خلیفہ بنا دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ امر ضروری تھا۔ کہ اولاً خلعت معنوی پہناتے اور احوال و کمال کا آبِ زلال پلاتے۔ تب کہیں اُس کو اپنا خلیفہ بناتے ❖

اس اثنا میں مَیں نے دیکھا کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالٰے عنہ بہمراہی جمیع خلفاء سلسلہ مع شاہ کمال قدس سرہٗ تشریف لائے اور میرے کام میں تصرف فرمایا اور میرے دل کو اپنے تصرف میں لائے اور اپنی نسبتِ خاصہ کے اسرار و انوار عطا فرمائے۔ اور مَیں اس دریائے انوار میں غرق ہو گیا۔ اور غواصی میں مصروف ہوا اس حالت میں ایک ساعت گذر گئی۔ عین ان غلباتِ احوال میں مجھے خیال ہوا کہ تو تربیت یافتہ اکابرِ نقشبندیہ کا تھا۔ اب یہ صورت پیدا ہو گئی ہے۔ بمجرد اس خیال کے مَیں نے دیکھا کہ مشائخ سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ سے لیکر حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس اللہ اسرارہم تک تشریف لائے۔ اور حضرت خواجہ بزرگ سید بہاؤالدین قدس سرہٗ نہایت ادب کے ساتھ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے پہلو میں بیٹھے۔ اس کے بعد اکابرِ اولیا نقشبندیہ نے میری بابت یہ فرمایا کہ یہ ہمارا پروردہ ہے اور ہماری تربیت سے مراتبِ کمال و اکمال کو پہنچا ہے آپ کو اس سے کیا کام ہے۔ اکابرِ اولیا قادریہ قدس اللہ اسرارہم نے فرمایا کہ اس کی طفولیت کے زمانہ سے ہماری نظر اس پر رہی ہے۔ اور اس نے ہمارے خوان نعمات سے چاشنی لی ہے۔ اس لئے اب ہمارا خرقہ اس نے پہنا ہے ❖

ابھی یہی مباحثہ ہو رہا تھا کہ ایک جماعت مشائخین کبرویہ و چشتیہ کی اور دیگر بہت سے اولیاء اللہ کی آئی۔ اور اجتماع عظیم ہو گیا یہاں تک کہ وہاں کے جنگل و بیابان اُن سے بھر گئے بالآخر شام کے وقت یہ طے ہوا کہ یہ چونکہ درجۂ کمال و تکمیل کو تربیتِ نقشبندیہ سے پہنچے ہیں اور اعتبار تکمیل کا ہے۔ اس لئے ان کو زیادہ تر اسی طریق میں ہدایت اور ارشاد فرمائیں اور طریقۂ قادریہ میں بھی ہدایت

اور تکمیل فرماتے ہیں +

**مکاشفہ** - حاجی حبیب جو آنجناب کے خادمان خاص سے تھے۔ اور سفر و حضر میں ہمیشہ آپ کی صحبت میں رہا کرتے تھے۔ اور صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے بیان کرتے ہیں کہ میں اجمیر شریف میں آنحضرت کے ہمراہ تھا۔ ستر ہزار مرتبہ ختم کلمہ طیبہ کر کے آنجنابؒ کی خدمت میں گیا اور عرض کیا کہ میں نے ستر ہزار دفعہ کلمہ طیبہ پڑھا ہے اس کا ثواب آپکی خدمت میں گذرانتا ہوں۔ آنجنابؒ نے فوراً اپنے مبارک ہاتھ اُٹھا کر دعا دی۔ اور دوسرے دن فرمایا کہ جس وقت میں تم کو دعا پڑھتا تھا فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اس کلمہ کا ثواب لیکر آ رہی تھیں۔ اس قدر کہ زمین پر پاؤں رکھنے کی جگہ نہ رہی۔ اور اس ختم نے میرے معاملہ میں بہت کچھ امداد کی۔ اس کے بعد حکم دیا کہ ہزار دانہ کی تسبیح تیار کریں۔ اور ہمیشہ آپ خلوت میں ذکر کلمہ طیبہ بزبانی بمواقفت دل کیا کرتے۔ جمعہ کی رات میں حلقہ احباب میں یہ تسبیح حاضر کی جاتی تھی۔ اور اس جلسہ میں ہزار مرتبہ درودِ شریف حضرت سید کائنات علیہ و آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات پڑھا جاتا تھا۔ آپ کی یہ نسبت روشن اب تک آپکے اصحاب میں جاری ہے آپکے تسبیح لینے کی ابتدا یہ تھی۔ پھر آپ نے خطاب کر کے مجھ سے فرمایا کہ میں نے جو کچھ کہا اس پر تعجب مت کرو۔ میں خود اپنا حال بیان کرتا ہوں۔ کہ ہر شب وقت سحر نماز تہجد کے بعد پانسو مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر ارواح محمد عیسےٰ و محمد فرخ اور اُمِ کلثوم اپنے فرزندوں کو جو وفات کر گئے تھے بخشتا تھا۔ اس کے بعد ہر روز محمد عیسےٰ کی روح سحر کے وقت آتی اور مجھ کو بیدار کرتی۔ تاکہ ختم کلمہ طیبہ کروں۔ اور بیدار کر کے چلی جاتی اور اپنے بھائی محمد فرخ اور اپنی بہن اُمِ کلثوم کی ارواح کو بلا کر لاتی۔ کہ پدرِ بزرگوار بیدار ہو گئے ہیں جب تک کہ میں وضو کر کے نماز تہجد ادا کرتا اور ختم کلمہ طیبہ کرتا وہ میرے گرد و پیش رہتے جس طرح کہ ماں روٹی پکاتی ہے اور اس کے چھوٹے بچے اس کے گرد رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ روٹی اُن کو دے۔ پس میں ثواب کلمہ طیبہ کا ان کو بخشتا اس کے بعد وہ چلے جاتے۔ مگر اب کثرت سے ثواب پانے کی وجہ سے معمور ہو گئے ہیں اور نہیں آتے ہیں +

**مکاشفہ** - ایک روز آنجناب قدس سرہٗ نے فرمایا کہ بلدہ سرہند کے فلاں

گاؤں جو ہماری خانقاہ کے خادموں کے لئے بادشاہ نے بطور جاگیر عطا کیا ہے اُس کے متعلق مشاہدہ ہوا کہ بارگاہ عظمت و جلال حضرت بے چون نے نزول اجلال بے کیف فرمایا اور ایک خیمہ عالی طناب بے چون قایم کیا گیا ہے۔ اور چشمہ بے قیاس بے چگونگی نے ظہور فرمایا ہے۔

مکاشفہ۔ ایک روز آنجناب قدس سرہٗ کسی تقریب سے روضہ حضرت شاہ ابو بخاری پر کہ مزارات متبرکہ بلدہ سہرند سے ہے تشریف لیگئے تھے۔ مؤلف کتاب بھی ہمراہ رکاب سعادت تھا۔ آنجناب زیارتِ شاہ موصوف کیلئے آئے اور بہت دیر تک مزار کے نزدیک بیٹھے رہے۔ اور متوجہ و مراقب رہے اور بہت دیر کے بعد وہاں سے برخاست ہو کر مراجعت فرمائی۔ جب اپنی خانقاہ میں پہنچے تو بعض محرمان اسرار نے وہ اُن مکالمات کی بابت جو آنجناب اور شاہ موصوف میں باہم ہوئے تھے، پوچھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں شاہ صاحب کے مزار پر آیا تو شاہ صاحب بہت کچھ تعظیم و تکریم بجا لائے۔ اور محبت و الفت کا اظہار کیا۔ جس کا ذکر طویل ہے اتنا بیان کیا جاتا ہے کہ اُنہوں نے یہ فرمایا کہ یہاں کا صاحبِ ولایت میں ہوں۔ جب آپ کے مماثل کوئی بزرگ میرا مہمان ہو تو اس سے بڑھ کر میرے پاس اور کوئی تحفہ لائق نہیں ہے کہ اپنی ولایت آپ کے سپرد کر دوں۔ لیں آج سے اس ملک کے صاحبِ ولایت آپ ہو گئے اور یہ ملک آپ کے زیر تصرف رہیگا۔

اس واقعہ کے ایک مدت دراز کے بعد بمصداق کشف صریح آنجناب قدس سرہٗ ایک معتمر شخص نے مؤلف کتاب سے بیان کیا کہ بلدہٗ سہرند میں ایک بڑے بزرگ مجذوب شیخ داؤد نامی رہتے تھے۔ اُن کا مزار پر انوار مقبرہ شیخ مجد الدین قصداری میں واقع ہے۔ جب اُن کا وقت وصال قریب آیا تو ایک خادم کو ابو بخاری کے پاس بھیجا کہ ان کو بلا کر لائے۔ اُس نے کہا کہ شیخ ابو ایک مجذوب ہیں۔ اور ہمیشہ سہرند کے بڑے تالاب میں کھڑے رہتے ہیں۔ میں اُن سے کیا کہوں۔ اُنہوں نے کہا کہ صرف تو میرا پیغام انہیں پہنچا دے وہ خود چلے آئینگے۔ وہ شخص گیا اور شیخ داؤد کا پیغام ان کو پہنچا دیا۔ شاہ ابو اس کلام کے سنتے ہی فوراً روانہ ہو گئے۔ اور شیخ داؤد کی خدمت میں پہنچے۔ شیخ داؤد نے ان سے کہا اب تک اس شہر کا صاحبِ ولایت میں تھا۔ اور پاسبانی اور نگہبانی میرے حوالے تھی۔

اب میں انتقال کرتا ہوں اور اس شہر کو اب تمہارے حوالہ کردیا گیا۔ تم کو یہاں کا صاحب ولایت بنا دیا گیا اچھی طرح سے خبردار رہو۔ وہ اتنا کہکر انتقال کر گئے اور شاہ ابو آکر اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ اس روز سے شاہ صاحب کی خدمت میں خلق اللہ کا ایسا رجوع ہوا کہ مخلوق کے گروہ گروہ اُن کی زیارت کے لئے آتے تھے۔ اور اُن کی کرامات دیکھتے تھے۔ اُن کا یہ ایک واقعہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے کتوں کی دعوت کی تھی۔ ایک کتے سے کہدیا کہ شہر کے کتوں کو بلا لا چنانچہ وہ کتا چلا گیا۔ اور اُس نے بعض کتوں کو خبر دی۔ انہوں نے ایک دوسرے کو خبر دی یہ سب کو واقف کردیا سب کتے قطار وقطار شاہ صاحب کی خدمت میں متوجہ ہوئے۔ شہر میں یہ خبر پھیلی اور تمام لوگ تماشہ دیکھنے کے لئے جمع ہوئے۔ شاہ صاحب اُٹھے اور اُن پر نظر ڈالی اور فرمایا کہ ایک سگ گرگین نہیں آیا ہے۔ حالانکہ یہ مہمانی اُس کے طفیل میں ہے۔ ایک کتا گیا اور اس کو بھی بلا لایا۔ شیر برنج پکا ہوا تھا۔ ہر ایک کے سامنے ایک ایک مٹی کی پیالی رکھدی گئی۔ اور سب نے بلا کسی جھگڑے اور تنازع کے باہم ملکر ادب کے ساتھ کھانا کھالیا۔ اور پھر منتظر بیٹھے رہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ چلے جاؤ۔ سب اُٹھے اور چلے گئے ✦

نیز اسی معمر نے فقیر مولف سے یہ بھی بیان کیا کہ حضرت شاہ ابو کے بکریاں بہت سی تھیں۔ اور اُن کا مسکن اور ماوائے اطراف قصبہ شہر ند میں تھا اور شہر کے ہر طرف کھیتی ہوتی تھی۔ بکریاں تمام زراعت کھا جاتی تھیں۔ کاشتکاروں نے شاہ صاحب کے پاس شکایت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اُن کو کھانے دیا کرو۔ جو کچھ زراعت دوسرے قصبوں میں پیدا ہوتی ہے خرمن کے وقت اتنی ہی تمہارے خرمن سے بھی حاصل ہوگی اتفاقاً اور کاشتکاروں نے کھیت کاٹکر خرمن کیا۔ اور اُن کاشتکاروں نے اُسی گھانس کو جو بکریوں کے کھانے کی وجہ سے بے خوشہ رہگئے تھے کاٹکر جمع کرکے خرمن بنایا کرامت شاہ صاحب موصوف سے اسی گھانس میں اُس سے زیادہ غلہ پیدا ہوا جتنا کہ دوسرے کاشتکاروں نے پیدا کیا تھا ✦

مکاشفہ۔ ایک روز لاہور سے ایک ترکاری فروش خدمت آنجناب میں آیا۔ آپ اُٹھے اور اُس کا احترام کیا۔ حاضرین نے اس کے جانے کے بعد عرض کیا کہ وہ ترکاری

فروش ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص ابدال وقت ہے اور اس کسب کو اپنا برقع بنایا ہے +

مکاشفہ۔ ایک مرتبہ آنجناب نے ماہ رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں ارشاد فرمایا کہ آج عجیب معاملہ معائنہ ہوا۔ آنکھیں مراقبہ میں بند تھیں۔ ایک صاحب کو میں نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت اقدس سید الاولین والآخرین علیہ وعلےٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ تمہارے لئے ایک ایسا اجازت نامہ لکھدوں کہ اب تک کسی اور کے لئے نہ لکھا ہو جب میں نے وہ اجازت نامہ دیکھا تو اس میں الطافِ عظیم واعطافِ کریم متعلق بہ عالم دنیا لکھے ہوئے تھے۔ اور اس کی پشت پر بھی عنایات کثیرہ ورحمت کبیرہ جو اس عالم سے متعلق تھیں مکتوب ہیں۔ چنانچہ اس کی تفصیل مکتوبات قدسی آیات جلد سوم میں مذکور ہے +

مکاشفہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھ کو ہمیشہ نماز تہجد کے لئے اذان یا اعلام یا کسی آواز وغیرہ کے ذریعہ سے بیدار کر دیتے ہیں۔ اور کبھی میں اپنے اختیار سے نماز تہجد کے لئے نہیں اٹھا۔ مگر ایک دفعہ کہ صریح اور واضح طور سے ندا نہ آئی تھی کہ میں بیدار ہو گیا۔ پھر میں نے کہا کہ میں کون ہوں جو اپنے اختیار سے اٹھوں اور اس کی بندگی و اطاعت میں مصروف ہوں۔ میں پھر سو گیا۔ ایک لحظہ نہ گذرا تھا کہ ہر طرف سے اذان و اطلاع کی آواز آنے لگی میں اٹھا اور نماز میں مشغول ہو گیا +

مکاشفہ۔ آپ فرماتے کہ میں نے شریعت کو دیکھا کہ ہمارے اس مقام میں اتری ہے جیسا کہ قافلہ کسی مکان میں اترتا ہے۔ اس میں آپ نے اپنی مسجد اور خانقاہ کی طرف اشارہ فرمایا +

مکاشفہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں ماہ رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں ایک شب اداء تراویح کے بعد بستر خواب پر لیٹ گیا۔ اور خادم میرے پاؤں دبا رہا تھا۔ میں بھولے سے پہلوئے چپ پر لیٹ گیا تھا۔ پھر مجھے یاد آیا کہ سونے میں ابتدا پہلوئے راست سے کرنا سنت اجماعی ہے۔ وہ اس وقت سنت ترک ہو گئی نفس نے کاہلی سے ظاہر کیا کہ سہو اور نسیان سے جو چیز سرزد ہو جاتے

وہ معاف ہے لیکن میں فوراً اٹھا۔ اور پھر لیٹا۔ اور ابتداً پہلوے راست سے
کی۔ اس کے بعد عنایات اور فیوض اور برکات و اسرار بہت کچھ مجھ پر ظاہر ہوئے
اور ندا دی گئی کہ اس رعایت سنت کی وجہ سے آخرت میں تجھ کو کسی طرح کا عذاب
نہ دیا جائے گا۔ اور تمہارے خادم کو بھی جو پاؤں دبا رہا تھا ہم نے بخش دیا۔

**مکاشفہ**۔ فرماتے تھے کہ آج حلقہ ظہر میں حافظ قرآن پڑھ رہا تھا۔ اس وقت بعض وساوس قرآن کے بارہ میں مخطور ہوئے۔ میں متفکر ہوا کہ نفس مطمئنہ ہو چکا اور ولایت متحقق ہو گئی اور فنا و بقا حاصل ہو چکی یہ خطرات کہاں سے آئے میں متوجہ ہوا۔ نہایت توجہ اور الحاح وزاری کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک مرغ عظیم الجثہ میرے سینہ سے نکلا اور اڑ کر چلا گیا۔ میں نے غور کیا کہ یہ کیا چیز تھی آواز دی گئی کہ یہ خناس تھا کہ لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اسی خناس سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۝ الْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ کہو اے محمد کہ پناہ مانگتا ہوں میں پروردگار انسانات اور ان کے بادشاہ اور ان کے معبود سے خناس کے وسوسوں کے شر سے جو وسوسہ ڈالتا ہے۔ لوگوں کے سینوں میں یہ بھی الہام ہوا کہ اصول دین میں جو خطرہ گذرتا ہے۔ اس کا منشا صدر یہی خناس ہے جس کا آشیانہ سینہائے خلق میں ہے اور ہر وقت نیش مارتا رہتا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اس کے آشانہ کو تیرے سینہ بے کینہ سے ہم نے نکال دیا الحق خروج خناس کے بعد شرح صدر نے عجیب ظاہر ہوا۔

**مکاشفہ**۔ فرماتے ہیں کہ چند روز تک مجھ پر قصور اعمال کی دید اس درجہ غالب ہو گئی کہ جب میں نماز اور سورۂ فاتحہ میں لفظ اِیَّاكَ نَعْبُدُ پڑھتا تو حیران ہو جاتا کہ کیا کرنا چاہئے اگر میں پڑھتا ہوں تو مصداق آیہ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ترجمہ۔ تم وہ کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے ہو کا ہو جاتا ہوں۔ اور اگر نہیں کہتا ہوں تو واجب ترک ہو جاتا ہے۔ پس ندا دی گئی کہ ہم نے تجھ سے شرک فی العبادت

اوٹھا لیا۔ اس وقت آیہ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ترجمہ بے شک خدا ہی کے لئے دین خالص ہے، کا مطلب ظاہر ہوا +

مکاشفہ۔ آپ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ صبح کے حلقہ میں میں شریک تھا کہ ایک قسم کی بقا خاص ظاہر ہوئی۔ جو میرے یقین کو بہا لے گئی۔ اور ایک مدت تک قائم رہی۔ اوسی دن نماز عصر کے بعد امام الائمۃ سراج الامۃ ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اپنے تمام شاگردوں اور اپنے مذہب مہذب کے تمام مجتہدوں کے ہمراہ تشریف لائے اور میرے گرداگرد جمع ہوئے ہیں۔ پس امام اعظم کا نور اور اُن تمام آئمۂ کرام کے انوار مجھ میں داخل ہوگئے۔ اور میں نے اُن انوار میں بقا پائی۔ اور عین ان انوار کا ہوگیا۔ اور ہر ایک کے انوار الگ الگ میرے اجزاء ہوگئے۔ دو تین دن کے بعد اسی طرح کا معاملہ انوار امام شافعی اور اُن کے شاگردوں اور اُن کے مذہب کے مجتہدوں کے ساتھ بقا اور تحقیق کا پیش آیا۔ اور دیکھا کہ انوار علماء حنفیہ میرے اندر سے نکل گئے۔ اور انوار شافعیہ میں میں نے بقا پائی۔ اور انوار ہر ایک کے الگ الگ میرے اجزاء ہوگئے جس طرح کہ پہلے مرتبہ میں اُن میں تحقق ہوا تھا۔ اس کے بعد دیکھا کہ جو کچھ انوار میرے باطن سے نکل گئے تھے۔ وہ پھر داخل ہوگئے۔ اور میں ہر دو مذہب کے انوار میں متحقق ہوگیا اور اس وقت ایسا ظاہر ہوا کہ حق اُن دونوں مذاہب سے الگ نہیں ہے۔ اگر حنفی کسی جگہ حق سے رہ گئے ہیں تو شافعی نے اوسے پالیا ہے۔ اور شافعی سے آگے حق متجاوز نہیں ہوا۔ اس کی تفصیل حضرت نے بخوبی فرمائی ہے۔ نیز یہ بھی آپ نے فرمایا ہے کہ دو حصے یا تین حصہ حق کے امام ابوحنیفہ کے ساتھ ہے اور ثلث یا ربع حصہ امام شافعی کے ساتھ ہے۔ اور شافعی سے آگے نہیں بڑھا پس آنجناب کو اس لحاظ سے حنفی الشافعی کہہ سکتے ہیں +

مکاشفہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ بلا تکلف و تعصب میں کہتا ہوں کہ نورانیت مذہب حنفی نظر کشفی میں دریائے عظیم کی طرح ہے۔ اور دوسرے اور مذہب مثل حوضوں اور نہروں کے دکھائی دیتے ہیں +

مکاشفہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے اپنے ایک فرزند مرحوم کی فاتحہ

کے لئے فقرا اور درویشوں کے واسطے کھانا تیار کرایا تھا۔ اس اثنا میں میری زبان پر یہ کلمہ جاری ہوا کہ ہماری یہ فاتحہ کیونکر قبول ہوگی کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ پرہیزگاروں سے قبول فرماتا ہے۔ ابھی میں اسی تردد میں تھا کہ بارگاہ حق تعالےٰ شانہ سے ندا آئی کہ اِنَّکَ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ تم پرہیزگاروں میں سے ہو +

مکاشفہ۔ فرماتے ہیں کہ مجھ پر مکشوف ہوا کہ ہندوستان میں کئی نبی گذرے ہیں مگر کم لوگ اُن کے پیرو ہوئے۔ بعض انبیا پر دو شخص اور بعضوں پر صرف ایک ہی ایمان لایا۔ اور تین نفر سے زیادہ ایمان لانیوالے کہیں نظر نہیں آتے۔ اگر میں چاہوں تو بعثت انبیاء کے مقامات اور دیہات اور اُن کے مساکن بیان کر سکتا ہوں جو کہ مجھ پر ظاہر کئے گئے ہیں۔ اور اُن کے مقابر بھی بتا سکتا ہوں کہ اُن مقابر پر انوار حق اب تک تابان و درخشان دکھائی دیتے ہیں +

مکاشفہ۔ فرماتے ہیں کہ مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ ہمارے زمانہ سے حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور تک یہ کمالات اور معاملات جو کہ اللہ تعالےٰ نے ہم پر افاضہ فرمائے ہیں کسی اور پر ظاہر نہ ہونگے +

مکاشفہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرا ارادہ ہوا کہ کسی مقام خلوت میں جا کر گوشہ نشین ہو جاؤں۔ اور حسب خلوت اختیار کر لوں۔ میں نے استخارہ کیا اور بارگاہ رب العزت سے اجازت طلب کی خطاب مستطاب آیا کہ طریقہ محبوب و پسندیدہ و مناسب و لائق یہی ہے جس پر اب قائم ہو۔ نہ طریق گوشہ نشینی و تنہائی +

قدسیہ۔ آپ فرماتے تھے کہ مجھ کو میرے فرزند اعظم خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ کی قبر کے مقابل دفن کیا جائے گا کہ وہاں ایک باغ جنت کے باغوں میں سے میں نے دیکھا ہے +

مکاشفہ۔ مخدوم زادہ عالی قدر خواجہ محمد معصوم نے آنجناب کا یہ ارشاد لکھا ہے۔ کہ اگر میرے روضہ کی خاک پاک کی ایک مٹھی بھر کر کسی قبر میں ڈالدی جائے تو رحمت عظیم کے نزول کی امید ہے۔ پھر اس کا کیا رتبہ ہوگا۔ جو اُس مقبرہ میں مدفون ہے +

مکاشفہ۔ اندرون گنبد و بیرون گنبد کی زمین کے متعلق کہ اس وقت داخل

احاطہ تھی آپ ارشاد فرماتے تھے کہ وہ ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے اب وہ احاطہ باقی نہیں رہا۔ اور وسیع ہو گیا ہے +

مکاشفہ۔ انہی مخدوم زادۂ بلند سیر نے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے کہ قبر ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے۔ اس کا مطلب یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ جو کچھ فصل و مسافت اُس ٹکڑۂ قبر اور جنت میں ہوتی ہے وہ اُٹھا لی جاتی ہے گویا وہ بقعہ جنت کے ساتھ فنا و بقا پیدا کر لیتا ہے۔ اور یہی معنی ہے حدیث نبوی علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا کہ میری قبر اور میرے منبر کے مابین ایک باغ ہے جنت کا +

واضح ہو کہ یہ قسم روضہ کی خصوص خواص کے لئے ہے۔ ہر مسلمان کو یہ بات میسر نہیں ہے اتنا ہو سکتا ہے کہ اُن کے مقام قبر میں ایک گونہ صفائی و نورانیت پیدا کر دی جائے۔ اور اس میں اس کی استعداد ہو جائے کہ مقام جنت کا پرتو اُس پر پڑ سکے۔ اور مصفا آئینہ کے ہم رنگ ہو جائے +

مکاشفہ۔ فرماتے ہیں کہ آفتاب کی طرف بے تکلف دیکھ سکتے ہیں مگر شاہ سکندر نبیرۂ شاہ کمال کے دل کی طرف غلبہ شعاع انوار کی وجہ سے نہیں دیکھ سکتے کہ رسائی نہیں ہو سکتی ہے +

مکاشفہ۔ آپ نے ایک روز فرمایا کہ مجھ پر ایسا ظاہر کیا گیا ہے کہ ہمارے معارف و حقائق تحریر کردہ نظیر احمد بس و نور حضرت مہدی موعود سے گذرینگے اور اُن کی بارگاہ میں مقبول ہونگے +

مکاشفہ۔ آپ نے فرمایا ہے کہ مجھ پر منکشف ہوا ہے کہ حضرت مہدی موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ اسی نسبت علیہ پر ہونگے۔ اس میں آپ نے اپنی نسبت خاصہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ چنانچہ رسائل اور مکتوبات میں اس کی تفصیل بخوبی فرمائی ہے +

مکاشفہ۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ایک امت ہم پر منکشف کیا گیا کہ اگر کوئی نمازی نماز وتر کو دیر سے ادا کرنے کے ارادہ سے وقت تہجد تک سو جائے اور یہ نیت رکھے کہ آخر شب میں وتر پڑھوں گا تو کاتبین اعمال تمام شب اس کے نام پر

نیکیاں لکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ وتر ادا کرے۔ پس جس قدر ادائے وتر میں تاخیر کی جائے بہتر ہے +

مکاشفہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ کشفاً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عالم کو بدعت کی تاریکیوں نے گھیر لیا ہے۔ اور نور سنت اس میں کرمکِ شب افروز کی طرح بعض جگہ خال خال معلوم ہوتا ہے +

مکاشفہ۔ ایک روز بتقریب تکرار کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ آپ نے فرمایا کہ اے کاش تمام عالم بمقابلہ اس کلمۂ طیبہ کے دریائے محیط کے ساتھ قطرہ ہی کی مناسبت رکھتا۔ یہ کلمۂ مقدسہ جامع کمالات ولایت و نبوت ہے۔ لوگ تعجب کرتے ہیں کہ ایک بار کلمۂ طیبہ کہنے والا کیونکر جنت میں داخل ہو جائے گا اور جہنم کے خلود سے کیونکر رہائی پائے گا۔ مجھ کو ایسا محسوس اور مشہود ہوتا ہے کہ تمام عالم اگر صرف ایک دفعہ کلمۂ طیبہ کہنے پر بخشدیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو ممکن ہے۔ اگر اس کلمۂ طیبہ کی برکات تقسیم کی جائیں تو اس کے تمام عالم ابد الآخر تک معمور اور سیراب رہ سکے گا +

مکاشفہ۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ داخل طریقہ ہو چکے ہیں یا قیامت تک بواسطہ یا بے واسطہ داخل ہوں گے وہ سب مرد اور عورتیں میرے سامنے لائے گئے اور ہر ایک کا نام و نسب اور مولد و مسکن بتایا گیا۔ اگر میں چاہوں تو سب بیان کر سکتا ہوں +

مکاشفہ۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے محض کرم و عنایت اور لطف و رحمت خالص سے مجھے بشارت دی کہ ہم نے تمہاری دنیا کو بھی آخرت بنا دیا ہے +

مکاشفہ۔ ایک روز آنجناب قدس سرہٗ قضائے حاجت کے لئے بیت الخلا گئے۔ دیکھا کہ ایک پیالہ سفالی شکستہ کہ جس سے عہنر نجاست اٹھاتا تھا۔ اور اس پر اسم اللہ منقوش تھا۔ اور نجاستوں میں آلودہ تھا۔ آنجناب نے پیالہ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور وہاں سے نکلے۔ اور خادم سے فرمایا کہ آفتابہ لاؤ۔ اور پیالہ کو خاص اپنے دست مبارک سے آپ نے پاک کیا۔ ہر چند خدام نے التماس کیا کہ ہم اسکو

پاک کرتے ہیں۔ مگر قبول نہ فرمایا۔ اور پاک کر کے اُس کو ایک اونچے تاک پر سفید کپڑے میں لپیٹ کر تعظیم کے ساتھ رکھدیا۔ اور جب پانی پینا چاہتے تو اسی پیالہ میں پیتے۔ اس اثنا میں بارگاہ رب الارباب سے خطاب مستطاب آیا کہ جس طرح تم نے ہمارے نام کی تعظیم کی۔ اسی طرح ہم نے بھی تمہارے نام کو دنیا و آخرت میں معظم بنایا ہے آپ فرماتے تھے کہ اس عمل نے جس قدر فیوض و برکات پونچائے وہ صد سالہ ریاضت و مجاہدہ سے بھی ناممکن تھے۔

مکاشفہ۔ حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم نے اپنے بعض مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے کہ آپ کے والد ماجد قدس سرہٗ نے فرمایا کہ وضو میں مجھے شک تھا اور جنازہ میری عاجزہ ام کلثوم کا لایا گیا میں نے چاہا کہ وضو تازہ کر کے نماز جنازہ میں مشغول ہوں۔ اس اثنا میں میرے باطن میں آواز دیگئی کہ اگر اسی وضو سے نماز جنازہ ادا کرو گے تو ہم اس میت کو بخشدیں گے۔ چنانچہ اسی وضو سے میں نے نماز جنازہ ادا کی۔

مکاشفہ۔ ایک روز صبح کے حلقہ میں آنجناب مراقب تھے اور قصور اعمال کی دید غالب ہوگئی تھی اور انکسار و تضرع کا غلبہ تھا کہ بمصداق حدیث مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ (ترجمہ) جو خدا کے لئے تواضع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بلند کرتا ہے۔ بارگاہ غفار الذنوب ستار العیوب جل شانہٗ و عم احسانہٗ سے خطاب مستطاب پہنچا غَفَرْتُ لَکَ وَلِمَنْ تَوَسَّلَ بِکَ بِوَاسِطَۃٍ اَوْ بِغَیْرِ وَاسِطَۃٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کہ میں نے تجھ کو بخشدیا۔ اور اس کو بھی جو تمہارا وسیلہ اختیار کرے بواسطہ یا بلاواسطہ قیامت تک سب کو بخشدیا۔ اور اس بشارت کے اظہار کا حکم دیا گیا۔

مکاشفہ۔ ایک دفعہ حضرت اجمیر شریف زیارت روضہ شریفہ قطب الاقطاب خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ اور بہت دیر تک اس بدر اولیاء کے مزار پر انوار پر مراقب رہے۔ جب باہر نکلے تو محرمان اسرار سے فرمایا کہ حضرت خواجہ نے بہت کچھ اعطاف اور الطاف فرمایا۔ اور اپنے برکات خاصہ کی ضیافت کی اور سخنان اسرار کی گفتگو فرمائی۔ اور ہم کو جو یہ کوشش تھی۔ کہ

لشکر سلطانی کی ہمراہی سے علیحدگی ہو جائے۔ آپ نے اس سے منع فرمایا۔ اور اس کو رضائے حق تعالےٰ پر تفویض کرنے کے لئے حکم دیا۔ اتنے میں مجاوران مرقد منور حضرت خواجہ قدس سرہٗ چادر غلاف قبر شریف حضرت خواجہ کی کہ ہر سال تازہ آپ کی قبر پر قرب اشرف پر ڈالی جاتی ہے اور قدیم چادر کسی مشہور بزرگ وقت کی خدمت میں بھیجی جاتی ہے۔ یا سلاطین وقت اس کو تبرکاً لے لیتے ہیں اور لعل و زمرد کی طرح صندوق میں کمال تعظیم کے ساتھ محفوظ رکھتے ہیں۔ بطور تحفہ کے آنجناب کے پاس لائے۔ اور کہا کہ آپ سے بڑھ کر اس تبرک کا سزاوار اور کوئی نہیں ہے۔ آپ نے اس کو ادب کے ساتھ لے لیا۔ اور فرمایا کہ حضرت خواجہ کا یہ تبرک ہمارے کفن کے لئے رکھا جائے۔ کہ اس وقت اس کے سوا حضرت خواجہ کے پاس اور کوئی لباس نہ تھا۔ اس لئے اُسے ہم کو عطا فرمایا +

مکاشفہ۔ آنجناب نے اپنے آخری مرض کے زمانہ میں فرمایا کہ جو کمال کہ کسی بشر کے لئے ممکن الحصول ہو سکتا ہے بطفیل آنحضرت علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ و التسلیمات ہم کو اس سے ایک حصہ عطا کیا گیا۔ اس ارشاد کی تفصیل حضرت مخدوم زادہ نے بخوبی تحریر فرمائی ہے۔ وہاں ملاحظہ ہو +

مکاشفہ۔ آنجناب قدس سرہٗ نے جلد ثالث کے بعض مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے کہ ملامت خلق کی اس جماعت کا حسن اور اُن کے زنگار کے لئے صیقل ہے نہ کہ باعث قبض و کدورت ابتدائے حال میں جب کہ فقیر قلعہ میں محبوس ہوا تو محسوس ہوتا تھا کہ انوار ملامت خلق شہروں اور دیہات سے نورانی بادلوں کی طرح لگاتار پہونچتے ہیں۔ اور کام کو پستی سے بلندی پر لیجاتے ہیں۔ برسوں تک تربیت جمالی سے قطع مسافت کی جاتی رہی مگر اب تربیت جلالی سے قطع مسافت کرتے ہیں۔ اور مقام صبر بلکہ مقام رضا میں رہتے ہیں۔ اور جمال و جلال سے مساوی جانتے ہیں کہ جفائے محبوب اس کی وفا سے زیادہ لذت بخش ہے +

مکاشفہ۔ فرماتے تھے کہ شیخ ابن عربی باوجود اس گفتگو اور اس شطح خلاقی کے گروہ مقبولین حق اور صف اولیاء عظام میں نظر آتے ہیں +

مکاشفہ ۶ بر کریماں کارہا دشوار نیست

ترجمہ ۶ کریموں پر کوئی کام دشوار نہیں ہے

کبھی وہ علماء سے رنجیدہ ہوتے ہیں اور کبھی گالیوں پر ہنستے ہیں۔ حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کا منکر خطر میں ہے اور ان کے کلام کا قبول کرنے والا خطر میں نہیں ہے۔ شیخ رضی اللہ عنہ کے سخنان خلافی کو قبول نہ کرنا چاہیئے مگر خود شیخ کو ولی برحق و مقبول ماننا چاہیئے۔ مسئلہ قبول اور عدم قبول میں فقیر کا طریق متوسط ہی ہے۔

مکاشفہ آنحضرت قدس سرہ کا یہ دستور تھا کہ نماز صبح کے بعد متوجہ ہو کر بیٹھتے تھے۔ اور بعد نماز کے دعا مانگنے کے بعد مراقبہ میں مشغول ہو جاتے۔

ایک مرتبہ عرفہ کی صبح میں نماز فجر کا سلام پھیرنے کے بعد اسی طرح رو بقبلہ بیٹھے رہے۔ یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو گیا اُس وقت آپ نے مراقبہ سے سر اٹھایا۔ اپنے خاص خاص مریدوں سے راز میں یہ فرمایا کہ آج زیارت کعبہ معظمہ کا شوق پیدا ہوا اور حرم محترم کا اشتیاق ظاہر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ کعبہ مکرمہ آیا اور میرا طواف کیا تعجب ہے کہ اصحاب ارباب کشف اس واقعہ سے غافل رہ گئے۔ ورنہ وہ بھی ضرور میرے گرد پھرتے اور میرا طواف کرتے۔

مکاشفہ ایک دفعہ شب ستائیسویں ماہ رمضان المبارک میں آپ نے فرمایا کہ آج شب قدر ہے اور تراویح سے فراغت پانے کے بعد فرمایا کہ لیلۃ القدر کی ساعت شریفہ میں مجھ میں غیبت پیدا ہوئی۔ اور اُس ساعت کا آخری حصہ نصیب ہوا۔ جس طرح کہ ایک لشکر آگے چلا جائے اور پیچھے ہوئے لوگ آہستہ آہستہ پیچھے چلتے رہ جاتے ہیں ایسا ہی میں نے اُسے دیکھا۔

مکاشفہ شب برات کی صبح میں آنجناب قدس سرہ پر منکشف کیا گیا کہ آپ کے مرید خاص شیخ طاہر لاہوری کا نام نیکوں کے دفتر سے خارج کر دیا گیا اور بدبختوں کے دفتر میں لکھ دیا گیا ہے۔ آپ بارگاہ الٰہی میں متوجہ ہوئے اور اس مصیبت کے دفع کرنے کے لئے توجہ فرمائی۔ معلوم ہوا کہ عرش مجید میں اس حکم کو قضاء مبرم میں لکھا گیا ہے نہایت حیران ہوئے۔ اس اثنا میں حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ ارشاد کہ قضاء مبرم میں کسی کو دست تصرف نہیں ہے۔ سوائے

میرے ۔ آنجناب قدس سرہٗ کو یاد آیا ۔ پس التجا اور تضرع و مناجات فرمائی ۔ کہ خدایا جب تو نے اپنے برگزیدہ بندے کو اس دولت سے مشرف فرمایا تو اگر اس فقیر کو بھی اس سے ممتاز فرمایا جائے ۔ تو تیری عنایت سے دور نہیں ہے ۔ آپ کی یہ دعا قبول ہو گئی ۔ اور معلوم ہوا کہ قضا کی ایک قسم لوح محفوظ میں مبرم ہے ۔ مگر عند اللہ معلق ہے ۔ بنا بر شفاعت یا بامر دیگر اخص خواص کو اس قضا میں تصرف کی اجازت دیتے ہیں ۔ مگر جو قضا علم الٰہی میں بھی مبرم ہے اُس میں کچھ تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا ۔ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ نہیں بدلا جا سکتا وہ قول جو میرے پاس ہے ، اس کے یہی معنی ہیں ۔

مکاشفہ ۔ آنجناب قدس سرہٗ نے پہاڑوں کی گھاٹیوں میں رہنے والے لوگوں کے احوال اخروی اور مشرکین زمانۂ فترت رسل کے متعلق فرمایا ہے کہ ایک مدت دراز کے بعد عنایت خداوندی جل سلطانہٗ نے اس اشکال کا حل فرمایا اور منکشف کیا کہ یہ جماعت نہ بہشت میں ہمیشہ رہیگی ۔ اور نہ ہمیشہ دوزخ میں بلکہ بعثت انبیا کے بعد اور ان کے احیاء اخروی کا حساب کر کے بقدر جرائم اُن پر عذاب کرینگے ۔ اور تکمیل حقوق کر کے مثل حیوانات غیر مکلف کے ان کو بھی معدوم مطلق اور لاشے محض کر دیا جائے گا ۔ اس لئے ہمیشگی نہیں ہو سکتی ۔ اس معرفت غریبہ کو میں نے بارگاہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات میں عرض کیا ۔ سب نے اس کی تصدیق فرمائی اور قبول کیا ۔

مکاشفہ ۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو اسرار قضا و قدر پر اطلاع دیگئی ۔ اور اس کو اس طریقہ سے منکشوف کیا گیا ہے کہ اصول شریعت کے ساتھ کسی طرح کی بھی مخالفت لازم نہیں آسکتی ۔ اور نقص ایجاب اور آمیزش جبر سے بالکل پاک ہے ۔ ظہور میں چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے ۔ تعجب ہے کہ اصول شریعت سے مخالف نہ ہوتے پر کیوں پوشیدہ رکھی گئی ہیں ۔ اگر مخالفت کی آمیزش ہوتی تو پوشیدگی مناسب ہوتی ۔ وہ جو کچھ کرے کوئی اس کو نہیں پوچھ سکتا ؎

کرا زہرہ آنکہ از بیم او کشاید زباں جز بہ تسلیم تو

ترجمہ کس کی طاقت ہے کہ اُس کے خوف سے زبان کھول اسکے سوائے تسلیم کر لینے کے ۔

**مکاشفہ**۔ حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی بیاض میں لکھا ہے کہ آنجناب قدس سرہٗ عام دعوتوں میں تشریف نہیں لیجاتے تھے۔ ایک روز ایک دولتمند نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر التجا کی کہ میں نے اپنے ایک عزیز کی فاتحہ کے لئے کھانا تیار کیا ہے۔ آنجناب مجھ کو قبولیت دعوت سے عزت بخشیں آپ نے دعوت عام ہونے کی وجہ سے قبول نہ فرمائی۔ اُس نے نہایت انکسار و عقیدتمندی اور اخلاص کا اظہار کیا۔ اس وقت آنجناب پر الہام کیا گیا کہ اگر تم اس جانے میں حرام ہونے کا شک کرو گے تو ہم قیامت کے دن اس مردہ کو جس کی یہ فاتحہ ہے اس قدر نور عطا کرینگے کہ تمام اہل محشر اُس نور سے منور ہو جائینگے۔ آنجناب متفکر ہوئے کہ یہ حرمت کیوں دور ہو گی۔ جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ تو ظاہر کیا گیا کہ تمہارا اس مجلس میں جانا ہی حرمت کا دُور ہونا ہے۔ پس آپ نے اُس کی دعوت قبول فرمائی۔ اور اُس کے مکان پر تشریف لیگئے +

**مکاشفہ**۔ آپ فرماتے ہیں کہ مقام رضا سے اوپر کی رسائی نہیں بجز حضرت **خاتم الرسل علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و التسلیمات** کے اور کسی کی رسائی نہیں ہے۔ اس ارشاد کے تحریر کرنے کے چند روز بعد آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں نماز تہجد سے فراغت کے بعد تمام انبیا علیہم الصلوٰت و التسلیمات پر درود بھیج رہا تھا۔ دیکھا کہ کل حضرات انبیا علیہم السلام اپنے مقامات سے عروج فرما کر مقام رضا سے بالا مقام پر چند واسطوں سے واصل ہوئے +

اس کے بعد آنحضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات نے علیہ و علٰی آلہٖ الف الف صلوٰۃ و تسلیمات (اُن پر اور اُن کی آل پر ہزاروں درود اور سلام نازل ہوں) اس مقام میں کہ متابعت ملت حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام سے متعلق تھا۔ عروج فرمایا۔ اور اس مقام عزیز میں رسائی حاصل فرمائی +

**مکاشفہ**۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم پر منکشف کیا گیا ہے کہ حضرت رحمٰن کے خزائن رحمت کی حقیقت وجود محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور کوئی رحمت اس خزانہ سے الگ نہیں ہے۔ عام ازیں کہ دنیاوی رحمتیں ہوں یا اُخروی۔ ننانوے رحمتیں کہ آخرت کیلئے رکھی گئی ہیں۔ اُن کا منشا ایک چشمہ ہے اور دنیا میں جو رحمتیں پھیلائی

گئی ہیں۔ اُن کا خزانہ دوسرا چشمہ ہے +

**مکاشفہ** ایک مرتبہ آنجناب قدس سرہٗ نے اپنے اُن صاحبزادگان کی فاتحہ کیلئے کھانا تیار کرایا۔ جو آپ کے روبرو وفات فرما چکے تھے۔ بعد توجہ کثیر کے وہ کھانا مقبول ہوا۔ اور ایسا مکشوف ہوا کہ ملائکہ کرام کھانے کے خوان لے جا رہے ہیں۔ اور اُن کی قبور میں پہنچا رہے ہیں۔ اور بہشت کے ایک چمن میں اس کھانے کو جمع کر رہے ہیں۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ میرے فرزند اُس کھانے کے پاس گئے اور کھانا اُن کے اندر چلا گیا۔ اور پھر اُن میں استعداد فوق کی پیدا ہوئی اور عروج میں مصروف ہوئے۔ اور عروج کثیر کے بعد ایک بہشت ظاہر ہوئی۔ جو نہایت رفیع المنزلت اور تر و تازہ تھی۔ پس وہ اس میں داخل ہو گئے۔ چونکہ آنجناب قدس سرہٗ نے بوقت فاتحہ دینے کے سب مومنین اور مومنات اور ملائکہ عالیات کو بھی شریک فرمایا تھا۔ اس لئے آپ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے کسی مومن اور مومنہ کی قبر ایسی نہ پائی جس میں وہ کھانا نہ گیا ہو۔ اور کوئی بہشت ایسی نہ تھی جو اس ضیافت سے خالی ہو۔ اور یہ بھی دیکھا کہ ملائکہ میں بھی خوانہائے گوناگون بھیجے گئے۔ اور اُن کے ثواب میں کوئی کمی نہ کی گئی۔ اسی طرح جب کبھی آنجناب قدس سرہٗ مردوں کی روحانیت کے ایصال ثواب کیلئے فاتحہ دلاتے اسی طرح کے مکاشفات معائنہ ہوتے تھے +

ایک مرتبہ آپ ایک ایسے بیمار کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے جو قریب مرگ تھا۔ آپ اُس کے حال کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ اس کا قلب نہایت تاریک ہے۔ ہر چند آپ نے تاریکی دفع کرنے کی کوشش کی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بہت دیر کے بعد معلوم ہوا کہ یہ تاریکیاں صفات کفر سے پیدا ہوئی ہیں۔ جو اس میں پوشیدہ ہیں۔ اور منشا اُن کدورتوں کا کفار کے ساتھ موالات رکھنا ہے اُن تاریکیوں کا دفعیہ عذاب دوزخ پر موقوف ہے۔ کہ کفر کا بدلہ یہی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اُس کے دل میں ایک ذرہ ایمان کا بھی داخل ہے کہ آخر میں اُسی کی برکت سے اُس کو دوزخ سے نجات دینگے اس حالت کے مشاہدہ کے بعد آپ کے دل میں خیال آیا کہ ایسی حالت میں اس کی نماز جنازہ پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ توجہ کے بعد معلوم ہوا کہ نماز پڑھنی چاہئے +

**مکاشفہ** آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ اذان کے بعد میں دعا کر رہا تھا اور ہاتھ زانو پر تھے اس اثنا میں خیال آیا کہ یہ روش ادب سے دور ہے۔ ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنی چاہیئے۔ مَیں نے ہاتھ اُٹھائے۔ اور دعا میں مشغول ہوُا۔ اس ادب کے صلہ میں بارگاہِ ستار و غفار سے ندا آئی کہ ہم تم پر کسی طرح کا ہرگز عذاب نہ کرینگے ۔

**مکاشفہ** حضرت مخدوم زادۂ عالیمقام خواجہ محمد معصوم نے روایت فرمائی ہے۔ کہ آنجناب یہ فرماتے تھے کہ احادیث میں آیا ہے کہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے اور اس کے ذمہ کسی کا قرض ہو یا حق عباد اُس پر باقی ہو تو اُس کی رُوح کو ترقی نہیں ہوتی۔ جب تک کہ اُس کی طرف سے ادا نہ کردیا جائے۔ اور اس کی روح محبوس رہتی ہے بالائے آسمان نہیں جاتی۔ آنجناب قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا کہ مجھ پر ایسا ظاہر کیا گیا کہ یہ حکم اُس کے لئے مخصوص ہے جس کو کہ اس عالم میں ترقی نہ ہوئی ہو۔ لیکن اگر اس عالم میں باوجود ان تعلقات کے ترقی ہوئی ہو تو بعد مرنے کے بھی اُس کو ترقی دیجاتی ہے۔ بخلاف اس شخص کے کہ جو اس عالم میں محبوس ہو جائے۔ تو وہ بعد موت کے بھی محبوس رہیگا۔ کہ ترقی بعد الموت ان تعلقات سے رہائی پانے پر منحصر ہے۔

**مکاشفہ**:- مخدوم زادہ عالی شان علیہ الرحمۃ نے بیاض خاص میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ قَالَ اللہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ ھٰذَا کِتَابُنَا یَنْطِقُ عَلَیْکُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا کُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ یہ ہماری کتاب ہے جو تم پر سچی گواہی دیگی اور ہم تمہارے اعمال کو لکھتے رہتے ہیں ۔

علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اس سے فرشتوں کا اعمال کو لکھنا مراد لیا ہے اور خدا کی طرف اس استناد کو مجازی بتایا ہے، آنجناب قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اس آیت کی تکرار کر رہا تھا کہ خیال آیا کہ اللہ تعالےٰ نے اس مقام پر اعمال کے لکھنے کی اپنی طرف نسبت فرمائی ہے اس کی کوئی حقیقت ضرور ہوگی۔ اس کے بعد معلوم ہوُا کہ اس مرتبۂ مقدسہ میں فرشتوں کی اعمال نویسی کے علاوہ اور ایک قسم کا لکھنا نوٹ کرنا ثابت ہے۔ اور وہ اُن بعض افراد کے لئے مخصوص ہے جن کے حالات سے اللہ تعالےٰ اپنے سوا فرشتوں کو بھی مطلع کرنا نہیں چاہتا ہے ذٰلِکَ فَضْلُ اللہِ

یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ، یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے، اور یہی راز ہے اس نکتہ میں اللہ تعالےٰ اپنے بعض خواص اور ارباب اختصاص کے اعمال پر ملائکہ کرام کاتبین کو بھی مطلع نہیں کرتا ؎

میانِ عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبیں راہم خبر نیست

ترجمہ۔ عاشق اور معشوق کے درمیان ایسے راز و نیاز ہوتے ہیں کہ اُن کی فرشتوں کو بھی خبر تک نہیں ہوتی +

**مکاشفہ** - قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا نَسَبَ سُبْحَانَہُ التَّوَفِّیَ اِلٰی نَفْسِہٖ اَنَّ الْمُتَوَفِّیَ مَلَکُ الْمَوْتِ کَمَا یَدُلُّ عَلَیْہِ الْاٰیَۃُ الْاُخْرٰی اِذْ یَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ لِبَعْضِ الْخَوَاصِ بِلَا تَوَسُّطِ الْمَلَکِ وَمَا جَاءَ فِیْ بَعْضِ الْاَخْبَارِ مِنْ تَوَسُّطِ الْمَلَکِ الْمَذْکُوْرِ لِبَعْضِ الْخَوَاصِ فَیُمْکِنُ حَلُّھَا عَلٰی ھٰذَا الْمَعْنٰی بِاَدْنٰی تَوَجُّہٍ فَتَأَمَّلْ فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ اللہ وفات دیتا ہے انفس کو اُن کی موت کے وقت۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے وفات دینے کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ حالانکہ وفات دینے کا کام ملک الموت کا ہے۔ چنانچہ اِس پر دوسری آیت دلالت کرتی ہے پس ممکن ہے کہ یہ توفّی بعض خواص افراد کے لئے بلا توسط ملک الموت کے ہو اور دیگر آیات میں جو بتوسط ملک الموت کے آیا ہے وہ دوسرے خواص کے لئے ہو۔ اس طرح پر ادنےٰ توجہ سے یہ آیت حل ہو جاتی ہے۔ پس خوب غور کرو +

**مکاشفہ** جب دفتر اوّل مکتوبات قدسی آیات تین سو تیرہ مکتوبوں کی تعداد پر موافق عددِ اصحابِؓ بدر تمام ہو گیا۔ تو بعض اصحابؒ نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو بعد کے مکتوبات بھی جمع کیے جائیں۔ اور دفتر دوم کا آغاز کر دیا جائے۔ فرمایا کہ ان تمام علوم و معارف کی بابت جو ان مکتوبوں میں لکھے گئے ہیں متردد ہوں کہ آیا یہ مقبول بارگاہ حق تعالےٰ ہیں یا نہیں۔ اس اثنا میں آپ نے انکسار اور افتقار اور توجہ خاص بجناب قدس فرمائی۔ خطاب ہوا کہ یہ تمام علوم و معارف کہ تحریر کئے

گئے ۔ بلکہ تمہاری گفتگو میں آئے ۔ سب مقبول اور پسندیدہ ہیں بلکہ اُس کا بھی اظہار کیا گیا کہ تمہارا کل کلام میرا کلام ہے ۔ آپ فرماتے تھے کہ اُس وقت تفصیلاً و اجمالاً اُن علوم کا مَیں نے ملاحظہ کیا ۔ اور علے الخصوص اُن علوم کا جن کے بارہ میں مَیں متردد تھا تو سب اسی حکم میں داخل پائے گئے ۔ اور دفتر دوم کے جمع کے لئے مجھ کو حکم دیا گیا ✣

**مکاشفہ** ۔ گناہ کبائر کی تعیین میں علما نے بے انتہا اختلاف کیا ہے کہ ان کی تعداد کا تعیین ناممکن ہو گیا ہے ۔ جیسا کہ کتب کلام اور فقہ کے مطالعہ سے بخوبی ظاہر ہے ✣

آنجناب قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ بعد نماز تہجد کے خیال پیدا ہوا کہ اُن کے تعیین کے لئے بارگاہ قدس میں متوجہ ہونا چاہیئے ۔ تھوڑی سی توجہ پر بتایا گیا کہ کل کبائر سات ہیں ۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے ۔ اِتَّقُوا مِنَ السَّبْعِ الْمُوْبِقَاتِ یعنی ان سات چیزوں سے بچو جو ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں ، اور جڑ اُن کی شرک ہے اور دوسرے چھ گناہ اُس کے گرداگرد ہیں ۔ گویا شرک تنہ ہے اور بقیہ چھ گناہ اُس کی شاخیں ہیں ۔ اور اور گناہ جو رہے وہ داخلِ دائرہ معاصی صغیرہ ہیں ۔ بعض صغائر کا تعیین بھی فرمایا گیا مثل سُود کھانا ۔ اور جھوٹ بولنا ۔ اور غیبت کرنا اِن کو شرکِ صغیرہ کہتے ہیں ✣

# حضرت ہفتم

## آنجناب قدس سرہٗ کے کلام پر مخالفین کے بعض شکوک کے جواب اور آپ کے کلمات کے مدائح کے بیان میں ۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ✣

واضح ہو کہ آنجناب قدس سرہٗ سے باوجودِ صحو اور نہایت اتباع سُنّتِ سنیہ کے زبان خامہ عنبرین شمامہ سے بعض اوقات غلبۂ حال کی وجہ سے کلمات سکر سرزد ہوئے ہیں ۔ چنانچہ بعض مشائخ نے آپ کی جناب میں عرض کیا کہ آپ بالکل صحو رکھتے ہیں ۔ پھر کلمات سکر یہ آپ سے کیونکر سرزد ہوئے ۔ آپؒ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ

صحو خالص عوام الناس کو ہوتا ہے۔ جو چوپایوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس طائفہ کو ہر چند صحو ہوتا ہے۔ مگر بے آمیزش سکر کے نہیں ہوتا۔ اور صحو ان تمام علوم کے اظہار کی تاب نہیں لا سکتا۔ نیز آنجناب قدس سرہٗ ان امور کے اظہار میں مامور تھے۔

## ان شبہات کے جواب مناسب یہ ہیں

## شبہ اوّل

مخالفین کا ایک شبہ یہ ہے کہ آنجنابؒ نے عرضہ داشت یازدہم میں جو اپنے پیر بزرگوار حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں تحریر کی تھی۔ لکھا ہے کہ ثانیاً معروض یہ ہے کہ اول مقام میں ملاحظہ کرنے میں دوسری مرتبہ اور بعض مقامات کہ بعض بعض سے بالا ہیں ظاہر ہوئے۔ فوق کی طرف توجہ اور نیاز و شکستگی کے بعد جب اس مقام سے بالا مقام میں رسائی ہوئی۔ تو معلوم ہوا کہ یہ مقام حضرت ذی النورین رضؓ کا ہے۔ اور دوسرے خلفا کا بھی اس مقام میں عبور واقع ہوا ہے۔ اور یہ مقام بھی مقام تکمیل و ارشاد ہے۔ اسی طرح اور مقاماتِ فوق جواب مذکور ہو نگے۔ اس مقام سے بالا ایک اور مقام نظر آیا۔ جب اس مقام پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ مقام حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اور اس میں اور خلفا کا بھی عبور ہوا ہے اس سے بالا مقام حضرت صدیق اکبر رضؓ ہے اس مقام میں بھی رسائی ہوئی۔ اپنے مشائخین میں سے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کو میں ہر مقام میں اپنے ہمراہ پاتا تھا۔ اور دوسرے خلفا کا بھی اس مقام میں عبور ہوا ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں سوائے عبور اور مرور اور ثبات کے۔ اس سے بالا اور کوئی مقام معلوم نہیں ہوا۔ الا مقام حضرت خاتمیت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات اور بمقابل مقام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایک اور مقام نورانی نہایت عمدہ کہ اس کا مثل اور کوئی نظر نہیں آتا تھا۔ ظاہر ہوا اور مقام سابق سے قدرے بلند تھا جس طرح کہ چبوترے کو زمین سے بلند کرتے ہیں۔ اور معلوم ہوا کہ یہ مقام محبوبیت ہے۔ نہایت رنگین اور منقش پایا گیا۔ اس کے بعد اپنے کو اس کیفیت میں لطیف اور ہوا یا قطعۂ ابر کے ہمرنگ آفاق میں منقش پایا۔ اور بعض اطراف کو لے لیا۔ اور حضرت خواجہ بزرگ حضرت صدیق اکبر

کے مقام میں ہیں رضی اللہ تعالے عنہ۔ میں اپنے کو مقابل اس مقام کے پاتا ہوں جیسا کہ ابھی عرض کیا گیا۔ ختم ہوگیا آپ کا کلام شریف ✦

اِس کلام قدسی آیات سے مخالفین نے جن کے دلوں میں بیماری ہے یہ مطلب لیا ہے کہ آپ اپنے کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے رفیع المقام سمجھتے ہیں جس جگہ کہ مقابل مقام حضرت صدیق اکبر کے اور مقام ظاہر ہؤا۔ اور اپنے کو حضرت نے اُس انعکاس میں رنگین اور منقش پایا ✦

# جواب

مَیں کہتا ہوں کہ یہ اعتراض عدم تدبر و تفکر اور اصطلاح صوفیہ سے ناواقفیت کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ یافت اور چیز ہے اور وصُول اَور ہے۔ ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص مستی اور سکر میں اپنے کو پادشاہ پاتا ہے اور وصُول بدرجۂ بادشاہی اُس کو میسّر نہیں ہے۔ حضرت قدس سرہٗ نے یہ فرمایا ہے کہ اس مقام کے عکس میں اپنے کو رنگین پایا۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں اس مقام پر پہنچا۔ آفتاب فلکِ چہارم پر ہے اور اُس کا عکس زمین پر روشن ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ زمین مقام آفتاب پر پہنچ گئی ✦

نیز آنجناب قدس سرہٗ نے اسی عرضہ داشت کی ابتدا میں لکھا کہ اَور خلفا کا بھی مقام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں عبور واقع ہؤا ہے۔ مگر عبور اور مرور اَور ثبات میں بہت کچھ تفاوت ہے۔ آپ کا یہ کلام امراض قلبیہ کے لئے شفا ہے یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وہاں مقام ہے۔ اور دوسرے خلفا کی صرف آمد ورفت ہے ✦

جب کہ آنجناب قدس سرہٗ کو اس کلام کے باعث جہانگیر بادشاہ کے پاس لیگئے بادشاہ نے آپ سے پوچھا کہ ہم نے سُنا ہے کہ آپ نے لکھا ہے کہ میرا مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ سے بلند تر ہے۔ آپ نے بھی جواب دیا اور ایک مثال بھی بیان کی کہ مثلاً آپ کسی ایک ادنےٰ آدمی کو خدمت کیلئے بلائیں اور اُس سے ازراہ نوازش اسرار کی باتیں کریں تو وہ لامحالہ پنج ہزاری اُمرا کے مقام کو طے کر کے پیشی تک پہنچیگا۔ اور پھر اپنے مقام پر واپس جاکر کھڑا ہو جائیگا۔ اس سے یہ لازم

نہیں آتا کہ اُس کا مرتبہ امراء پنج ہزاری سے زیادہ ہو جائے۔ اِس جواب کو سُنکر بادشاہ کا عتاب دُور ہو گیا *

اِسی اثنا میں ایک شخص نے جو خدا شناسی سے دور تھا بادشاہ سے کہا کہ اِس شیخ کا حال دیکھئے کہ آپ ظل اللہ اور خلیفۃ اللہ ہیں۔ آپ کو سجدہ نہیں کیا۔ بلکہ معمولی تواضع با ہمی بجانہ لایا۔ بادشاہ اس کلام کے سُننے سے غصہ ہوا۔ اور گوالیار میں حضرت کو قید کرنے کا حکم دیا۔ اس واقعہ سے پہلے شاہزادۂ دین پناہ شاہجہان کہ آنجناب سے خلوص کامل رکھتا تھا علماے فہامی افضل خاں اور خواجہ عبدالرحمن مفتی کو کتب فقہ کے ساتھ حضرت کی خدمت میں بھیج چکا تھا کہ سجدۂ تحیت سلاطین کے لئے آیا ہے اگر آپ سجدہ کریں تو کوئی گزند بادشاہ سے آپ کو نہ پہنچیگا۔ مَیں ضامن اور ذمہ وار ہوتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ ضعیف حکم رخصت ہے۔ اور مسئلہ قوی عزیمت یہ ہے۔ کہ غیر حق کو کبھی سجدہ نہ کریں *

اِس کا یہ بھی ایک جواب ہے کہ آنجناب قدس سرہٗ نے اسی عرضہ داشت میں لکھا تھا کہ فقیر اپنے آپ کا فرِ فرنگ اور ملحد زندیق کو بدرجہا بہتر جانتا ہے اور سب میں بدتر اپنے آپ کو سمجھتا ہے۔ انتہیٰ *

پس جب کہ آپ کی دید قصور اس درجہ تک پہنچی ہوئی تھی۔ تو پھر یہ گمان بد کرنا کہ آپ اپنے کو حضرت صدیق اکبرؓ سے کہ بعد انبیا علیہم السلام کے افضل بنی آدم ہیں، افضل جانتے ہیں عقل وفراست سے دُور ہے *

نیز آنجناب قدس سرہٗ نے ایک مکتوب موسومہ شیخ حمید بنگالی میں لکھا ہے کہ صوفیہ کی ایک غلطی یہ ہے کہ کبھی سالک مقامات عروج میں اپنے کو دوسروں سے جن کی افضلیت بالاجماع ثابت ہے بالا پاتا ہے حالانکہ یقیناً مقام اس سالک کا اُن بزرگواروں کے مقامات سے ادنےٰ ہے بلکہ یہ اشتباہ بہ نسبت مقامات انبیاءؑ کے بھی جو کہ قطعاً بہترین خلق ہیں علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات واقع ہوتا ہے عیاذاً باللہ من ذالک *

اِس غلطی کی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک نبی اور ولی کا عروج اُن اسماتک ہے کہ اُن کے مبادی تعیّنات وجودی ہیں۔ اس عروج اسمی کے ولایت متحقق ہوتی ہے

دوسرا عروج اسما میں ہوتا ہے اور یہاں سے آگے کو جہاں تک کہ اللہ تعالےٰ چاہے۔ مگر باوجود اس عروج کے ہر ایک کی منزل اور مبادی وہی اسم ہے جو اُن کا مبداءِ تعین وجودی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کو تلاش کرنے والا اُن کو انہی مقامات عروج میں پاتا ہے کیونکہ مکانِ طبعی اُن بزرگواروں کے مراتب عروج میں وہی اسماء ہیں۔ اور اِن سے عروج و نزول بوجہ عروضِ عوارض ہوتا ہے۔ سالک بلند فطرت کی سیر جب اسما سے بلند تر ہوتی ہے تو اُن اسماء عروجی سے بھی آگے چلا جاتا ہے۔ اس لیئے توہمِ افضلیت پیدا کرتا ہے۔ عیاذاً باللہ سبحانہٗ پس یہ توہم اس کے یقین سابق کو بدل دیتا ہے۔ اور افضلیت انبیا علیہم الصلوٰت والتسلیمات اور اُلوہیت اولیا قدس اللہ اسرارہم میں کہ اجماعی چیز ہے۔ شبہات پیدا کرتا ہے۔ یہ مقام سالکوں کا لغزش گاہ ہے۔ اس وقت سالک نہیں جانتا کہ اکابر نے اسمائے سے عروج بے نہایت فرمایا ہے۔ اور فوقِ فوق میں چلے گئے ہیں۔ اور یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ اسماء اُن کے امکنۂ طبعیہ ہیں اور اس سالک کا بھی وہاں ہی مکانِ طبعی ہے مگر اُن اسماء سے بہت نیچے ہے۔ کیونکہ افضلیت ہر شخص کو باعتبار افدیت اس اسم کے ہے جو اُس کا مبداءِ تعین ہوگیا ہے۔ اسی طرح مشائخ کا یہ قول کہ کبھی عارف مقاماتِ عروج میں برزخیتِ کبرے کو حائل نہیں پاتا اور بے واسطہ اُس کے ترقی کرتا ہے +

حضرت خواجہ قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ بی بی رابعہ بصریؒ بھی اسی جماعت سے ہیں یہ جماعت عروج کے وقت اُس اسم سے جو مبداءِ تعین برزخ کبرے ہے بالا چلی گئی ہے۔ اس لیئے توہم کرتی ہے کہ برزخیت کبرٰے حائل نہیں رہی ہے برزخ کبریٰ سے مراد حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حقیقت اِس کی بھی یہی ہے جو بیان کی گئی ہے +

اس غلطی کی دوسری وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ جب سالک کی سیر اس اسم میں ہوئی جو اُس کا مبداءِ تعین ہے اور وہ اسم جامع ہے۔ جمیع کمالات ہے اجمالی حیثیت سے کیونکہ اُن کی جامعیت بواسطۂ جامعیت اُن اسما کے ہے اس لیئے اِس ضمن میں اُن اسما میں بھی کہ اور مشائخین کے مبادی تعینات ہیں۔ سیر ہوگی۔

اور سالک ہر ایک اسم سے گذر کر اس اسم کے انتہا تک پہنچیگا۔ اور اپنی فوقیت کا توہم کریگا۔ حالانکہ جو کچھ مقامات مشائخ اُس نے دیکھے ہیں وہ اُن کے مقامات کا خلاصہ ہیں۔ نہ حقیقت اُن کے مقامات کی اور چونکہ اس مقام میں اپنے کو جامع پاتا ہے۔ اور دوسروں کو اپنے اجزاء پا رہا ہے۔ اس لئے اپنی اولویت کا وہم کرتا ہے۔ اس مقام میں شیخ بسطام قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ میرا لواءِ لواءِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے۔ غلبہ سکر کی وجہ سے یہ نہیں جانتے ہیں کہ شیخ کے لوا کی رفعت لواءِ محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ نہیں ہو سکتی ہے۔ بلکہ ایک نمونہ لواءِ محمدی سے ہے جو حقیقت اسم شیخ کے ضمن میں مشہور ہوئی ہے +

علےٰ ہذا شیخ کا یہ قول جو اُنھوں نے اپنی قلب کی وسعت کے بارہ میں کہا ہے کہ اگر عرش و مافیہا کو گوشہ قلب عارف میں رکھ دیا جائے تو کچھ بھی محسوس نہ ہوگا یہاں بھی انموذج کا حقیقت سے اشتباہ ہے ورنہ عرش کہ حضرت حق سبحانہٗ اُس کو عظیم فرماتا ہے قلب عارف کی اُس کے مقابلہ میں کچھ وسعت و حقیقت نہیں ہے جس قدر ظہور حق سبحانہٗ کا عرش میں ہے اس کا عشر عشیر بھی قلب میں نہیں ہے اگرچہ قلب عارف کیوں نہ ہو۔ رویت اخروی ظہور عرش میں متحقق ہوگی۔ اِس کی توضیح ہم ایک مثال سے کرتے ہیں۔ کہ انسان چونکہ جامع عناصر و افلاک ہے۔ پس جب اپنی جامعیت پر نظر ڈالے گا تو عناصر اور افلاک کو اپنے اجزا گمان کرے گا۔ اور جب یہ دید غالب آئے تو دُور نہیں کہ وہ یہ کہے کہ میں کرۂ زمین سے برتر ہوں اور افلاک سے عظیم تر۔ مگر عقلا سمجھ لیں گے کہ اُس کی عظمت و کلانی اس کے اجزا کی وجہ سے ہے۔ اور کرۂ زمین و افلاک در حقیقت اُس کے اجزا نہیں ہیں۔ مگر صرف اُن کے انموذجات اُس کے اجزا بنائے گئے ہیں۔ اور اس کی کلانی اس کے اجزاء ارضی و فلکی سے ہے نہ حقیقت کرۂ ارضی و سماوی سے +

اسی مسئلہ اشتباہ انموذجِ شے بحقیقت شے کی وجہ سے صاحب فتوحاتِ مکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ جمع محمدی جمع الٰہی سے زیادہ جامع ہے کیونکہ جمع محمدی شامل ہے حقائق کونی و الٰہی دونو کو اس لئے اجمع ہوگی۔ صاحب فتوحات نے اس کا خیال نہیں کیا کہ جمع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی شمولیت ظلال مرتبہ الوہیت کے ایک

ظل اور اُس کے انموذجات کے ایک انموذج پر ہے۔ نہ اُس مرتبہ مقدسہ کی حقیقت پر بلکہ اُس مرتبہ مقدسہ کو بہ نسبت کہ عظمت و کبریائی اس کے لوازم سے ہے۔ جمع محمدی کی کچھ مقدار نہیں ہے۔ جیسے کہ مَالِلتُّرَابِ وَرَبِّ الْاَرْبَابِ تراب اور رب الارباب کا کیا مقابلہ ؏

اِسی طرح سالک جب اپنے اسم مربی میں سیر کرتا ہے تو گمان کرتا ہے۔ کہ بعض اکابر جو کہ اس سے یقیناً افضل ہیں۔ اس کے توسط سے بعض درجات فوق کو پہنچے ہیں۔ اور اُسی کے توسل سے اُنہوں نے ترقی کی ہے۔ یہ مقام بھی سالکوں کی لغزش گاہ ہے ؏

پناہ بخدا! اگر اس گمان سے اپنے کو افضل جانے گا تو ضلالت ابدی میں پھنس جائیگا۔ ایک بادشاہ عظیم الشان اپنی سلطنت کے ایک زمیندار کے علاقہ میں جائے۔ اور اُس کے توسط سے بعض مقامات میں پہنچے۔ اور بعض مقامات فتح کرے۔ مگر زمیندار کو بادشاہ پر فضیلت حاصل نہیں ہوتی ہے۔ غایت مافی الباب یہ ہے کہ احتمال فضل جزئی پیدا ہو گا۔ جو خارج از بحث ہے۔ کیونکہ ہر حجام اور جولاہ بعض اپنے وجوہ خاص سے عالم ذوفنون اور حکیم بوقلموں پر فضیلت رکھتا ہے۔ مگر یہ اعتبار سے خارج ہے۔ اعتبار فضل کلی کا ہے جو حکیم و عالم کو حاصل ہے ؏

اِس فقیر کو بھی ایسے شبہات اور خیالات کثرت سے پیدا ہوئے تھے اور ایک زمانہ تک یہ حالت قایم رہی مگر حفظ خداوندی جل شانہ شامل حال رہا کہ یقین میں سر مو فرق نہ آیا۔ اور اعتقادِ اجماعی میں فتور پیدا نہ ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْمِنَّۃُ عَلٰی ذٰلِکَ وَعَلٰی جَمِیْعِ نَعْمَآئِہٖ اللہ تعالےٰ کا اس نعمت اور اس کی تمام نعمتوں کا ہزار ہزار شکر اور احسان ہے۔ اگر کبھی کچھ خلاف اجماع ظاہر ہوا تو اُس پر فقیر نے کچھ اعتبار نہ کیا۔ اور محامل نیک پر اس کو محمول کیا۔ اجمالاً اتنا جانتا تھا کہ بر تقدیر صحت کشف یہ زیادتی راجع بفضل جزئی ہوگی۔ اگرچہ یہ وسوسہ پیدا ہوتا تھا کہ مدار فضل قرب الٰہی جل شانہٗ پر ہے۔ اور یہ زیادتی قرب میں ہو رہی ہے۔ پس یہ فضل جزئی کیوں ہے۔ مگر یقین سابق کے مقابلہ میں یہ شبہ دور ہو جاتا تھا اور توبہ و استغفار اور انابت سے التجا کرتا تھا۔ اور گریہ و زاری سے دعا کرتا تھا۔ کہ

ایسے انکشافات ظاہر نہ ہوں۔ اور خلاف اعتقادات اہلِ سنت و الجماعت سرِ انکشاف نہ ہو +

ایک روز اس خوف نے غلبہ کیا کہ مبادا ان انکشافات پر مواخذہ کیا جائے اور ان وہمیات پر سوال کیا جائے۔ اس خوف نے بیقرار اور بے آرام کر دیا۔ اور التجا و تضرع بارگاہ اقدس خداوندی جلّ سلطانہٗ میں اور زیادہ کی۔ اور ایک مدت تک یہی حالت قائم رہی۔ اس زمانہ میں ایک بزرگ کے مزار پر گذر ہوا اور اس معاملہ میں اُن کو مَیں نے اپنا معین بنایا۔ عنایت خداوندی جلّ سلطانہٗ نے دستگیری کی اور حقیقت معاملہ کو کما حقہٗ ظاہر فرمایا۔ روحانیت حضرت رسالت خاتمیت علیہ وعلےٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات نے کرمت عالیہ سے شرف حضور عطا کیا۔ اور تسلی خاطر حزین کو بخشی اور فرمایا کہ قرب الٰہی باعث فضل کلّی ہے مگر یہ قرب جو تجھے حاصل ہوا ہے وہ ظلال مرتبۂ الوہیت کا ایک ظل ہے اور مخصوص اُس اسم سے ہے جو تمہارا رب ہے۔ پس موجب فضل کلّی کا نہ ہوگا۔ آنحضرت ؐ نے اس مقام کی صورتِ مثالیہ اس طرح ظاہر فرمائی کہ کچھ شک باقی نہ رہا۔ اور محل اُس کا بالکلیہ زائل ہو گیا +

اِس فقیر نے وہ علوم جو محلِ اشتباہ ہیں اور تاویل اور توجہ کی گنجائش رکھتے ہیں اپنے کتب و رسائل میں لکھے تھے۔ اور وہ منتشر ہو چکے ہیں۔ خیال تھا کہ اُن علوم کے منشاء اغلاط کو جو محض فضل خداوندی جلّ سلطانہٗ سے روشن ہوئے ہیں۔ فقیر تحریر کر دے اور اشتہار دیدے کہ گناہ مشتہرہ کے لئے اشتہار توبہ درکار ہے۔ تاکہ لوگ اُن علوم سے خلاف شریعت امور نہ سمجھ لیں۔ اور خود تقلید میں نہ گریں۔ اور اُن کو تعصب و تکلف گمراہ نہ کریں۔ کہ اُس راہ غیب الغیب میں بہت سے پھول کھلتے ہیں ایک جماعت کو ہدایت کی طرف لیجاتے ہیں۔ اور دوسری جماعت کو گمراہی کی رہنمائی کرتے ہیں۔ آپ کا کلام ختم ہو گیا +

نیز آنجناب قدس سرہٗ نے انہیں اعتراضات کے دفعیہ کے لئے لکھا ہے۔ اور سالک کے اُن اسمائے سے عروج کے معاملہ کو جو اُس کے مبادی تعینات ہیں۔ ایک مثال میں واضح فرمایا ہے اور وہ یہ ہے :-

اہل معقول نے کہا ہے کہ دُھواں مرکب ہے اجزاء ارضی و ناری سے

پس جب دھواں صعود کرتا ہے تو اجزاء ارضی صحبت سے اجزاء ناری کے اوپر کو چلے جاتے ہیں۔ اور قسر قاسر کی وجہ سے عروج کرتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ اگر دھواں قوی ہو تو اس کا عروج کرۂ نار تک ہوتا ہے۔ اور اس صعود میں اجزاء ارضی مقامات اجزاء آبی اور اجزاء ہوائی نہیں کہ بالطبع فوقیت رکھتے ہیں پہنچینگے۔ اور وہاں سے عروج کرکے آگے چلے جائینگے۔ اس صورت میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ رتبۂ اجزاء ارضی بلند تر ہے مرتبۂ اجزاء آبی اور اجزاء ہوائی سے۔ کیونکہ یہ تفوق باعتبار قسر قاسر کے ہے نہ باعتبار ذات کے اور کرۂ نار پر وصول کے بعد جب یہ اجزاء ارضی نزول کرینگے اور اپنے مرکز طبعی پر پہنچینگے تو ضرور ان کا مقام آب ہوا کے مقامات سے نیچے ہوگا۔ پس صورت مابہ البحث میں بھی عروج اس سالک کا مقامات سے باعتبار قسر کے ہے اور وہ افراط حرارت محبت اور فوق جذب عشق ہے۔ ورنہ ذاتی طور پر اس کا مقام مقامات سے نیچے ہے ❊

جواب مذکورۂ بالا مناسب حال منتہی ہے لیکن اگر ابتدا ہی میں یہ توہم پیدا ہو اور اپنے کو مقامات اکبر میں پائے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر مقام کا ابتدا اور توسط میں ظل اور مثال ہوتا ہے۔ اور مبتدی متوسط جب ان ظلال پر پہنچتے ہیں۔ تو خیال کرتے ہیں کہ اکابر اولیا کے ساتھ مقامات میں انہوں نے شرکت پیدا کرلی ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ یہ اشتباہ ظل شے کا ہے نفس شے کے ساتھ ❊

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ كَمَا هِيَ وَجَنِّبْنَا عَنِ الْاِشْتِغَالِ بِالْمَلَاهِي بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ اَتَمُّهَا وَاَكْمَلُهَا ۔ انتہی۔ خدایا! دکھا تو ہم کو اشیاء کے حقائق جس طرح کہ وہ ہیں اور بچا ہم کو ممنوعات میں مشغولیت سے بطفیل سردار اولین و آخرین کے ان پر اور ان کی آل اور اصحاب پر درود اور سلام اتم و اکمل نازل ہو۔ انتہے ❊

مَیں یہ بھی کہتا ہوں کہ اسلام میں یہ کچھ پہلا ہی شیشہ نہیں ہے۔ جو توڑا گیا ہے۔ بلکہ زمانۂ قدیم سے کلمات متشابہات آئے ہیں۔ کلام اللہ میں بھی الفاظ ید اور ساق اور استوی نے ایک جماعت کو مجسمہ بنایا ❊

اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالے نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اور میں نے اپنے رب کو نوجوان لڑکے کی صورت میں بن ٹھن کے بازاروں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے ❊

مشائخ میں شیخ بایزید علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ میرا لوا لوار محمد سے زیادہ بلند ہے گ

کمامر بتفصیلہ +

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خاتم نبوت چاندی کی اینٹ ہے۔ اور خاتم الولایت سونے کی۔ یہ بھی کہا ہے کہ خاتم النبوۃ خاتم الولایت سے معارف اور علوم اخذ کرتے ہیں +

نیز حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ میں نے شیخ منصور حلاج رح اور شیخ بایزید بسطامیؒ اور شیخ جنیدؒ کے مقامات میں سیر کی۔ جہاں تک وہ لوگ گئے تھے میں بھی گیا۔ اور ایک بارگاہ کے پاس گیا کہ اس سے زیادہ معظم اور کوئی بارگاہ نہ تھی کہا گیا کہ یہ بارگاہ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ پس میں نے گستاخی نہ کی اور سر نیاز آستانۂ عرش نشان آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ پر رکھ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حال پر کرم فرمایا اور مجھ کو اس مقام میں داخل فرمالیا +

ظاہر ہے کہ جو شخص مقام محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پہنچیگا تو اس کا گذر تمام انبیاؑ و خلفاؑ کے مقامات پر ہوگا۔ پس جو تاویل یہاں کی جائیگی وہی تاویل بابہ البحث میں بھی ہوگی +

شیخ عطار علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ انبیا اور خلفا کے لئے جس طرح عالم شہادت میں اماکن خاصہ ہیں۔ اور مسافرین و زائرین اُن کی زیارت کرتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اِسی طرح عالم غیب میں بھی اُن کے مقامات ہیں۔ کہ سالکان طریقت فتح کار اور طلب نعمت احوال کے لئے انبیاء و اولیاء کرام کے اول مقامات پر جاتے ہیں اور اُن کے آستانہ عرش نشان پر روئے نیاز رکھ کر کشائش کار کا سوال کرتے ہیں بہت سے ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کا فتح باب نہیں ہوتا۔ پس بارگاہ علیہ نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جاتے ہیں۔ اور وہاں سے فیض اُٹھاتے ہیں +

## شبہ دوم

کہا جاتا ہے کہ آنجناب مسئلہ وحدت الوجود سے جو متاخرین صوفیہ کا مسئلہ متفق علیہ ہے منکر ہیں +

# جواب

آنجناب قدس سرہٗ نے اس بارہ میں جو کچھ فرمایا ہے اور آپ کے کلام سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے۔ یہ ہے کہ وحدت وجود سالکانِ طریقت کو اثنار راہ میں منکشف ہوتا ہے مگر اس کو کمال الکمال نہیں جانتے ہیں کہ اُس کے اوپر ترقی نہ ہو۔ چنانچہ تحریر فرمایا ہے کہ حال وحدت وجود اچھا ہے مگر بشرطِ عبور۔ آنجناب قدس سرہٗ کو ابتدا میں یہ حال پیدا ہوا تھا چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں :-

جو کچھ مسئلہ وحدت وجود اور اُس کے متعلقات کے بارہ میں کہا جاتا ہے ابتدا حال ہی میں فقیر کو اُس سے مشرف کیا گیا۔ اور شہود احدت کثرت میں حاصل ہوا پھر اس مقام سے مراتب بالا پرے گئے۔ اور مختلف علوم کا اس ضمن میں افادہ فرمایا گیا۔ مگر مصداق ان مقامات اور عوارف کا کلام قوم سے صراحۃً پایا نہیں جاتا ہے۔ صرف اشارات اور رموزِ اجمالی بعض بزرگوں کے کلام شریف میں ہیں۔ لیکن گواہ عادل اُن کی صحت پر موافقت شریعت اور اجماع اہل سنت ہے۔ مخالف جزئی بھی شریعت غرا کے ساتھ نہیں رکھتے اور نہ کسی طرح کی موافقت بلکہ علمار اسلام کی جماعت کہ مخالفت اصل سنت کے ساتھ رکھتی ہے۔ ان کے اصول کے ساتھ بھی موافقت نہیں ہے ۔

نیز آنجناب قدس سرہٗ نے ایک شیخ صوفی کو لکھا کہ آپ کی مجلس میں کسی درویش نے اس فقیر کے متعلق یہ بیان کیا کہ فقیر مسئلۂ وحدت الوجود کا منکر ہے ۔

میرے مخدوم! فقیر کا یہ مشرب طفولیت سے ارباب توحید کا تھا۔ اور فقیر کے والد بھی اسی مشرب پر تھے۔ اور ہمیشہ اسی طریق کی مشغولیت میں رہے ہے۔ باوجود نگرانی تمام بجانب فوق اور مرتبہ بے کیفی کے اور بحکم ابن الفقیہ نصف الفقیہ فقیر نے اس مشرب سے حظِ وافر اور التذاذ تمام اُٹھایا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے محض اپنے کرم سے خدمت ارشاد پناہی حقائق و معارف آگاہی موئد الدین الرضی شیخنا و امامنا و مولٰنا و قبلتنا الشیخ محمد الباقی قدس اللہ سبحانہٗ بسرہ الاقدس میں پہنچایا۔ حضرت نے فقیر کو طریقہ علیہ نقشبندیہ کی تعلیم دی۔ اور توجہاتِ بلیغ اس فقیر کے حال پر فرمائیں۔ تھوڑے ہی دنوں میں توحید وجودی منکشف ہوگئی۔ اور اس میں غلو پیدا ہوا اور اس مقام کے

علوم و معارف کثیر ظاہر ہو گئے۔ کوئی دقیقہ اس مقام کے دقائق سے ایسا نہ ہوگا۔ جو منکشف ہونے سے رہ گیا ہوگا۔ دقائق و معارف شیخ محی الدین ابن عربی رح کما حقہ روشن کئے گئے۔ تجلی ذاتی جس کو صاحب فصوص رح نے بیان کیا ہے اور عروج کی انتہا اس تجلی تک لکھی ہے۔ اور اس کے بارہ میں فرمایا ہے کہ اس تجلی کے بعد عدم محض ہے۔ اس تجلی ذاتی سے بھی فقیر کو مشرف کیا گیا۔ اس تجلی کے علوم و معارف بھی کہ شیخ ان کو مخصوص بخاتم الاولیا جانتے ہیں تفصیل کے ساتھ معلوم ہوئے اور سکر وقت و غلبہ حال اس توحید میں اس درجہ پہنچا کہ فقیر نے بعض عرائض میں جو حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت مبارک میں بھیجے تھے۔ یہ رباعی جو بالکل سکر یہ ہے لکھی تھی ؎

اے دریغا کیں شریعت ملت اعمائی ست ملت ما کافری و ملت ترسائی است
کفر و ایمان زلف و روئے آں پری زیبائی ست کفر و ایماں ہر دو اندر راہ ما یکتائی است

یہ حال مدتوں مہینوں برسوں قائم رہا۔ پھر عنایت بے غایت حضرت حق سبحانہ جل سلطانہ دریچہ غیب سے میدان ظہور میں آئی اور پردہ روپوش بے چونی و بے چگونگی کو الٹ دیا۔ علوم سابق کہ مبنی بر اتحاد اور وحدت وجود تھے۔ زائل ہونے لگے۔ اور احاطہ و سریان اور قرب و معیت ذاتیہ کہ اس مقام میں منکشف ہوئی تھی روپوش ہو گئی۔ اور یقین ہوا کہ صانع حقیقی جل سلطانہ کو عالم کے ساتھ ان امور سے کچھ بھی نسبت نہیں ہے اس کا احاطہ و قرب کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں ہے۔ خدا خدا ہے اور عالم عالم۔ وہ پاک ذات بے چون و بے چگون ہے اور عالم سرتا پا داغ چونی و چگونگی سے آلودہ ہے۔ بیچون کو عین چون اور واجب کو عین ممکن نہیں کہا جا سکتا ہے۔ قدیم کبھی حادث نہیں ہو سکتا اور ممتنع العدم جائز العدم نہیں ہو سکتا۔ انقلاب حقائق شرعاً و عقلاً محال ہے۔ ایک کو دوسرے پر حمل کرنا بالکلیہ ممتنع ہے۔ اصلاً اور راساً تعجب ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور ان کے تابعین ذات واجب تعالےٰ کو مجہول مطلق کہتے ہیں۔ اور یہ کہ ذات کے متعلق کوئی حکم ہی نہیں لگایا جا سکتا ہے ؛

**تذییل**۔ ارباب بصیرت پر واضح ہو کہ آنجناب قدسنا اللہ بسرہ الاقدس اثبات اعلائے درجات وحدت الوجود کرتے ہیں۔ غایت مافی الباب یہ ہے کہ آپ کا اختلاف اس مشرب کے صوفیہ کے ساتھ صرف اسی قدر ہے کہ وہ لوگ

اشیاکو مظاہر اسماء الٰہی جانتے ہیں۔ اور مظہر کو عین ظاہر وہ اس وجہ سے خلق و حق عبد و رب کی غلیبت کے قائل ہو گئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ذاتِ حق سبحانہ تعالےٰ وجودِ مطلق ہے اور اشیا کے وجودات مقید ہیں۔ اور قید صرف وہمی ہے اس لئے قائل بہ غلیبت ہیں ؁

آنجناب قدس اللہ اسرارہ فرماتے ہیں کہ حقائق اشیاعدمات ہیں کہ کمالات کا آئینہ اور حضرت وجود کے مظاہر ہیں۔ اتحاد عدم کا وجود کے ساتھ محال ہے اور ظہور وجود کا آئینہ عدم میں ممتنع۔ اس لئے آپ خلق اور حق کی غلیبت کے قائل نہیں ہوئے ہیں۔ آپ کنہ شریعت و حقیقت تک پہنچے ہیں۔ حقیقت میں بڑا مرتبہ توحید کا اور سرورِ انبیا علیہ وعلٰے آلہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی یہی ہے۔ بیت

بے خبر چند ز خود بے خبر　　عیب پسندد بہ غشم ہنر

کس درجہ تو بے خبر ہے خود اپنی تجھ کو خبر نہیں ہے۔ عیب کو ہنر سمجھ کر پسند کر رہا ہے ؁ اس کی تفصیل آنجناب کے مکتوبات سے ظاہر ہوتی ہے ؁

## شبہ سوم

آنجناب قدس اللہ سرہ الاقدس نے رسالہ مبدا و معاد میں تحریر فرمایا ہے کہ صورت کعبہ جس طرح مسجود صورتِ محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اسی طرح حقیقت کعبہ بھی مسجود حقیقت محمدی ہے۔ اس ارشاد سے حقیقت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم پر حقیقت کعبہ کی افضلیت لازم آتی ہے اور یہ امر ثابت شدہ ہے کہ مقصود خلقت کی آفرینش سے حضور آپ ہی ہیں ؁

چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ لولاک لما خلقت الافلاک و لولاک لما اظہرت الربوبیۃ کما ورد لے میرے حبیب اگر آپ نہ ہوتے تو ہم آسمانوں کو پیدا نہ کرتے اور نہ ہماری ربوبیت ظاہر ہوتی ؁

## جواب

آنجناب قدس سرہٗ اسی شبہ کے دفعیہ کے لئے لکھا ہے کہ حقیقت کعبہ سنگ و کلوخ سے مراد نہیں ہے کیونکہ اگر سنگ و کلوخ بھی نہ ہوں تب بھی کعبہ کعبہ ہے اور مسجود

خلق رہیگا بلکہ صورت کعبہ اگرچہ عالم خلق سے مانند خلائق اشیا کے ہے مگر وہ ایک امر باطنی ہے کہ احاطۂ حس و خیال سے باہر ہے۔ وہ عالم محسوسات سے ہے۔ مگر محسوس نہیں ہے وہ تمام اشیا کا متوجہ الیہ ہے۔ مگر توجہ میں نہیں ہے۔ وہ ایک ہستی ہے کہ لباس نیستی میں پوشیدہ ہے۔ اور ایک نیستی ہے کہ کسوۂ ہستی میں ظاہر ہوئی ہے وہ جہت میں بے جہت اور سمت میں بے سمت ہے۔ الحاصل یہ صورت حقیقت منقش ایک اعجوبہ ہے کہ عقل اس کی تشخیص میں عاجز ہے۔ اور عقلا اُس کے سمجھنے میں حیران گویا وہ ایک نمونہ ہے عالم بے چونی کا اور نشان ہے بے نمونی کا۔ اگر ایسا نہ ہو تو شایان مسجودیت نہ ہو سکتا اور بہترین موجودات علیہ و علے آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات بشوق آرزو اُس کو اپنا قبلہ نہ بناتے۔ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ اس کی شان میں نص قاطع ہے۔ اور وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا سے قرآن خود اُس کا مداح ہے۔ وہ بیت اللہ ہے کہ نسبت خاصہ صاحب بیت جل شانہ سے اُس کو حاصل ہے۔ اور اتصال اور نسبت مجہول الکیفیت بے چونی و بے چگونی کی اُس کے ساتھ ہے۔ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی وہ عالم مجاز میں قطرۂ حقیقت ہے۔ ارباب ذوق کے لئے اگرچہ نشستگاہیں بہت ہیں۔ اور مجالس خلوت بے شمار مگر وہ ایسا گھر ہے کہ مزاحمت اغیار سے پاک ہے۔ اور آرام گاہ خاص جانانہ اگرچہ بحکم حدیث قدسی وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِن میری سمائی صرف بندہ مومن کے دل میں ہے، دل میں گنجائش ظہور بے چونی پیدا کر لیتا ہے لیکن نسبت بیت کے ساتھ کہ مبنی بر بیتوتیت ہے کہاں سے پیدا کریگا۔ اور خلوت از اغیار کہ لوازم بیت سے ہے۔ کہاں سے لائیگا۔ چونکہ غیر و غیریت کو اس مقام میں دخل نہیں ہے اس لئے مسجودگاہ خلائق ہوا کہ غیر کے لئے سجدہ نہیں ہے اور غیریت منافی مسجودیت ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سجدہ قبول نہ فرمایا۔ اور بیت اللہ کی طرف شوق و رغبت سے سجدہ ادا کیا۔ اسی سے فرق کا اندازہ کر لو۔ کہ ساجد اور مسجود میں کتنا بڑا فرق ہے۔

اے برادر! جب کہ تم نے صورت کعبہ کا ایک شمہ معلوم کر لیا۔ تو اب کچھ حقیقت کعبہ معظمہ کا بیان بھی سُن لو:۔

حقیقت کعبہ عبارت ہے ذات بے چون واجب الوجود سے کہ ظہور ظلیت کی گرد تک بھی اس کو نہیں لگی ہے وہ مسجودیت و معبودیت کے لائق ہے اگر اس حقیقت کو

مسجودِ حقیقتِ محمدیہ کہا جائے۔ تو کیا نقصان لازم آیا۔ اور اُس کی فضیلت سے کیا فتور پیدا ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ حقیقتِ محمدی تمام افرادِ عالم کے حقائق سے افضل ہے مگر حقیقت کعبہ اس عالم سے نہیں ہے تاکہ اس کی طرف یہ نسبت کی جا سکے۔ اور اسکی فضیلت میں توقف کیا جائے تعجب ہے کہ تفاوت مصدریت ہر دو صاحبِ دولت یعنی ساجدیت اور مسجودیت عقلا کو اُن کے تفاوتِ حقائق کی طرف لے گئی کہ مقام اعتراض باقی رہگیا اور لب کشائی باقی رہی۔ اللہ تعالےٰ اُن کو انصاف دے تاکہ بے سمجھے ملامت نہ کریں۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ۔ اے رب ہمارے بخش دے ہمارے گناہوں کو اور ہمارے اسراف کو ہمارے کاموں میں اور ثابت قدمی دے اور مدد کر ہماری کفار کے مقابلہ میں ؎

## شبہ چہارم

آنجناب قدس سرہٗ نے لکھا ہے کہ مَیں مرید خدائے جل علا کا ہوں۔ اور اس کا مراد بھی ہوں عزّ شانہٗ میرا سلسلہ ارادت بے توسط ید اللہ کے اللہ تعالےٰ سے متصل ہے اور میرے ہاتھ ید اللہ سبحانہٗ کا قائم مقام ہے۔ میری ارادت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بوسائط کثیرہ متصل ہے۔ طریقہ نقشبندیہ میں اکیس واسطے درمیان میں ہیں اور طریقہ قادریہ میں پچیس واسطے ہیں اور طریقہ چشتیہ میں ستائیس ہیں۔ میری ارادت اللہ تعالےٰ سے وسائط قبول نہیں کرتی ہے پس مَیں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا مرید بھی ہوں اور پس خوردہ کھانے والا بھی۔ اور پیچھے پیچھے آپ کے چلنے والا اس خوانِ دولت پر اگرچہ طفیلی ہوں۔ مگر بغیر بلائے کے نہیں آیا ہوں۔ اور اگرچہ تابع ہوں مگر اصالت سے بے بہرہ نہیں ہوں۔ اگرچہ امتی ہوں مگر شریکِ دولت ہوں اور شریک نہیں ہوں کہ اُس سے دعوے شرک ہوتا ہے اور وہ کفر ہے بلکہ اس خادم کی شرکت مخدوم کے ساتھ ہے۔ جب تک کہ مجھ کو بلایا نہیں گیا اس خوانِ دولت پر حاضر نہ ہوا۔ اور جب تک کہا نہیں گیا ہاتھ اس دولت پر دراز نہ کیا ؎

طریقہ نقشبندیہ میں میرے پیر عبدالباقی قدس سرہٗ ہیں۔ مگر متکفل میری بیعت کا

اللہ الباقی ہے۔ مَیں نے فضل سے تربیت پائی ہے۔ اور پسندیدگی کے راستہ سے گیا ہوں۔ میرا سلسلہ رحمانی ہے کہ مَیں عبد الرحمٰن ہوں۔ کیونکہ میرا رب رحمان ہے۔ اور میرا مربّی ارحم الراحمین ہے۔ میرا طریقہ طریقہ سبحانی ہے کہ راہ تنزیہ سے گیا ہوں۔ اور اسم وصفت سے سوائے ذات اقدس تعالےٰ کے اور کچھ نہیں چاہا۔ یہ سبحانی وہ سبحانی نہیں ہے جس کے حضرت بایزید بسطامی رح قائل ہیں کہ اُس کو اس سے مساس نہیں ہے۔ وہ سبحانی دائرۂ انفس سے باہر نہ گئی تھی۔ اور یہ ماوراء انفس و آفاق ہے وہ تشبیہ ہے کہ لباس تنزیہ پہنے ہوئے ہے۔ اور یہ تنزیہ کہ گرد تشبیہ کی اُس کو نہ پہنچی۔ وہ چشمۂ سُکر سے پیدا ہوئی ہے۔ اور یہ عین صحو سے آئی ہے ارحم الراحمین نے میرے حق میں اسباب تربیت کو محض بطور سامان کے بنایا ہے اور حقیقت میں میری تربیت اور تعلیم بجز فضل خدا کسی اور نے نہیں کی۔ میری تربیت میں حق تعالےٰ چونکہ درجہ کرم اور اہتمام برتتا ہے اس لئے اُس کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ اور کسی کے فعل کو میرے حق میں دخل ہو یا مَیں اُس کے لئے کسی اور کی طرف متوجہ ہوں۔ مَیں رضائے حق جل شانہٗ ہوں اور اس کے فضل و کرم ناتمناہی سے مجتبا۔ ع

بر کریماں کارہا دشوار نیست

ترجمہ ع کریموں پر کوئی کام دشوار نہیں ہوتا ہے

بعض مخالفین نے اس مکتوب پر اعتراض کئے۔ اس لئے آنجناب قدس سرہٗ نے دفع اعتراضات کے لئے ایک مکتوب لکھا ہے کہ اعتراض اور جواب اس سے ظاہر ہو جاتے ہیں اس لئے وہ مکتوب بجنسہٖ درج کیا جاتا ہے۔

آپؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے اوائل حال میں فقیر کے لئے سیر محبوبیت مقرر فرمائی تھی۔ اور مثنوی کے یہ شعر مطابق حال فقیر جان کر پڑھا کرتے تھے۔ ابیات

عشق معشوقاں نہان است وستیر ۔۔۔ عشق عاشق با دو صد طبل و نفیر
گرچہ عشق عاشقاں تن زہ کند ۔۔۔ لیک معشوقاں خوش و فربہ کند

ترجمہ معشوقوں کا عشق مخفی اور پوشیدہ ہوتا ہے اور عاشقوں کا عشق بہت شور و شوکا ہوتا ہے۔ گرچہ عشق عاشقوں کے بدن کو دُبلا کرتا ہے لیکن معشوقوں کو خوش اور تر و تازہ

کر دیتا ہے ؛

یہ مرادیت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات سے مخصوص ہے صاحب عوارف قدس سرہٗ نے مجذوب سالک اور سالک مجذوب میں اس کی تصریح فرمائی ہے اور راہِ مریدان کو راہِ انابت اور راہ مرادین کو راہ اجتہاد کہا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اَللّٰہُ یَجْتَبِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ کہ اللہ چن لیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف اس شخص کو جو رجوع کرتا ہے اس کی طرف ؛

اصل طور پر راہ اجتہاد مخصوص بانبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات ہے۔ اور امتوں کے لئے تمام کمالات کی طرح اُن کی اتباع میں حاصل ہوتا ہے یہ نہیں ہے کہ صرف انبیاء سے مخصوص ہو جائے۔ اور امت اس سے بالکل بے نصیب رہے ؛

مخدوما۔ سالک کے لئے فیضان حق بتوسط حضرت خیر البشر علیہ و علےٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام اسی وقت تک رہے کہ سالک محمدی المشرب ہے۔ اور حقیقت محمدی سے منطبق اور متحد نہیں ہے۔ مگر جب کمالِ متابعت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بلکہ محض فضل سے مقاماتِ عروج میں حقیقتِ سالک حقیقت محمدی سے متحد ہو گئی ہو تو توسط کی کیا ضرورت باقی رہی۔ توسط اور حیلولت تو مغائرت میں ہوتی ہے اور اتحاد میں توسط اور متوسط اور حاجب و محجوب نہیں ہوتے ہیں۔ اتحاد میں معاملہ شرکت کا ہے لیکن چونکہ سالک تابع اور الحاقی اور طفیلی ہے تو یہ شرکت از قبیل خادم یا مخدوم ہوئی۔ میرا یہ کہنا کہ حقیقت سالک کو حقیقت آں سرور علیہ و علےٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام سے انطباق و اتحاد پیدا ہو جاتا ہے اس کی توضیح یہ ہے کہ حقیقت محمدی جامع جمیع حقائق ہے۔ اور اسی کو حقیقت الحقائق کہتے ہیں اور اوروں کے حقائق ایسے ہیں۔ جیسے اُس کے اجزا۔ کیونکہ اگر سالک محمدی المشرب ہے۔ تو اُس کی حقیقت اُس کلی کی ایک جزئی ہے۔ اور اُس پر محمول ہے۔ اور حقیقت غیر محمدی المشرب اُس کل کا جزء تو ضرور ہے۔ مگر اس پر محمول نہیں ہے۔ پس ایسے سالک کو جس کی حقیقت محمدی المشرب نہ ہو اُس کو اگر عروج میں اتحاد پیدا ہو تو اس پیغمبر کی حقیقت کے ساتھ ہوگا جس کے زیر قدم یہ سالک ہے اور وہ اس پر محمول ہوگا۔ اور اس کے کمالات

مناسبہ میں شرکت پیدا کریگا۔ لیکن وہ شرکت خادم کی مخدوم کے ساتھ شرکت کے مماثل ہوگی۔ اور جب اس جزئی کو علاقہ کمال سے بلکہ محض فضل سے ایک محبت خاص اپنی کل کے ساتھ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور شوق وصول اس کا دامنگیر ہو جاتا ہے۔ اور وہ قید جو کلی کو جزئی میں لائی تھی فضل خداوندی جل شانہٗ تدریجاً زائل ہو جاتی ہے۔ تو اُس کو ایک انطباق اور الحاق اپنی کل سے حاصل ہو جاتا ہے۔

میرا یہ کہنا کہ محبت خاص پیدا ہوتی ہے۔ اُس کی مثال یہ ہے کہ اِس فقیر کو فضل محض سے یہ محبت پیدا ہوئی تھی۔ اور اُس کے غلبات میں کہتا تھا کہ میری محبت حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ کے ساتھ اس لئے ہے کہ وہ ربِ محمدؐ ہے اور جب تک ایسی محبت پیدا نہ ہو تو الحاق اور اتحاد متصور نہیں ہو سکتا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاۤءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔ یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے اس سے سرفراز فرماتا ہے۔ اور وہ صاحب فضل عظیم ہے۔

اَب مَیں حقیقت توسط عدم توسط کو بیان کرتا ہوں۔ اچھی طرح سے سنو!

طریق جذبہ میں چونکہ کشش جانب مطلوب سے ہوتی ہے اور عنایت الٰہی طالب حال مطلوب ہوتی ہے۔ اس لئے وسائط کی ضرورت نہیں ہوتی۔ طریق سلوک میں چونکہ رجوع طالب کی جانب سے ہوتا ہے۔ اس لئے وسائط سے چھٹکارہ نہیں ہوتا نفس جذبہ میں اگرچہ وسائط درکار نہیں ہیں۔ مگر جذبہ کی تکمیل بغیر سلوک کے نہیں ہوتی کیونکہ اگر سلوک یعنی عمل بر شریعت توبہ و زہد وغیرہ جذبہ سے مل کر اُس کی تکمیل نہ ہو تو ابتر و ناقص رہیگا۔ ہم نے بہت سے ہندو اور ملحدین کو دیکھا ہے کہ جذبہ رکھتے تھے۔ مگر چونکہ متابعت صاحب شریعت سے آراستہ نہیں ہوئے تھے اس لئے خراب اور ناقص رہے۔ اور سوائے صورت جذبہ کے اَور کچھ اُنہوں نے حاصل نہ کیا اور طریق جذبہ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں صاحب شریعت کی متابعت کے سبب سے کہ اِسی کو سلوک کہا جاتا ہے۔ مطلوب تک پہنچنا میسر ہوتا ہے۔ جو بے واسطہ و بلا وصیلولت کے حاصل ہوتا ہے۔

کہا گیا ہے لَوْ دُلِّيتُمْ بِحَبْلٍ لَوَقَعْتُمْ عَلَى اللّٰهِ۔ اگر کھینچے جاؤ تم بارگاہ حق سبحانہٗ میں اور پہنچائے جاؤ ابطن بطون میں تو تم میں اور حق جل وعلا میں

کوئی حجاب و توسط نہیں ہیگا ؛

حضرت خواجہ قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ راہ معیت کہ حق جل سلطانہٗ کو بندہ کے ساتھ ہے۔ اگر میسر ہو جاتے تو وہ بلا توسط کسی امر کے ہوگی۔ کہ مناسب معیتہٗ کے یہی بات ہے اگر واسطہ ہے بھی تو وہ سلسلۂ ترتیب یعنی سلوک میں ہے۔ اور راہ معیت سمت جذبہ سے ہے۔ اور حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام المرءُ مع من احبّ انسان اسی کے ساتھ ہے جس کو وہ دوست رکھتا ہے۔ اس کی تائید کرتی ہے۔ کیونکہ محبوب کے ساتھ معیت جب ثبوت کو پہنچ جاتی ہے۔ واسطہ جاتا رہتا ہے تمام کلام شریف

اس مکتوب میں حضرت نے مسئلۂ عدم توسط و توسط کی شرح تفصیل سے تحریر فرمائی ہے۔ اور دوسری جگہ اسی مکتوب میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ کسی شخص کو اویسی کہنے میں پیر ظاہر کا انکار نہیں لازم آتا ہے۔ کیونکہ اویسی وہ شخص ہے۔ کہ اس کی تربیت میں ارواح اولیاء اللہ کو دخل ہو ؛

حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کو باوجود پیر ظاہر کے چونکہ امداد روحانیت حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ سے بھی تھی۔ اس لئے آپ کو اُن کا اویسی کہا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت خواجہ نقشبند رحمہ نے بھی باوجود پیر ظاہر کے روحانیت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ سے بہت کچھ امداد پائی تھی۔ اور جو شخص کہ باوجود اویسیت کے اقرار پیر ظاہر کا بھی کرتا ہو۔ اس پر اُس کے پیر کے انکار کا الزام دنیا میں رکھ دینا بڑی ناانصافی کی بات ہے ؛

مراد ترکیب لفظ عبدالباقی سے معنی اضافی ہیں۔ نہ معنی علمی مگر متعدد وجوہ سے معنی کا علمی اشعار بھی اس میں پایا جاتا ہے یعنی میرا پیر اگرچہ بندۂ باقی ہے مگر متکفل میری تربیت کا اللہ باقی ہے۔ اس میں کونسی تحریف ہوئی اور کیا سوءِ ادب لازم آیا۔ اللہ تعالےٰ انصاف کی توفیق دے ؛

ایک بات یہ ہے کہ معنی سُبحانی میں جو کہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ سے غلبۂ سکر میں صادر ہوا تھا۔ جو کچھ قصور بیان کیا گیا ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ قصور دائمی اور قرار یافتہ ہو جائے۔ تاکہ دوسرا اس سے افضل قرار پا سکے۔ اکثر معارف ایسے ہوتے ہیں کہ بمقتضائے وقت صادر ہوتے۔ مگر جب عنایت الٰہی جل شانہٗ نے اُن کی نسبت

معلوم ہوا کہ وہ قصور ہے۔ تو اُن کو ترک کر دیا گیا۔ اور اُس کے آگے گزر گئے +

معترض نے بھی کہا تھا کہ اگر ارباب سُکر سے شطحیات نکلیں تو جائز ہے۔ مگر ہوش والوں سے اس کا اظہار نہایت مستبعد ہے +

آپ نے جواب میں لکھا کہ جس نے ایسی باتیں کہیں منشا اُس کا سُکر ہے اور بے آمیزش سُکر کے قلم ہاتھ میں نہیں لیا گیا ہے۔ غایت ما فی الباب سُکر کے مراتب ہیں۔ جس قدر سُکر زیادہ ہو گا۔ شطح کا بھی غلبہ ہو گا جس کو بسطامی کا سا سُکر ہو تو بے تحاشا اُس سے یہ بات کہ میرا جھنڈا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جھنڈے سے بلند ہے ظہور میں آسکے۔ صحو (ہوش) والے کو اس کا گمان نہیں ہوتا کہ سُکر بھی اُس کے کلام میں شریک ہے اور یہ بڑا قصور ہے۔ کیونکہ صحو خالص (نرا ہوش) تو عوام الناس کا حصہ ہے۔ جس کسی نے صحو کو بہتر کہا ہے اس کی غرض اِس سے صحو کا غلبہ ہے نہ کہ خالص صحو اور اسی طرح سے اگر کسی نے سُکر کو بہتر کہا ہے اُس کی مراد بھی غلبہ سُکر ہے نہ کہ خالص سُکر کہ وہ ایک مصیبت ہے +

حضرت جنید قدس سرہٗ کہ فقرا اہل صحو کے سردار ہیں صحو کو سُکر پر ترجیح دیتے ہیں۔ مگر آپ کا کلام اس قدر سُکر آمیز ہے کہ اُس کی کوئی حد نہیں۔ چنانچہ آپ نے (اپنے مرشد حضرت معروف کرخی کے شان میں) ارشاد فرمایا کہ ع

هو العارف والمعروف

وہی عارف ہے اور وُہی معروف

نیز آپ کا یہ ارشاد پانی کا رنگ بعینہٖ اس کے برتن کا رنگ ہوتا ہے اور یہ ارشاد کہ حادث جبکہ قدیم سے ملتا ہے تو اس میں اثر حدوث باقی نہیں رہتا +

اور شیخ الشیوخ شہاب الدین رضی اللہ عنہ صاحب عوارف کہ کامل ترین ارباب صحو سے اُن کی کتاب میں بھی بہت سے سُکر یہ معارف ہیں جن کی کہاں تک تفصیل بیان کیجائے۔ اس فقیر نے ان کے بعض معارف سکریہ ایک جا جمع بھی کئے ہیں۔ چنانچہ یہ سُکر ہی بات ہے کہ اسرار کو ظاہر کرنے کی تجویز کی جائے۔ اور سکریات میں سے ہے کہ کوئی بڑائی اور فخر بیان میں آئے اور اپنے مراتب دوسروں پر ظاہر کئے جائیں اگر صحو خالص ہوتا تو ایسے موقع پر افشائے اسرار کفر تھا۔ اور اپنے کو دوسروں سے

بہتر جاننا شرک ہوگا۔
شعر میں شکر بمانند نمک کے ہے کہ مصلح طعام ہے۔ اگر نمک نہ ہو تو کھانا پھیکا
ہے بیت

اگر عشق نبودے و غم عشق نبودے
چندیں سخن نغز کہ گفتے کہ شنودے

ترجمہ۔ اگر عشق اور غم عشق نہ ہوتا۔ تو ایسے ایسے عمدہ کلام کون کہتا اور کون سنتا۔
فقیر نے جو کچھ علوم و اسرار اس جماعت کے اِن دفتروں میں تحریر کئے ہیں
اُس کے متعلق بظاہر تمہارا یہ خیال معلوم ہوتا ہے کہ حالت صحو خالص میں لکھے گئے
ہیں۔ بخدائے لایزال یہ باتیں بلاشکر کے محض حرام اور باتیں بنانے میں شامل ہے
وہ باتیں بنانے والے کہ صحو خالص سے موصوف ہیں بہت ہیں۔ پس وہ ایسی باتیں
بیان کر کے کیوں مخلوق کے دلوں کو مسخر نہیں کر لیتے۔

فریاد حافظ این ہمہ آخر بہرزہ نیست ہم قصۂ غریب و حدیث عجیب ہست

ترجمہ یہ حافظ کی فریاد کیا یوں ہی فضول ہی ہے نہیں نہیں۔ قصۂ عجیب و غریب ہے
مخدوما! ایسی باتیں جو افشاء اسرار اور خلاف ظاہر پر مبنی ہوں
ہر زمانہ میں مشائخین طریقت قدس اللہ اسرارہم سے ظاہر ہوتی رہی ہیں۔ اور ان
بزرگواروں کی عادت جاریہ ہو گئی ہیں۔ محض فقیر ہی نے اس کی ابتدا اور اختراع
نہیں کیا ہے۔ یہ اسلام میں کچھ پہلا ہی شیشہ نہیں ہے جو توڑا گیا ہو۔ پھر یہ شور و
غوغا کیوں ہے۔ اگر ایسا لفظ صادر ہو جائے کہ علوم شرعیہ سے مطابقت
نہ رکھتا ہو۔ تو اُس کو تھوڑی تاویل سے مطابق شریعت کر لینا چاہیے اور کسی
مسلمان کو متہم نہ کرنا چاہیئے۔ جب کہ شریعت میں فحش فاحشہ کی اشاعت اور
فاسق کو رسوا کرنا حرام آیا ہے۔ تو پھر ادنے اشتبہ پر کسی مسلمان کو رسوا کرنا کیونکر
جائز ہوگا۔ اور شہر بہ شہر اس کی تشہیر کیونکر مناسب ہو گی۔ مسلمانی اور
مہربانی کا طریق یہ ہے کہ اگر کسی سے کوئی حکم ظاہر علوم شرعیہ کے خلاف میں صادر ہو جائے
تو دیکھنا چاہیئے کہ اس کا قائل کون ہے۔ اگر قائل ملحد و زندیق ہو تو اُس کا رد کریں اور
اس کی اصلاح کی کوشش کریں۔ اور اگر قائل مسلمان ہو اور خدا و رسول پر ایمان رکھتا ہو

تو اُس کے قول کی اصلاح میں کوشش کریں اور صحیح محل اُس کے لئے پیدا کریں یا خود قائل کو اُس کا جواب دینے کے لئے موقع دیں۔ پس اگر قائل اُس کے جواب سے عاجز ہو تو اُس کو نصیحت کریں۔ امر معروف اور نہی منکر نرمی کے ساتھ بہتر ہے کہ قریب اجابت ہوتا ہے۔ مکتوب ختم ہوا۔

یہ مکتوب آپ کے مکتوبات کے جلد سوم کے آخر میں مفصل مذکور ہے۔ مکتوب مطول اور کتاب مختصر ہے اس لئے پورا مکتوب نقل نہیں کیا گیا۔ جو حضرات اس کا مطالعہ کرنا چاہتے ہوں وہ اصل مکتوبات میں دیکھ سکتے ہیں۔ اس مکتوب کے آخر میں جو کچھ حضرت نے تحریر فرمایا ہے وہ مخالفین کے تمام شبہات واہیہ کے جواب کے لئے کافی ہے۔

واضح ہو کہ مبداء فیاض سے باطن شریف آنجناب پر جو کچھ معارف و اسرار مخصوصہ وارد ہوتے تھے اُن کی چند قسمیں ہیں:۔

ایک قسم ایسی ہے کہ آنجناب قدس سرہٗ کبھی اُس کو زبان فیض ترجمان پر نہ لائے اور رمز و اشارہ سے بھی کبھی ظاہر نہ کیا مثلاً تاویل مقطعات و متشابہات قرآنی کہ آنجناب پر منکشف ہوئے تھے۔

دوسری قسم وہ ہے کہ اُن کا اظہار صرف اپنے صاحبزادوں سے خاص طور پر فرمایا دوسرے اشخاص کو اس میں شریک نہیں فرمایا اور نہ وہ قلم سے بیان کئے گئے۔

تیسری قسم کے وہ معارف ہیں جن کو آپ اپنے اُن مریدوں سے جو محرمانِ راز و کاملین اصحاب تھے بیان کیا اور اُن کے اظہار کے وقت خلوت خاص ہوتی تھی۔ اور دروازے بند کر لئے جاتے تھے۔ اور اگر اتفاقاً کوئی اور شخص آجاتا تو سکوت اختیار فرماتے اور روئے سخن کو بدل دیتے اور بقیہ اسرار کو اور کسی وقت بیان فرماتے تھے۔ یہ معارف گرامی قدر حتی الامکان تحریر نہیں کئے جاتے تھے۔ مگر جب کہ کوئی محرم راز التماس کرتا تو بلحاظ اجابتِ سوال ایسے طریقہ سے تحریر فرماتے کہ ہر کوئی شخص اُس کا ادراک کر سکے۔

چوتھی قسم یہ ہے کہ بہ التماس سائل یا بہ نیت افادہ طالبان عموماً و شمولاً تحریر کئے گئے ہیں۔ رسائل و مکاتیب قدس ثلثہ و افر البرکت انہی اسرار قسم چہارم پر مشتمل ہیں اور ہر حرفت دل بیماراں کیلئے شفا اور مہجوروں کیلئے وصال ہے۔

یہ تمام مکتوبات قدسی آیات و رسائل چالیس ہزار بیت سے زیادہ ہیں دفتر
اول تین سو تیرہ مکتوبات پر مطابق اعداد انبیاء مرسلین و تعداد اصحاب بدر مشتمل ہے اور
سنہ ۱۰۲۵ھ ہجری میں اختتام کو پہنچا۔ اس کی تاریخ تکمیل دُرّ المعرفۃ ہے۔

دفتر دوم ننانوے مکتوب پر مشتمل ہے موافق اعدادِ اسماء حسنیٰ کے۔

دفتر سوم ایک سو چودہ مکتوبات پر مطابق اعداد سورۂ قرآنی حاوی ہے۔

نیز آپ کے رسائل مثل مبداء و معاد اور معارف لدنی کہ آپ کے احوال و
مقامات خاصہ پر متضمن ہے۔ اور رسالہ مکاشفات غیبیہ اور رسالہ اثبات نبوت اور
رسالہ آداب المریدین اور شرح رباعیات حضرت خواجہ اور تعلیقات عوارف اور رسالہ
رد شیعہ وغیرہ بھی اسرار قسم چہارم میں سے ہیں۔ بلحاظ مطالب کی باریکیوں اور عبارتوں
کی مشکلوں اور اسرار کی تحقیق اور حالات و اشارات کی تدقیق کے آنجناب قدس سرہ کے
علو شان اور رفعت مکان بلندی مراتب پر کرامت ساطعہ اور آیہ قاطعہ ہیں۔ کشف
حقائق الٰہی میں جو کچھ نازکیاں اور باریکیاں آنجناب قدس سرہ نے کی ہیں۔ اکابر علما
و مشائخین اُس کے شیفتہ ہیں۔ اور جو کچھ دقائق متعلق بہ حضرات خمس اور توحید
وجودی و شہودی اور مشاہدہ و مکاشفہ اور ایقان و ایمان غیب و بیان اطوار سبعہ
و ظہور انوار مختلفہ و تجلیات متکیفہ و غیر متکیفہ و جمع بین التشبیہ و التنزیہ و تنزیہ صرف
اور خفا باقی اطلاق و محال تعینات و تجلی برقی و دوامی و معاملہ وراء تجلی سکر و صحو و
علوم وراثت وغیر وراثت اور ولایت کی قسموں کی تحقیق یعنی صغرے و کبرے
و علیا و مقام نبوت و رسالت و صدیقیت و قربت و تدلی و تدنی و محبت و خلت
اور درجات سبعہ متابعت و حد صباحت و ملاحت و جمع درمیان ہر دو اور سیر آفاقی
و انفسی اور سیر ماوراء آفاق و انفس میں آنجناب نے بیان فرمائے ہیں دیدہ عقلمندوں
پر ظاہر و ہویدا ہیں۔ صرف یہی علوم و معارف جو تحریر فرمائے گئے باوجود علو نقل و عقل
و فصاحت و بلاغت مرتبہ اعجاز میں داخل ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ابنائے روزگار
اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ اور جب خلوت میں زبان الہام ترجمان سے
بیان کیا کرتے تھے۔ تو اور ہی حال وارد ہوتا تھا۔ گویا مرقومات قال ہیں اور
ملفوظات حال و بیان معرفت ہیں اور یہ تقاضائے نسبت تھی عطاء نعمت ہیں۔ پردہ تقریر

میں ایسا تصرف فرماتے کہ سامعین پر سکر و حضور غالب ہو جاتا تھا اور ایسی لذت اور حال وارد ہوتا جس کا بیان ناممکن ہے۔ اور آپ اپنے تصرف سے جو حال کو ظاہر فرماتے طالبان حق جل شانہ کو اُس میں متحقق و متصف فرماتے تھے۔ محرمان راز جب خلوت گاہ اسرار سے نکلتے تو اپنے کو مست اور متحیر پاتے اور جن حضرات کو آپ اپنے محرمان اسرار میں داخل کرتے تھے وہ متمنی رہتے کہ اب کس روز آپ کو معارف و اسرار کے بیان کا موقع ہوگا۔

تحریر و تقریر حقائق میں آنجناب قدس سرہ کا طریقہ انیقہ یہ تھا کہ جب تک اُن علوم کے ماخذ سے مطلع نہ ہو جاتے اُس کا تذکرہ ہرگز نہیں فرماتے تھے۔

بعض مخلصین آپ سے حضرت الیاس علیہ السلام کے حالات کے متعلق اکثر سوال کیا کرتے تھے۔ آنجناب ہمیشہ خاموش رہتے۔ ایک مدت کے بعد جب ان دونوں بزرگوں سے ملاقات ہو گئی۔ تو اُس وقت سائلین کو اُن کے جوابات تحریر فرمائے۔

اسی طرح بعض احباب حضرت یعقوب علیہ السلام کی حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ اُلفت کی وجہ دریافت کیا کرتے تھے۔ آپ نے سوائے خاموشی کے اور کچھ جواب نہ دیا۔ اور معلومات کی بنا پر اُس کا حل نہ فرمایا۔ مگر جب آنجناب قدس سرہ پر یہ تمام حالات منکشف کئے گئے۔ تو اُس وقت بیان فرمایا اور سائل کے پاس تمام اسرار مرقوم کر کے ارسال فرمائے۔

بعض محرمان حضور نے بقیہ قصہ عقل کے اسرار دریافت کئے تھے وہ ایک مکتوب میں مذکور ہیں۔ اور جس فاضل کے نام وہ مکتوب لکھا گیا تھا وہ اہل دنیا میں مشہور ہے۔ پس آپ متامل ہوئے کہ یہ امر جماعت مستقیم القدم کے لئے باعث شورش نہ ہو جائے۔ ایک لمحہ کے بعد سر اٹھا کر یہ شعر پڑھا ہے

یارب این غنچۂ خنداں کہ سپردی بمنش
مے سپارم بتو از چشم حسود چمنش

ترجمہ۔ خدایا یہ شگفتہ کلی جو تو نے مجھ کو عطا فرمائی ہے۔ اُس کو میں نے تیری ہی سپردگی میں دیا کہ حاسدوں کی آنکھ سے محفوظ رکھ۔

آپ کی توجہ کی برکت اور بارگاہ صمدیت پر محول کر دینے کی وجہ سے معاملہ آگے نہ بڑھا۔ اور کسی نے سمجھا :

آپ کی ایک عادت یہ بھی تھی کہ اکابر اولیا کے ایسے ملفوظات کہ ظاہر شریعت کے موافق نہیں ہیں۔ اور بہانہ طلب ملحد طبیعت لوگ اُن کو تحاسل کی دستاویز بنائے ہوئے ہیں۔ آپ اُن کی تاویل مستقیم کر کے مطابق شریعت غرا فرما دیتے تھے۔ یا اگر توجہ میں ظاہر ہوتا کہ یہ مقولہ غلبہ سکر و حال کی وجہ سے ظاہر ہوا ہے یا خطاء کشفی ہوئی ہے۔ تو ویسا ہی تحریر فرما دیتے تھے۔ لیکن خطاء کشفی کو خطاء اجتہادی کی طرح قابل تقلید بھی قرار نہیں دیتے تھے اگر مدعیان کم علم اور کم فہم کو اس کے اثبات میں شدت کرتے ہوئے دیکھتے تو آپ بھی بہ سبب حمیت اسلام و غیرت دین و کمال متابعت حضرت سید المرسلین علیہم الصلوات والتسلیمات اُس کا رد تحریر فرماتے تھے۔ چنانچہ جو کچھ آپ نے بتقریب سیر وراء نفس و آفاق اور کلام سید الطائفہ کہ حادث جب قدیم سے متصل ہو جاتا ہے تو اُس میں حدوث کا اثر باقی نہیں رہتا ہے" کے متعلق رد تحریر فرمایا ہے وہ اسی قبیل سے ہے ؛

## شبۂ پنجم

مخالفین کہتے ہیں کہ آنجناب قدس سرہ نے کلام اکابر مشائخین سلف پر طعن فرمایا ہے :۔

## جواب

میں کہتا ہوں کہ آنجناب قدس سرہٗ سر تا پا غرق محبت و توصیف کبراء سلف و خلف کے ہے ہیں۔ لیکن اگر اکابر کے کی کلام پر اعتراض کیا گیا ہے تو وہ نیک نیتی و حکمت و الہام و اعلام پر مبنی ہے۔ الحاصل اگر انصاف کیا جائے اور آنجناب کے حال کا غلبہ اور کلام کی عزیمت اور اعمال کی بلندی اور کمال اتباع سنت کو دیکھا جائے تو بلا توقف و تامل کہا جائیگا کہ بیشک آپ کو ہر طرح سے حق حاصل ہے کہ باعتبار اپنے کشف و الہام کے اُن کاملوں کے کشفوں پر اعتراض فرمائیں۔ کیونکہ پہلے سے

ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ چنانچہ بعد کے انبیاؑ کی شریعتیں پہلے نبیوںؑ کی شریعتوں کے مخالف بلکہ ناسخ ہوتی آئی ہیں۔ پس جب کہ ایک وحی کی دوسری وحی سے مخالفت ثابت ہوتی ہے۔ اگر ایک الہام کو دوسرے الہام سے مخالفت تحقیق پذیر ہو تو کونسا امر مانع ہے۔ ماسوا اس کے مشاجرات و مخالفات صحابہ کبار اجتہاد ہی کی وجہ سے شائع ہیں۔ اور علماء میں بھی ایسے اختلافات رہے ہیں +

چنانچہ شیخ علاؤالدولہ سمنانی اور شیخ محی الدین ابن عربیؒ کا اختلاف مسئلہ وحدت الوجود میں مشہور ہے۔ حالانکہ شیخ علاؤالدولہؒ نے شیخ اکبرؒ کو عارف سبحانی کہا ہے۔ اور اپنی تصنیف میں شیخ کی تعریف و توصیف کی ہے۔ اور مجتہدین میں بھی باہمی یہی حالات رہے ہیں +

اور شاگرد کے لئے درجہ اجتہاد پر پہنچنے کے بعد باوجود مخالفت استاد اپنی رائے کا اتباع واجب ہوتا ہے +

امام ابویوسف علیہ الرحمۃ نے صرف ایک مسئلہ خلق قرآن میں چھ ماہ تک امام اعظمؒ کے ساتھ بحث و مباحثہ کیا۔ بہت سے مسائل میں امام اعظمؒ کی رائے کے خلاف قول صاحبین پر فتویٰ دیا گیا ہے +

لیکن یہ مرتبہ ہر ایک ناقص المعرفت اور ادنیٰ رائے والے لوگوں کو حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔ مگر باوجود ان کمالات کے آپ بزرگان دین کے آداب کی کما حقہٗ حفاظت فرماتے تھے +

ایک مرتبہ آنجناب قدس سرہٗ کے اصحاب کبار نے خدمت والا میں کتاب عوارف المعارف کا درس شروع کیا۔ آپؒ نے اُس پر ایک جزو حاشیہ نہایت فصیح و بلیغ عربی زبان میں لکھا۔ اس کے بعد آپؒ نے فرمایا کہ ہم نے اب اس کی شرح لکھنی ترک کر دی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی مقام پر ایسی باتوں کی نوبت پہنچ جائے۔ جس سے شیخ الشیوخ کا حسن ادب ہاتھ سے جاتا رہے +

آنجناب قدس سرہٗ نے ابتداءً اپنے معارف و حقائق و مکاشفات و معاینات کے لکھنے کی طرف توجہ بحکم حضرت خواجہ قدس سرہٗ فرمائی تھی کہ حضرت خواجہؒ آپؒ سے استفسار فرماتے تھے۔ اور آپ جواب دیتے تھے۔ اور احوال بزرگان سلسلہؒ

نقشبندیہ میں ایک رسالہ تحریر کرنے کیلئے از راہ کشف خاص کے آپ کو حکم دیا تھا اور جب وہ رسالہ اتمام کو پہنچا تو حضرت خواجہؒ کی خدمت میں بھیجا گیا۔ حضرتؒ نے اُس پر اظہار مسرت و تحسین و تصدیق فرمائی اور بعض اولیاء اللہ کے حال کے متعلق بعض باریکیوں کو حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے آپؒ سے دریافت فرمایا تھا۔ چنانچہ حضرت خواجہؒ کا وہ مکتوب آپ کے مکاتیب میں موجود ہے۔

سب سے بڑا سبب اِن تحریرات کا ارشاد ارواح طیبہ اولیاء سلف بلکہ امر عالیشان سید اولین و آخرین علیہ من الصلوات اکملہا و من التسلیمات اتمہا ہوا ہے چنانچہ آپ کے ایک مکتوب میں جو حضرت خواجہؒ کی خدمت میں لکھا گیا تھا۔ اُس کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔

ایک رسالہ بعض احباب کی درخواست پر میسّر ہوا۔ انہوں نے خواہش کی تھی کہ چند نصائح تحریر فرمایئے۔ کہ طریق کے لئے نافع ہوں۔ اور اُس کے مطابق زندگی بسر کی جا سکے۔ بے شک یہ رسالہ پسندیدہ اور کثیر البرکت تصنیف ہوا ہے۔ اسکی تحریر کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ اولیاء اللہ کی ایک جماعت کثیر کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ اور کمال کرم سے اُس کو بوسہ دیتے ہیں۔ اور اکابر کو بتا رہے ہیں کہ اعتقادات ایسے ہونے چاہئیں۔ اور وہ جماعت احباب کہ تصنیف رسالہ مذکور کا باعث ہوئی تھی آنحضرتؐ کے مراحم و مکارم سے ممتاز ہو رہی ہے۔ اور حضرتؐ کے رو برو کھڑی ہے یہ قصہ بہت دراز ہے۔ اور اسی مجلس میں اس واقعہ کی اشاعت کیلئے فقیر کو حکم دیا گیا۔ ع

باکریماں کارہا دشوار نیست

چونکہ آپ کو بلحاظ وراثت جد معظم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہ اُن کی شان میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے کہ حق عمرؓ کی زبان پر گفتگو فرماتا ہے۔ اور ہر اُمت کیلئے محدث ہوتا ہے۔ اور اس اُمت کے محدث عمرؓ ہیں۔ آپؒ کو بھی محدَّث (بفتح دال) بنایا گیا تھا۔ اس لئے یہ تمام اسرار و حقائق و دقائق اُسی پاک ذات سے آپؒ کی زبان گوہر فشان پر جاری فرمائے گئے۔ اسکی تفصیل گذر چکی ہے۔

نیز آپ نے اواخر جلد اول مکتوبات شریف میں تحریر فرمایا ہے کہ تمام معارف تحریر شدہ یقیناً الہاماتی رحمانی ہیں۔ ان میں وساوس شیطانی کو مطلقاً دخل نہیں ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ فقیر نے جب ان علوم کی تحریر کا ارادہ کیا تو بارگاہ اقدس خداوندی جل سلطانہ میں التجا کی۔ دیکھا کہ ملائکہ کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اس تحریر سے شیاطین کو دفع کر رہے ہیں۔ اور اس مکان کے اطراف پھرنے کا موقع نہیں دیتے ہیں چونکہ نعمات جلیلہ کا اظہار بہت بڑا مجاہدہ ہے اس لئے اس نعمت عظمیٰ کے اظہار کی جرأت کی گئی۔ امید ہے کہ یہ جرأت عجب سے بیزار ہے کیونکہ عنایت الٰہی سبحانہ سے اپنا نقص اور ذاتی برائی ہر وقت نصب العین ہے۔

نیز ان علوم کثیرہ کی تحریر کے مؤید دو امر عظیم و کبیر ہیں:۔

اولاً۔ یہ کہ سید انام علیہ السلام نے آنجناب سے فرمایا کہ تو علم کلام کا مجتہد ہے

ثانیاً۔ یہ کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے آپ سے واقعہ میں فرمایا کہ میں آیا ہوں تاکہ تم کو علم سموات کی تعلیم دوں۔ اور یہ تعلیم دوسروں کو بھی نفع دیگی کہ ایک ساعت کیلئے بار وجود سے راحت حاصل کر سکینگے۔

چنانچہ آنجناب علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ ایک جماعت بار وجود سے تسکین پانے کے لئے سماع و رقص میں مشغول ہوئی۔ اور ایک جماعت نے تصانیف کا آغاز کیا اور اس بار سے اپنے کو سبک کیا۔

نیز ان اسرار کی تحریر کا ایک باعث یہ بھی ہے کہ آنجناب پر ظاہر کیا گیا تھا کہ آپ کی تحریرات حضرت مہدی موعود کی نظر کیمیا اثر میں آئینگی۔ اور مقبول ہونگی۔

تیز اس کثرت تحریر اسرار کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ علوم معارف الہامیہ سب سے بڑی آیات اور کرامات ہیں۔ اسی لئے معجزۂ قرآنی تمام معجزات سے اقویٰ اور ابقیٰ ہوا۔ آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ علوم و معارف کا یہ ابر نیسان کہاں سے آرہا ہے۔ باوجود اس کثرت کے علوم شرعیہ کے ساتھ بالکلیہ موافق ہیں۔ اور سر مو مخالفت سنت کے ساتھ نہیں رکھتے ہیں۔ یہ خصوصیت صحت علوم کی علامت خاص ہے۔ چنانچہ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہ نے تحریر فرمایا تھا کہ تمہارے علوم سب صحیح ہیں۔

آپؒ نے اس مکتوب کے ختم کے بعد جو آپ کے طریق کے بیان میں لکھا گیا ہے یہ لکھا ہے کہ یہ ہے وہ طریق جس سے حضرت حق سبحانہٗ نے حقیر کو ممتاز کیا ہے۔ ابتدا سے انتہا تک اس کی بنیاد نسبت نقشبندیہ ہے کہ اندراج نہایت در بدایت کو شامل ہے۔ اسی بنیاد پر عمارتیں تیار کی گئیں اور محل بنائے گئے ہیں۔ اگر یہ بنیاد نہ ہوتی تو معاملہ یہاں تک نہ بڑھتا۔ تخم بخارا اور سمرقند سے لایا گیا۔ اور زمین ہندوستان میں جس کا خمیر خاک یثرب و بطحا سے ہے بویا گیا اور آبِ فضل سے برسوں سیراب کیا گیا۔ اور تربیت احسان سے تیار کیا گیا۔ اور جب کاشتکاری کمال کو پہنچی تو یہ ثمرات علوم و معارف حاصل ہوئے۔

**فائدہ** علوم و معارف میں کہ ترجمانِ احوال و مواجید ہیں۔ اکثر تناقض اور اختلاف مفہوم ہوتا ہے۔ اس کو اختلافِ اوقات و اوضاع پر محمول کرنا چاہئے۔ کیونکہ ہر وقت کے احوال و مواجید علیحدہ اور ہر مقام کے علوم و معارف نئے ہوتے ہیں۔ پس حقیقت میں نہ کوئی تناقض ہے۔ اور نہ اختلاف اس کا احکام شرعیہ کا سا حال ہے کہ نسخ و تبدیل کے بعد احکام متناقض معلوم ہوتے ہیں۔ اور جب اختلاف اوقات و اوضاع کو ملاحظہ کیا جائے تو تناقض اور اختلاف مرتفع ہو جاتا ہے۔ وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ یَعْلَمُ الْحِکَمَ وَالْمَصَالِحَ فِیْ ذٰلِکَ فَلَا تَکُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ خدائے پاک حکمتوں اور مصلحتوں کو جانتا ہے۔ پس تو شک کرنیوالوں میں سے مت ہو۔

## حضرت ہشتم

آنجناب قدس سرہٗ کے ملفوظات میں ہے

**ملفوظ** ایک مبارک رات میں کہ شب قدر اس سے قدر و مرتبہ کا استفادہ کرے اور شب برات کمالات و مراتب اُس سے حاصل کرے۔ آنجناب صاحبِ کمال پر وقت اور حال عمدہ وارد تھا۔ آپ نے حضرت مولوی قدس سرہٗ کی یہ دو باتیں جوش و خروش سے چند بار تکرار فرمائیں۔

عشق معشوقاں نہان است و ستیر ‌‌‌ عشق عاشق با دو صد طبل و نفیر

لیک عشق عاشقاں تن زہ کند عشق معشوقاں خوش و فربہ کند

ترجمہ معشوقوں کا عشق مخفی اور اندرونی ہوتا ہے۔ عاشقوں کا عشق کھلم کھلا ہوتا ہے۔ عاشقوں کا عشق اُن تن بدن کو خشک کر دیتا ہے۔ مگر معشوقوں کو خوش اور فربہ کر دیتا ہے +

اور فرمایا کہ معشوقوں کے عشق کو کمال و رفعت میں عاشقوں کے عشق سے کسی طرح کی مناسبت نہیں ہے۔ کیونکہ معشوقوں کے عشق کا تعلق اُسی ایک ذات عاشق سے ہے۔ بلالحاظ صفاتِ عاشق کے اور عشقِ عاشق میں صفاتِ معشوق ملحوظ رہتی ہیں۔ مگر یہ کہ غلبہ عشق کا زمانہ دراز گذرنے کی وجہ سے صفاتِ معشوق سے ذاتِ معشوق میں رسائی ہو جائے اس وقت اُس کی محبت ذاتی ہو جاتی ہے اور صفاتِ معشوق خود عاشق میں جلوہ گر ہو جاتی ہیں +

چنانچہ مجنوں عامری کے آخر حالات میں بیان کیا جاتا ہے ورنہ عشقِ عاشق میں ابتدا اور توسط میں ملحوظ صفاتِ معشوق ہیں۔ مثلاً عشق مجازی میں رخسار کی سپیدی اور قد کی آراستگی تبسم کی ملاحت تکلم کی فصاحت۔ اور آنکھوں کے گوشہ کا ناز و انداز اور ابرو کا حسن۔ زلف و گیسو کے شکن۔ اور غبغب کے خطوط اور چاہ ذقن وغیرہ مگر اُس عشق میں جو معشوق کو عاشق کے ساتھ ہوتا ہے۔ اُن سے کوئی صفت بھی ملحوظ نہیں ہوتی ہے۔ پھر فرمایا کہ چونکہ عشقِ صفات میں بے آرامی اور تلون ضروری ہے اسی لئے عشقِ عاشق دو سو طبل و نفیر کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور عشقِ ذات موجب آرام و تمکین ہے۔ عاشق کی زاری و نزاری اور معشوق کی فربہی و مسرت اُس کے کافی علامات ہیں۔ مولانا کا یہ کہنا کہ عشق معشوقاں نہاں است ستیر "محبت ذاتیہ کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ ذات صفات سے اخفیٰ اور ادق ہے۔ آنجناب قدس سرہ کی اس شرح میں ارشاد باری تعالےٰ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ کی تفسیر ہے +

**ملفوظ**۔ ایک روز ایک درویش صفا کیش نے آنجناب سے پوچھا کہ غوث ربانی شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ السامی نے فرمایا ہے۔ کہ ہر چیز میں رحمت ہے باستثناء محبت کہ وہ رحمت سے خالی ہے یہاں قتل کرتے ہیں اور مقتول ہی سے خون بہا مانگتے ہیں۔ اس کا مطلب کیا ہے ؟ آنجناب نے تھوڑی دیر متوجہ و مراقب رہے اور

پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ کلام زوالِ عین و اثر کا پتہ دیتا ہے چنانچہ ایسے حال والا شخص اس کلام کے ساتھ لب کشائی کرتا ہے اگرچہ اُس کے حق میں محبوب کی طرف سے بالکل رحمت ہی رحمت نازل ہو رہی ہے۔ مگر یہ بیچارہ عاشق اپنے محبوب سے ملنے کی انتہائی بیقراری کی وجہ سے گویا محبوب کے ساتھ ہے۔ اور اور کسی چیز کو اپنے لئے رحمت نہیں جانتا۔ کیونکہ ایسی حالت میں کہ عاشق محبوب سے دور ہو تو محبوب سے دُور ہو تو محبوب کا نام اور وطن و مسکن کے پتہ کا حال سُننا بھی عاشق کے لئے باعثِ فرحت ہے۔ مگر وہ دیدارِ محبوب ہی کو رحمت جانتا ہے۔ مگر جب وہ محبوب کی مہربانی سے بُعد سے قرب کے درجہ کو پہنچا تو اُس کی تشنگی اُس کو بھی غیرِ رحمت جانتی ہے۔ اور ہم آغوشِ محبوب کو رحمت دیکھتی ہے۔ اور جب عنایتِ محبوب سے ہم آغوش ہو گیا۔ تو کمالِ طلب کی وجہ سے اُس کو بھی رحمت نہیں دیکھتا ہے۔ اور عینِ معشوق بننے کو رحمت دیکھتا ہے۔ اور اگر معشوق کی عنایت سے وہ اُس کا عین بھی ہو گیا۔ تو اُس عینیت میں جو بہت سے مدارج و مراتب پنہاں ہیں اُس کی تشنگی اُس کو بھی رحمت نہیں دیکھنے دیتی ہے۔ اس لئے وہ ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ کہتا ہوا اُن مراتب و مدارج کا طالب بنتا ہے۔ یہ قول کشتہ سے دیت مانگتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ عاشق اپنے خیال میں اپنے کو کشتہ پا رہا ہے۔ اور جو کچھ سلوک اُس کے ساتھ ہو رہا ہے اس کو بقایائے آثارِ دیت سمجھ کر بڑی حیرت سے کہتا ہے۔ مگر یہ نہیں جانتا کہ اُن مراتب میں اُس کا قتل اتمام کو نہیں پہنچا تا۔ اور ایک رمق حیات باقی تھی۔ اور قتلِ دوم میں اُس کا ازالہ ہوا۔ مگر نظرِ قاتل میں ایک اور رمق دقیق باقی رہ گئی تھی۔ پس اُس کے دفعہ کرنے میں مشغول ہو گیا۔ والبقیۃ علیٰ ذٰلک ٭

قاتل کے مقتول سے دیت طلب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مقتول نے اپنے کو بالکلیہ قاتل کے سپرد نہیں کیا ہے۔ جب تک کہ ایک سرِ مُو مقتول کا باقی ہے قاتل دیت کا طالب رہتا ہے۔ مگر میں کیا کہوں کہ اُس کے ساتھ کیا گذرتا ہے۔ اور وہ کیا دیکھتا اور کیا کہتا ہے ٭

**ملفوظ** - ایک روز آپ قدس سرہ نے فرمایا کہ شیخ علاؤ الدولہ فرماتے ہیں۔ **رباعی**

این وہم بود کز تو دوئی برخیزد
امکان و حدث بره دوئی برخیزد
گر لطف خدا رسد از راہِ وہب
شاید کہ دمے از تو توئی برخیزد

**ترجمہ** - یہ وہم ہے کہ تجھ میں اور تیرے خدا میں جو دوئی ہے وہ جاتی رہے امکان اور حدوث سلوک کے ذریعہ سے دور ہو گیا۔ اگر وہی لطفِ خدا ہو جائے تو ممکن ہے کہ کسی ایک دم کے لئے تجھ سے تیری خودی دور ہو جائے۔

اس رُباعی میں زوالِ عین کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ قائل اس حال کو صرف ایک لمحہ کے لئے جانتا ہے کیونکہ اس زوالِ عین سے تجلی ذاتی میسر ہوتی ہے اور قائل کو صرف تجلی برقی حاصل ہے۔ اس لئے اُس کا اثر صرف دوئی ہے میرا یہ کہنا کہ زوال عین سے تجلی ذاتی میسر ہوتی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب تک کہ کوئی اسم یا صفت ملحوظ رہتا ہے عارف کا عین ثابتہ درمیان میں حائل رہتا ہے اس لئے زوالِ عین متحقق نہیں ہو سکتا۔ پھر فرمایا کہ صاحب فصوص قدس سرہٗ زوالِ عین کے مطلقاً قائل نہیں ہیں۔ اور تجلی ذاتی کو صرف صورت متجلی لہٗ کے لئے ثابت کرتے ہیں۔

چنانچہ فص شیشی میں فرمایا ہے کہ التَّجَلِّي مِنَ الذَّاتِ لَا يَكُونُ إِلَّا بِصُورَةِ الْمُتَجَلِّي لَهٗ فِي الْمُتَجَلِّي لَهٗ لَا يَرٰى إِلَّا صُورَتَهٗ فِي مِرْآةِ الْحَقِّ تجلی ذاتی صرف صورت متجلی لہٗ کے لئے ہوتی ہے۔ پس متجلی لہٗ مرآتِ حق میں اپنی صورت کا ملاحظہ کرتا ہے۔

یہ بھی فرمایا ہے کہ مرتبۂ عین معلومات باری تعالٰے سے ہے اگر وہ زائل ہو جائے تو علم حق تعالٰے کا جہل کی طرف منقلب ہونا لازم آئیگا۔ اور یہ محال ہے اور اس کا اعتقاد گمراہی ہے۔ بلکہ صاحب فصوص زوال اثر کے بھی قائل نہیں ہیں چنانچہ کہا ہے کہ اگر عین زائل ہو جائے تو اثر کہاں چلا جائیگا۔

بعض صوفیوں کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عین زائل ہو جاتا ہے مگر اثر نہیں جاتا۔

ہمارے نزدیک حق یہ ہے کہ عین واثر ہر دو زوال پذیر ہیں۔ چنانچہ کلام شیخ بلند سیر حضرت ابو سعید ابو الخیر قدس سرہٗ اس مطلب کی تصریح کر رہا ہے اور جس نے زوالِ عین کو بیان کیا۔ اور زوال اثر کو چھوڑ دیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زوالِ عین قائل سے بھی متحقق نہ ہوا تھا۔ کیونکہ اثر حکمِ عرض رکھتا ہے۔ اور عین حکمِ جوہر اگر جوہر زائل ہو جائے تو عرض نہیں رہ سکتا۔ کہ عرض جوہر سے قائم ہے۔ کوئی وجود علیحدہ اس کا نہیں ہے۔ اگر سر چلا جائے تو درد سر کب رہیگا +

پھر آپ علیہ الرحمۃ نے حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہٗ کی وہ رباعی جو آپ نے محو اثر کے سائل کے جواب میں تحریر فرما کر بھیجی تھی۔ پڑھی۔ اور اس کے چوتھے مصرع کی تکرار کر کے فرمایا کہ ہم زوالِ عین و اثر میں شیخ بزرگوار کے ساتھ متفق ہیں لیکن ہم مصرع ؎

چوں من ہمہ معشوق شدم عاشق کیست

کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ ہم شیخ علاؤالدولہ کی طرح یہ کہتے ہیں کہ :۔

"توئی برخیزد دوئی برخیزد"

لیکن شیخ سمنانی علیہ الرحمۃ نے اس حال کو ایک دم کے لئے کہا ہے اور ہم ہمیشہ کے لئے اس کے قائل ہیں کہ ہمارے پاس تجلی ذاتی دائمی ہے برقی نہیں ہے + یہ بھی فرمایا کہ زوالِ عین و اثر کے لئے دوئی کا جاتا رہنا لازم نہیں ہے ممکن ہے کہ ہستی ظل اصل کی ودیعت ہو۔ کہ اپنے کو دیکھ رہی تھی۔ اور جب اصل کو دیکھا تو چونکہ اس کی توئی اصل ہی کی ہیئت مودعہ تھی۔ اس لئے توئی جاتی رہی۔ مگر دوئی قائم ہے کہ ظل سے اصل شے نہیں ہو سکتا۔ سمجھا جس نے سمجھا +

اس مقام میں آپ نے اس قدر دقائق و حقائق اضافہ فرمائے کہ قوتِ مدرکہ کو اُنکے احاطہ کی طاقت نہ رہی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ شیخ علاؤالدولہ کا یہ تمام غوغا صاحب فتوحاتِ کے مقابلہ میں کہ اُنہوں نے حق کو وجود مطلق سے تعبیر فرمایا ہے۔ اس لئے ہے کہ شیخ موصوف کلی کو منحصر مقید و مطلق ہی جانتے ہیں۔ اور علاوہ خاص اور عام کے اس کو قسم ثالث نہیں قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ قانونِ منطق کے مطابق بھی یہی قول درست ہے مگر شیخ ابن عربی رضی اللہ عنہ نے اس مطلق سے قیدِ اطلاق سے بھی پاک اور بالا مراد لی ہے

یہ تیسری قسم شیخ کی اصطلاح خاص ہے۔ اور اصطلاح میں کسی کو کوئی کلام نہیں ہو سکتا اس صورت میں یہ تمام نزاع لفظی قرار پائیگی +

**ملفوظ** جس طرح کہ ذات ہمارے ادراک اور تصور میں نہیں آسکتی ہے۔ اسی طرح صفات بھی نہیں آسکتے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ صفاتِ سالک کے ادراک میں آسکتے ہیں۔ وہ ظلال صفات ہیں +

ہمارا مسلک یہ ہے کہ مطابق آیۃ اُذْکُرُونِی تمام وقت کو اُس کی یاد میں مستغرق رکھیں تاکہ وہ بھی بحکم اَذْکُرْکُمْ اپنے کرم سے تم کو یاد کرے۔ جس کا وعدہ فرما چکا ہے ذکر بغرض حصول احوال و مکاشفات نہ کیا جائے۔ اور منتخیلہ میں کوئی مطلب نہ رکھا جائے۔ بلا کسی غرض کے جان و دل سے ذکر و عبودیت میں مشغول رہیں۔ پس اگر قبول ہو جائے تو وہ جس چیز سے سرفرازی بخشے۔ اور وہ موافق معتقداتِ اہل سنت و جماعت شکر اللہ سبحانہٗ سعیہم ہو تو اُس پر اعتماد کریں۔ اور شکر بجالا کر ھل من مزید کہیں اگر ایسا نہ ہو تو وہ اعتبار کے لائق نہیں ہے +

پھر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا احسان ہے کہ باوجود حصول کمالات ذاتیہ کے مراقبات صفات اور اس کے تصوّرات میں اُس کی تنزیہ پاک کی مراعات ہیں خوف و حیرت پیدا ہوتی ہے۔ بعض مشائخین کے بارہ میں سُنا گیا تھا کہ مبتدیوں کو مراقبہ ذات پاک کی تعلیم دیتے ہیں اور اس کو ایک نور بے رنگ بے چیز سے کہ تمام عالم کو محیط ہے تعبیر کرتے ہیں۔ صاحب مراقبہ کے بیان سے معلوم ہوا کہ نور بسیط وعریض کو خیال میں رکھا جاتا ہے۔ حالانکہ حق سبحانہٗ اُن کے اس خیال سے پاک ہے۔ وہ بسیط حقیقی ہے کہ اُس میں انبساط و طول و عرض اور اس قسم کے تخیلات کی گنجائش نہیں ہے +

**ملفوظ**۔ جس دن کہ میں نے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر بیعت کی مجھ کو یقین ہو گیا تھا کہ عنقریب اللہ تعالےٰ اپنے کرم خاص سے مجھ کو اس راہ کی نہایت تک پہنچائے گا۔ اگرچہ میں اس یقین کی نفی کرتا تھا اور اپنے احوال و اعمال کے قصور کے دیکھنے میں کوشش کرتا تھا۔ مگر کامیابی نہ ہوتی تھی اور یہ شعر اکثر میری زبان پر رہتا تھا ؎

ازیں نورے کہ از تو بر دلم تافت    یقیں دانم کہ آخر خواہمت یافت

ترجمہ آپکے اُن انوار سے جو میرے دل پر تاباں ہیں۔ مجھ کو یقین ہے کہ میں آپ کو ضرور پاؤنگا +

ملفوظ۔ حضرت خواجہ احرار (طاب ثراہ) کے پاس کوئی نسبت اُن کے نسب خاص سے ایسی نہ تھی کہ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے ہم کو عنایت فرمائی ہو۔ مگر ایک نسبت بنا بر عظیم عطیات حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ سے باقی رہگئی تھی۔ اور اس کو ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے اپنی وفات کے بعد کہ ایک روز فقیر آپکے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے گیا تھا مرحمت فرمائی۔ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی سرگرمی مریدوں کی تعلیم اور تربیت کے متعلق اسی وقت تک تھی کہ میری تعلیم انتہا تک نہ پہنچی تھی۔ جب آپ میری تعلیم کے کام سے فارغ ہو گئے تو معلوم ہوا کہ حضرت نے خود کو کارِ مشیخت سے روک لیا۔ اور سب مریدوں کو میرے حوالے کر دیا۔ اور میرے بارہ میں فرمایا کہ ہم اس تخم کو بخارا و سمرقند سے لائے ہیں۔ اور اُس کو زمین برکت آئین ہند میں بویا ہے +

ملفوظ۔ برکت و عظمت کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ظہور و حصول بلحاظ مراتب قائل کے ہے۔ قائل جتنا بزرگ ہو برکت و عظمت بھی زیادہ ہو گی اور آپ نے یہ عربی مصرع پڑھا۔ ع

یَزِیْدُکَ وَجْھُہٗ حُسْناً اِذَا مَا زِدْتَہٗ نَظَراً

ترجمہ اُس کے چہرہ میں اور حسن بڑھ جاتا ہے۔ جب میں اُس کی ملاقات سے پیوستہ نظر کرتا ہوں +

ملفوظ۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کوئی آرزو اس آرزو کے برابر نہیں رہی کہ گوشہ خلوت میں کلمہ طیبہ کی تکرار سے لذت حاصل کی جائے۔ مگر کیا کریں۔ تمام آرزوئیں حاصل نہیں ہوتی ہیں۔ اُن امور میں سے جو کہ عارف کو ملکیت سے بشریت کی طرف لاتے ہیں کھانا کھانا سب سے زیادہ بڑا ہے۔ کبھی کبھی تہجد کے وقت کھانے کی صورت ظاہری کی کدورتیں نظر آتی ہیں +

ملفوظ۔ جو کچھ ہم کو عطا فرمایا گیا ہے۔ وہ محض کرم حق ہے۔ اگر اس کیلئے

کوئی بہانہ ہوا ہے۔ تو وہ متابعت حضرت سید الانبیا علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات ہے کہ ہم اپنا مدار کار اسی پر جانتے ہیں۔ جو کچھ ہم کو دیا گیا ہے اتباع کے رستہ سے دیا گیا ہے۔ اگر کچھ دینے سے رہ گیا ہوگا۔ تو اس کی وجہ یہ ہوگی۔ کہ اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہم سے بتقاضائے بشریت کچھ فتور ہو گیا ہوگا +

اسی تذکرہ میں فرمایا کہ ایک روز ہم نے سہواً پاخانہ جلتے وقت سیدھا پاؤں رکھ دیا۔ اس روز احوال کے دروازے مجھ پر بند رہے۔ پھر ندامت اور استغفار کے بعد وہ حال ظہور پذیر ہوا +

ملفوظ۔ ایک روز مجھ پر استنجا کرنے کی ضرورت نے سخت غلبہ کیا۔ میں تیزی کے ساتھ استنجا کرنے کی جگہ پر آیا۔ میری نظر ایک ناخن پر پڑی کہ ایک نقطہ سیاہی کسی کے قلم سے اس پر گر پڑا تھا۔ چونکہ سیاہی اسباب کتابت حروف قرآنی سے ہے۔ اس لئے میں نے وہاں بیٹھنا ادب کے خلاف پایا فوراً وہاں سے پلٹا اور اس کو دھویا اس کے بعد استنجا کرنے کے لئے گیا۔ باوجودیکہ تقاضا حاجت کا غالب تھا۔ مگر میں نے استنجے کے روکنے کی تکلیف گوارا کی اور ادب کو ترک نہ ہونے دیا +

ملفوظ۔ ایک بار آپ نفلی روزے رکھ رہے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ یہ روزے آپ کس نیت سے رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ قضائے احتیاطی رمضان کے بعض دنوں میں دن کو استنجا کرنے کا اتفاق ہوا تو اس احتمال پر کہ تری جوف میں پہنچی ہو۔ قضائے احتیاطی رکھ رہا ہوں +

ملفوظ۔ آپ ہمیشہ اپنے اصحاب کو کثرت ذکر و دوام حضور و لزوم مراقبہ کی ترغیب دلایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ دنیا دار عمل ہے اور مزرعۂ آخرت حضور باطن کو رعایت آداب و اعمال ظاہر کے ساتھ جمع کر کے کام میں لگے رہو +

ملفوظ۔ ایک جماعت نے حضرات خواجگان نقشبند قدس اسرارہم کے رسالوں سے قلت عمل کا مطلب سمجھا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ طریق ان اکابر کا اتباع نبویہ سے اوثق واقع ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے مبارک باوجود مرادیت و محبوبیت کے کثرت نماز سے متورم

ہو جاتے تھے۔ اتنا ہو سکتا ہے کہ طریقہ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم چونکہ شروع اور توسط میں جذبات سے تعلق رکھتا ہے۔ پس کثرت شکر و استغراق کی وجہ سے کثرت عمال و نوافل سے معذور رہتے ہیں۔ بلکہ دوام حضور کو ادائے فرائض و واجبات و سنن مؤکدہ کے ساتھ جمع کر کے اس پر اختصار کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ رعایت عزیمت کو نہایت ضروری امر شمار کرتے ہیں۔ کہ وہی بڑی ریاضت ہے۔ علی الخصوص جذبات غلبات کے ساتھ۔ مگر عنایت ربانی سے حسب تلوین سے تمکین پر پہنچتے ہیں۔ تو کثرت طاعات میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور اس وقت کثرت ترقیات کا دار و مدار کثرت اعمال پر ہے ؛

ملفوظ۔ لوگوں نے ریاضت کو بھوکا رہنے اور روزہ رکھنے میں منحصر کر دیا ہے۔ لیکن متوسط مقدار میں کھانا کھانا دوام روزہ سے زیادہ مفید ہے۔ جب کہ لذیذ کھانے سامنے رکھے ہوئے ہوں تو نصف بھوک کھانا اور نصف بقیہ سے ہاتھ اٹھا لینا سخت ریاضت ہے۔ اور ان ریاضتوں سے بدرجہا زیادہ ہے۔ کیونکہ وہ کھانے کو نہ دیکھ کر کھانے سے باز رہے ہیں۔ اور یہ اس میں سے چکھ کر باز رہے ہیں ؛

ملفوظ۔ شرم آتی ہے کہ اکیلے نماز پڑھنے میں باوجود قوت استطاعت کے رکوع اور سجود میں کم تعداد میں تسبیح پڑھی جائے ؛

ملفوظ۔ نماز میں سنن و مندوبات و آداب کی رعایت حضوری قلب کا کام کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ تمام رعایتیں ذکر ہیں۔ یاد کرو اس کا امر اور اس کی طرف توجہ خالصہ ؛

ملفوظ۔ لوگ ریاضات و مجاہدات کی ہوس کرتے ہیں۔ حالانکہ کوئی ریاضت اور مجاہدہ رعایت آداب شریعت کے برابر نہیں ہے۔ خصوصاً فرض و واجب و سنت نمازیں حسب اصول شریعت ادا کرنا بہت مشکل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ نماز بھاری ہے مگر ڈرنے والوں پر ؛

ملفوظ۔ نماز میں التحیات پڑھتے ہیں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا بعض ظاہر احادیث کے موافق ہے اور بعض روایات حنفیہ اس کی جواز پر موجود ہیں مگر

تحقیق سے معلوم ہوا کہ احوط اور مفتی بہ ترک اشارہ ہے کہ اکثر علمائے نے حرام اور مکروہ کہا ہے۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی چیز کی حلت اور حرمت میں اختلاف ہو۔ تو اس کا ترک کرنا اولے ہوتا ہے۔

ملفوظ۔ احوال تابع شریعت ہیں اور شریعت تابع احوال نہیں ہے۔ کہ شریعت قطعی ہے اور وحی الہی سے ثابت ہو چکی ہے۔ اور احوال ظنی امور ہیں جو کشف اور الہام سے ثابت ہوئے ہیں۔

ملفوظ۔ بعض ناقص درویش اپنے کشف پر اعتماد کر کے شریعت بیضا کا انکار اور مخالفت کرنے لگتے ہیں۔ حالانکہ اگر حضرت کلیم اللہ بھی عہد نبوت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم میں ہوتے تو بجز اتباع شریعت مصطفوی کے ان کو بھی کوئی اور چارہ کار نہ ہوتا۔ پھر ان کور باطنوں کو مخالفت کا کیا حق ہے۔

ملفوظ۔ فرقہ ماتریدیہ کے بارہ میں آپ فرماتے ہیں کہ یہ بزرگوار آمیزش علوم فلسفیہ سے دور اور قیاس انوار نبوت سے نزدیک تر ہیں۔

ملفوظ۔ حضرات خواجگان نقشبندیہ قدس اسرارہم نے فرمایا ہے کہ نسبت ہماری تمام نسبتوں سے فوق ہے۔ چونکہ ان کا طریق اتباع سنت سنیہ اور رعایت عزیمت قویہ میں اور طریقوں سے فوق ہے اس لئے ان کی نسبت بھی افضل تر ہے۔

ملفوظ۔ عجز عمل صالح کو ایسا ناکارہ کر دیتا ہے۔ جیسا کہ آگ لکڑی کو منشا عجب کا یہ ہے کہ عامل کی نظر میں اس کا عمل زیبا معلوم ہوتا ہے پس چاہئے کہ وہ اپنی پوشیدہ برائیوں کو بھی یاد کیا کرے۔ اور اپنی نیکیوں کو متہم کرتا رہے بلکہ ادائے عبادات سے شرمندہ رہے۔

ملفوظ۔ جب تک کسی کو علم ظاہر میں پوری پوری مہارت حاصل ہو جائے۔ اس وقت تک اسرار صوفیہ کما حقہ استفادہ نہیں کر سکتا۔

ملفوظ۔ موہوم اور موجود میں تمیز کرنا الگ چیز ہے اور اس کا ممیز ہو جانا الگ چیز ہے۔

ملفوظ۔ نفی و انتفا میں فرق نفیس یہ ہے کہ نفی شروع اور توسط میں ہوتی ہے اور انتفا انتہا میں ہوتا ہے۔

**ملفوظ** - حضرات خواجگان نقشبندیہ قدس اسرارہم کے طریقہ میں اسم ذات اور نفی واثبات دونوں کی تعلیم دیجاتی ہے۔ مگر ہمارا انکشاف یہ ہے کہ اسم ذات کو جذبہ سے زیادہ مناسبت ہے۔ اور نفی واثبات کو سلوک سے اس طریقہ کی ابتدا میں چونکہ جذبہ کا مقدم ہونا مبتدی کے حال کے مناسب ہے۔ اس لئے اُس کے لئے تکرار اسم ذات ہی اولےٰ ہے اور جب سلوک میں قدم رکھے تو اُس کے حال کے لائق ذکر نفی واثبات ہے۔

**ملفوظ** - ایک شخص نے آنجناب سے پوچھا اس میں کیا راز ہے کہ میں نسبت کا ظہور اُس کی حضوری محفلوں اور مجلسوں اور بازار اور صحبت ارباب تفرقہ میں زیادہ پاتا ہوں۔ اور خلوات وحجرات وصحبت اصحاب جمعیت میں کمتر۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کسی نے حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ سے بھی یہی سوال کیا تھا۔ انہوں نے یہ جواب دیا کہ نسبت خواجگان محبوب ہے اور محبوب کو جب خلوت میں بلایا جائے تو پوشیدہ ہوجاتا ہے۔ یہ جواب نہایت لطیف وفصیح ہے۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ ظاہر کو باطن کے ساتھ الفت ومحبت ہوتی ہے جیساکہ ہم نشینوں کو آپس میں اور ظاہر اور باطن اپنے اپنے کام میں مشغول رہتے ہیں۔ محافل اور مجالس میں صحبت خلق سے سالک کا ظاہر اُس کے باطن کی مصاحبت کو ترک کردیتا ہے اس لئے اُس کا باطن بے مزاحمت ظاہر کے سرگرم کار ہوجاتا ہے اور یہی وجہ اُس کے حضور اور حلاوت کے غلبہ کی ہے۔ جب سالک خلوت میں جاتا ہے تو اُس کا ظاہر شاغل محافل سے الگ ہوکر باطن کی مصاحبت وموانست کرتا ہے اور باطن بھی مجالست اختیار کرلیتا ہے اس لئے حضور میں فتور ہوتا ہے۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ اُن کو خلوات وحجرات میں بمقابلہ جلوات اور کثرات کے جمعیت زیادہ حاصل ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کا باطن قوی ہوکر ظاہر پر غالب ہوگیا ہے اور ظاہر کو اپنا تابع بناکر اپنے رنگ میں ہمرنگ کرلیا ہے۔ پس اتفاق ظاہر وباطن کی وجہ سے نسبت میں زیادہ پیدا ہوگئی ہے۔

**ملفوظ** - ایک دن آنجناب قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اگرچہ صوفیہ علیہم سے ملت محمدیہ علیہ وعلےٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو بہت سے نفع پہنچے ہیں کہ امت کے بہت سے

فاجر اُن کے برکات افاضات سے درجہ کمال پر واصل ہوئے۔ اور اُن کے انوار صحبت سے ظلمت بدعت دفع ہوئی۔ اور اسرار کتاب و سنت ان کے کشف کی وجہ سے ظاہر ہوئے۔ لیکن اس طبقہ کے ارباب سُکر سے بہت کچھ نقصان بھی دین متین پر عاید ہوئے اور بے باک ناقصوں کے لئے تکیہ گاہ بن گئے۔ اور اُن کے سُکریات و شطحیات جمع کثیر کے لئے باعث گمراہی ہو گئے +

اللہ تعالیٰ نے ان کلمات کے ظہور میں حکم و مصالح رکھے ہیں بلکہ اس طائفہ علیہ سے یہ کلمات بحکم تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ مطابق سنت الٰہیہ جاری ہوئے ہیں۔ کیونکہ کلام مجید میں بھی متشابہات مثل یَدٌ اور اِسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ اور ساق وغیرہ کے واقع ہیں جن سے ایک جماعت نے اللہ تعالےٰ کے لئے جسم ثابت کیا۔ اور گمراہ ہوئے۔ اور اللہ تعالےٰ ان الفاظ سے اُن کے گمراہ ہونے کو بخوبی جانتا ہے۔ اور اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان گمراہوں کو قوت دی۔ جیسے کہ ضَحِکَ اللّٰہُ وَاِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ وَرَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ سِکَکِ الْمَدِیْنَۃِ عَلٰی صُوْرَتِ اَمْرَدٍ شَابٍّ وَوَضَعَ اللّٰہُ یَدَہٗ عَلٰی کَتِفِیْ فَوَجَدْتُ بَرْدَھَا۔ اللہ تعالےٰ ہنسا اور خدا نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اور میں نے اپنے رب کو بصورت امرد جوان مدینہ کے رستوں میں چلتے پھرتے دیکھا۔ اور اُس نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھا۔ تو میں نے اس کی خنکی پائی +

یہ کلمات آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نہایت صحو یعنی عالم ہوش میں تھے۔ پس صوفیہ علیہ سے ان کلمات کا صدور اور ایسی شطحیات کا ظہور موجب لعن و طعن کس طرح سے ہو سکتا ہے +

پھر فرمایا کہ ہم نے اپنے آپ کو بالکل شریعت کے سپرد کر دیا ہے۔ اور خدمت سنت سنیہ صفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کیلئے تیار کھڑے ہوئے ہیں۔ مگر ہمارے قلم کی زبان سے بھی بعض کلمات سُکریہ صادر ہوئے ہیں +

# (۹)
# حضرت نہم

آپ کے حلیہ اور تصرفات و کرامات کے بیان میں رضی اللہ تعالےٰ عنہ

اولاً آپ کا حلیہ مبارک بیان کیا جاتا ہے تاکہ سالکان راہ طریقت اور مسافران منازلِ حقیقت اُس کو وصول کا ذریعہ جانکر صاحبِ حُلیہ کے تصور کی طرف غیب ہوں اور برکات و فیوض اس رابطہ سے حاصل کریں۔ ع

سایۂ رہبر بہ است از ذکرِ حق

ترجمہ ع　سایہ رہبر ذکرِ حق سے بہتر ہے

قدس ۔ اگرچہ ذکر اور مشغولی موجب ترقیات ہیں لیکن شیخ سے رابطہ رکھنا سب راستوں سے زیادہ قریب کا راستہ ہے اور گویا ایک قسم کا نقب یعنی خزانہ پر پہنچنے کے لئے بمنزلہ کوہل کے ہے ۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند　　کہ برند از رہِ پنہاں بحرم قافلہ را

ترجمہ　نقشبندیہ عجیب قافلہ سالار ہیں ۔ کہ مخفی رستہ سے قافلہ کو حرم شریف پہنچا دیتے ہیں ۔

آپ گندم گون مائل بہ سپیدی کشادہ پیشانی تھے آپ کی پیشانی اور رخسارے پر ایک نور درخشاں رہتا تھا کہ آنکھیں اُس کے مشاہدہ سے خیرہ ہوتی تھیں آپ کشادہ ابرو تھے ۔ آپ کے ابرو قوس کی طرح منحنی اور دراز سیاہ اور باریک تھے آپ کی آنکھیں کشادہ اور بڑی بڑی تھیں اُس کی سیاہی زیادہ سیاہ اور سپیدی زیادہ سپید ۔ بینی مبارک بلند اور باریک تھی ۔ آپ کا دہن مبارک نہ دراز تھا ۔ اور نہ کوتاہ ۔ آپ کے دندانِ مبارک ایک دوسرے کے ساتھ متصل تھے اور درخشاں مثل لعل بدخشان کے ۔ آپ کی ریش شریف خوب گھنی اور دراز ومربع تھی ۔ اور آپ کے رخسارہ مبارک پر ریش مبارک نے تجاوز نہ کیا تھا ۔

آپ دراز قد اور نازک اندام تھے کبھی آپ کے جسم مبارک پر مکھی نہ بیٹھی ۔ آپ کی ایڑیاں ملک چین و چگل کے معشوقوں کے رخساروں کی طرح صاف اور درخشاں

تھیں۔ آپؐ کے پسینہ سے کبھی بدبو نہ آئی۔ جس طرح کہ عموماً موسم گرما میں پیدا ہو جاتی ہے۔ الحاصل آپؐ کا حسن حسن یوسفی کی یاد اور آپ کی وجاہت و شوکتِ خلیلی کو تازہ کرتی تھی ✦

جو شخص آپ کو دیکھتا بے اختیار مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ کہتا یعنی یہ انسان نہیں ہیں بلکہ کوئی بزرگ فرشتے ہیں۔ کلمۂ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور هٰذَا وَلِیُّ اللّٰہِ اُس کی زبان پر جاری ہو جاتا تھا۔ حدیث اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ گویا آپؐ کی شان میں وارد ہوئی تھی۔ یعنی اولیاء اللہ کے دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے۔ باوجود ضعفِ اسلام اور غلبۂ کفر ہزاروں کافر آپؐ کے دستِ مبارک پر مسلمان ہوئے۔ اور جماعت کثیر فساق و فجار آپؐ کے اخلاق کے مطالعے سے تائب ہو گئی۔ اور صلاح و تقویٰ اور خدا ترسی و حق پرستی میں مشغول ہو گئی ✦

ایک جم غفیر اطراف و اکناف عالم سے اقعات اور خوابوں میں آپ کی صورت دیکھ کر اور رابطہ حاصل کر کے آپ کی خدمت شریف میں آتی تھی اور ملازمت کے بعد مطابق پاتی تھی۔ بہت سے علماء صلحاء فقرا اور تونگروں نے آپؐ کا حلیہ مبارک عالم خواب میں معائنہ کر کے ذکر اور شغل آنجناب سے حاصل کیا۔ اور اُن کے قلوب ذاکر ہو گئے۔ پھر بکمال شوق آپؐ کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے۔ اور طریق حاصل کیا۔ تو اُس کو وہی شغل پایا جو خواب میں آپؐ سے حاصل کیا تھا ✦

یہ بھی آپ کی ایک کرامت تھی کہ مریدین کثرت سے آپ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ اور آپ ہر فرد پر توجہ کر کے حال عطا فرماتے۔ اور اس حال سے گذار کر اُس کی بجائے دوسرا حال عطا فرماتے اور پھر اسی طرح سے جہاں تک کہ اللہ تعالےٰ چاہتا عطا فرماتے۔ کَذَا وَكَذَا ثُمَّ كَذَا وَكَذَا اِلٰى مَا شَاءَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ ✦

ہر شخص کے ساتھ آپؐ کا معاملہ علیحدہ اور اسرار جداگانہ تھے۔ ہر ایک مرید اور ملازم یہی جانتا تھا کہ حضرت کی شفقت و رحمت جتنی مجھ پر ہے اتنی کسی پر نہیں ہے۔ آپؐ کا معاملہ مریدوں کے ساتھ مرید کرنے اور تعلیم شروع کرنے کے دن سے رجۂ ولایت پر واصل کرنے تک ہر روز اور ہر ساعت ایسا ہی رہتا تھا ✦

یہ فقیر اپنا واقعہ عرض کرتا ہے کہ ہر روز کم و بیش دس مرتبہ حضرت میرے احوال باطنی کو دریافت فرماتے تھے۔ میں اپنا جو کچھ حال کہ عرض خدمت کرتا آپ اس کو فوراً بدل دیتے اور دوسرا حال جو اس سے کہیں زیادہ اور بلند ہوتا عطا فرماتے کبھی اثنائے احوال میں قبض پیدا ہو جاتا تھا۔ پھر اس کے بجائے دوسرا حال بتوجہ آنحضرت حاصل ہو جاتا تھا۔ اس فقیر کا یہ ہمیشہ کا تجربہ ہے۔ کبھی آپ خود فرماتے کہ تیرا حال اس وقت فلاں ہے اور اب اس کے بعد فلاں حال وارد ہوگا۔ پس مطابق ارشاد آنجناب واقع ہوتا تھا۔ مریدوں کے مرتبہ ولایت تک پہنچنے اور خلافت و اجازت حاصل کر لینے کے بعد بھی آپ غائبانہ اُن کے حال کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور احوال خلفا کو پستی مراتب ولایت سے اوج کمالات وراثت نبوت پر واصل فرماتے تھے۔ اگر کسی کو آپ چاہتے کہ اس کو ولایت موسویہ سے ولایت محمدیہ پر لیجائیں۔ تو بجمال تصرف جرِ ثقیل کر کے اُس کو واصل فرماتے اور سالک صاحب علم خود معلوم کر لیتا تھا کہ وہ کہاں سے کہاں آگیا ہے ◆

چنانچہ بیان احوال حضرت مخدوم زادہ کلاں علیہ الرضوان اور حضرت میر محمد نعمان وغیرہ میں معلوم ہوگا۔ یہ بات کہ طالبوں کے حالات سے آپ کا آگاہ ہونا اور ان کے حالات آیندہ سے اطلاع دینا اور پھر اُس کے مطابق وقوع ہونا بیشمار مرتبہ آپ سے ظاہر ہوا ہے۔ آپ کے مریدوں کی تعداد لاکھوں سے متجاوز تھی۔ اگر ہر ایک طالب کی نسبت صرف ایک ہی ایک کشف اور کرامت آپ کی لیجائے خوارق و کرامات لاکھوں سے زیادہ ہو جائینگے ◆

حقیر مؤلف سترہ سال آپ کی خدمت میں رہا۔ اگر اسی زمانہ میں آپ کے کشف و کرامات اور آپ کے مقامات و درجات کی تحریر کا ارادہ کیا ہوتا۔ اور وہ اتفاقات روزمرہ کو تحریر کرتا تو اگرچہ ہر ساعت اور ہر لمحہ آپ سے خوارق ظاہر ہوتے رہتے تھے مگر بطور تنزل اگر صرف ایک ہی ایک کرامت روزانہ فرض کی جاتی تو چھ ہزار کرامتیں اس مدت ملازمت احقر میں تحریر ہو سکتی تھیں ◆

یہ ارادہ وصال آنحضرت قدس سرہٗ کے برسوں کے بعد مصمم ہوا۔ اس حالت میں کہ آپ کے خلفاء ارشاد خلق کیلئے شہروں میں متفرق ہو گئے اور اکثر مریدین باتفاق

زمانہ سیاحت میں مصروف ہو گئے ہیں۔ تحریر کتاب کے وقت جو کچھ تصرفات فقیر کو یاد تھے۔ اور جو کچھ باقی ماندہ لوگوں سے سُنے گئے تحریر کیئے جاتے ہیں کیا کیا جائے جس کا کل نہ حاصل ہو سکتا ہو۔ تو اُس کے جزو کو بھی نہیں چھوڑ سکتے ہیں! اور تھوڑا بہت پر اور قطرہ دریائے کبیر پر دلالت کرتا ہے ؛

اِس حقیر مؤلف عفی عنہ نے قبلۂ حاجات کی حیات بابرکات کے زمانہ میں آپ کے مقامات کا مسودہ تحریر کیا تھا۔ اور اس کا نام سیر احمدی رکھا۔ اُس کو آپ کی نظر کیمیا اثر میں پیش کیا۔ جب آپ اُس قصہ تک پہنچے کہ حضرت خواجہ ؒ کو حضرت خواجگی علیہ الرحمۃ نے استخارہ کیلئے حکم دیا تھا۔ اور حضرت خواجہؒ نے استخارہ میں ایک طوطی دیکھی کہ شاخ درخت سے اڑ کر حضرت خواجہ کے دستِ مبارک پر بیٹھ گئی۔ الی آخر القصہ ؛

فقیر نے اُس میں طوطی کو طائرِ ہندی لکھ دیا تھا۔ آنجناب نے اُس کو کاٹ کر لفظ طوطی تحریر فرما دیا۔ اور بسبیل مطائبہ فرمایا کہ الحمد للہ تمہاری پہلی تصنیف ہمارے احوال کے ذکر میں واقع ہوئی ہے گویا از راہِ کشف معلوم فرما لیا تھا کہ اس حقیر سے مختلف تصنیفیں واقع ہونگی۔ الحق ایسا ہی ہوا کہ بعد وفات آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتابِ کرامات در بارہ اولیا، اثباتِ خوارق اولیا بعد موت، تصنیف کی گئی۔ اور فتوح الغیب مصنفہ حضرت غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ اور ایک کتاب در شرح اصطلاحات صوفیہ و اشغال قادریہ و نقشبندیہ میں جمع کی اور ایک کتاب سنوات الاتقیا جس میں حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے اس وقت تک کے اربابِ کمال کے حالات بیان کیئے گئے ہیں تالیف کی ؛

چونکہ ہر چیز اپنے وقت پر موقوف ہے مسودات سیر احمدی حضرت قبلۂ حاجات کے زمانہ حیات ہی میں ہمراہ سامان سرقہ ہو گئے۔ اس کے فراق میں نہایت رنج و غم ہوا۔ اور طبیعت سرد ہو گئی ؛

پھر سنہ ۱۰۳۵ ہجری میں آنجناب قدس سرہ کے مناقب کی تالیف کا خیال تازہ ہوا۔ اور اُس کا کچھ حصہ تیار بھی ہو چکا تھا۔ کہ سنہ ۱۰۳۶ ہجری میں حالت تفرقہ پیدا